تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

اشاعت کے ۴۰ سال

اگر آپ نے مسلمانوں کو

اجنبی بنا کر اور ماحول سے کاٹ کر رکھا ......

علماء کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو زندگی کے حقائق، ملک کے حالات، ماحول کے تغیرات اور تقاضوں سے باخبر اور روشناس رکھیں، ان کی کوشش رہنی چاہئے کہ مسلم معاشرہ کا رابطہ زندگی اور ماحول سے کٹنے نہ پائے۔ اس لئے کہ اگر دین اور مسلمانوں کا رابطہ زندگی سے کٹ گیا اور وہ خیالی دنیا میں زندگی گذارنے لگے تو پھر دین کی آواز بے اثر ہوگی، اور وہ دعوت واصلاح کا فرض انجام نہیں دے سکیں گے، اور اتنا ہی نہیں ہوگا بلکہ اس دین کے حاملین کو اس ملک میں رہنا مشکل ہو جائے گا، تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جہاں علماء نے سب کچھ کیا لیکن زندگی کے حقائق سے امت کو روشناس نہیں کیا، اس ماحول میں اپنے فرائض کے انجام دینے کی انھوں نے تلقین نہیں کی، ایک اچھا شہری، ایک مفید عنصر بننے اور اس ملک کی قیادت حاصل کرنے کی اہلیت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی وہاں اس ملک نے ان کو اس طرح اُگل دیا جیسے لقمہ اُگلا جاتا ہے، اوران کو اُگل کر باہر پھینک دیا اسلئے کہ انھوں نے اپنی جگہ نہیں بنائی تھی۔

اگر آپ نے مسلمانوں کو اجنبی بنا کر اور ماحول سے کاٹ کر رکھا، زندگی کے حقائق سے انکی آنکھیں بند رہیں اور ملک میں ہونے والے انقلاب اور نئے نئے بننے والے قوانین، عوام کے دل ودماغ پر حکومت کرنے والے رجحانات سے وہ بے خبر رہے تو پھر قیادت تو الگ رہی، اپنے وجود کی حفاظت بھی مشکل ہو جائے گی۔

(مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ)

۲۵ر نومبر تا ۱۰ر دسمبر

Rs. 14/-

Regd. No. LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376

R.N.I.No. UP URD./2001/6071
Office Ph.No. 787250 (Ext.) 18
Guest House- 323864

Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in

FORTNIGHTLY Vol.No2 Issue No. 17

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (INDIA)

Rs.7/=

Ph:226657

FIT & CO.

Since:1916

SPECIALIST IN

Suits & Sherwani

Near:- Sardar Sons,
At:Nazirabad, LUCKNOW.

Ph.No 260433 – 242946

آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس

حاجی عبدالروف خاں، حاجی محمد نعیم خاں محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

طلباء اور تاجران کتب کے لئے خاص رعایت

تاج اسلامی جنتری دستیاب ہے

ہر قسم کے قرآن مجید مترجم، غیر مترجم، حمائلیں، قاعدے پارے، پنج سورے، عربی فارسی اردو کی درسی غیر درسی نیز ہائی اسکول انٹر، جامعہ اردو علی گڑھ کی گائیڈ اور گیس پیپرز نیز جنتریاں اور مناسب قیمت میں ہم سے طلب کریں۔

نوٹ:۔ آپ اپنی ضرورت کی کتب بذریعہ ڈاک بھی طلب کرسکتے ہیں۔

طلب کریں۔ قیمت ۵/-

تاج بکڈپو، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز

اعلیٰ کوالٹی۔ جدید ترین فیشن کے

Shirts,Trousers,Coat Suits,
Embroidered, Sherwanis,Pullowers,
Jackets,Kurta,Vastecoatsuit,Night
Suits&Tles

شادی۔ تیوہار۔ پارٹی کے لئے شاندار ذخیرہ

تشریف لائیں

men mark®

Men,s Exclusice

58,Halwasia Maket,
Hazratganj,Lucknow
Ph:Shap 216948 Resi. 227443

لیبل وکیپ پر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر

نورانی تیل

خریدیں

درد، زخم، چوٹ، جلنے، کٹنے، کی مشہور دوا

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by Athar Husain on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPress Tagore Marg Lucknow u.p. Editor: Shamsul Haq Nadwi

اس شمارے میں

اداریہ: بین الاقوامی سیاست اور طاقت کا کھیل	(حضرت مولانا) سید محمد رابع ندوی	۳
عدل وانصاف اور احسان کو عام ہونا چاہئے	ماخوذ از افادات قرآنی	۵
رمضان کی قدرشناسی کی علامت کیا ہے؟	مولانا بلال عبدالحی حسنی	۷
سوال وجواب: صدقۂ فطر	مفتی محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی	۷
روزہ ممانعت کا نہیں اطاعت کا نام ہے	خلیل حسنی	۹
غزل	جگر مرادآبادی	۹
رمضان کے بعد	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۱۰
نغمۂ عید کیسے وطن میں لکھوں	تسنیم فاروقی	۱۲
مولانا شفیق الرحمٰن ندوی	ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی	۱۳
غیبت۔ معاشرہ کا ایک کمزور پہلو	مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی	۱۴
الوداعی نظم	فطرت بھٹکلی	۱۵
کچھ طنز ومزاح کے بارے میں	ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی	۱۶
عالم اسلام کی تعلیمی ومعاشی صورتِ حال	ڈاکٹر اقتدار حسین فاروقی	۱۸
باتیں امریکہ اور امریکی معاشرہ کی	ا۔ش	۲۲
مسلماں کو مسلماں کردیا طوفانِ مغرب نے	مولانا الیاس ندوی بھٹکلی	۲۶
اسلام میں آزادیٔ اظہار رائے	مولانا محمود حسنی ندوی	۲۹
مولانا شہباز اصلاحی مرحوم	امین الدین شجاع الدین	۳۲
مطالعہ/شعر وادب	مبصر: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۳۵
فریگرنس کا گجرات سانحہ پر خصوصی شمارہ	مبصر: اے ایچ نعمانی	۳۶
حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب کی ایک مجلس	مولانا عبدالسلام بھٹکلی	۳۷
اسلامی شخصیت ایوارڈ	حسین امین	۳۸
☆ مولانا شہباز اصلاحی کی وفات پر تعزیتی جلسے		۳۸
● حضرت مہتمم صاحب کی صدارت میں		
شارجہ کا ایک تعزیتی جلسہ	حبیب اللہ ندوی	"
● بھٹکل میں جلسۂ تعزیت	عبدالحمید اظہر ندوی	"
نتیجہ امتحان سالانہ ۱۴۲۳ھ / دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ		۴۰ تا ۵۳
حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا دورۂ سلطانپور	معاصر اخبارات سے	۵۴
آخری صفحہ: جب عقل پہ پردہ پڑ جائے	امین شجاع	۵۶

پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ

اشاعت کے ۴۰ سال

جلد نمبر ۴۰ — شمارہ نمبر ۲-۳

۲۵ نومبر و ۱۰ دسمبر ۲۰۰۲ء مطابق رمضان وشوال ۱۴۲۳ھ

زیرسرپرستی:

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

نگران خصوصی:

حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی

(معتمد تعلیم، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

پروفیسر وصی احمد صدیقی

(معتمد مال، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر عام: مولانا شمس الحق ندوی — معاون: ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

رئیس التحریر: امین الدین شجاع الدین — معاون: محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

• مولانا نذرالحفیظ ندوی • مولانا عبداللہ حسنی ندوی

• مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

زرتعاون

سالانہ -/۱۵۰ ____ فی شارہ -/۷

ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک -/۳۵ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک ____ -/۲۰ ڈالر

ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے بنائیں۔

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayaat

Post Box. No- 93, Nadwatul Ulama Lucknow-226007

فون (دفتر) 787250 (Ext) 18 مہمان خانہ (0522)323864

Website : www.nadwatululama.org

E-mail : nadwa@sancharnet.in

مضامین ومندرجات سے متعلق سارے امور میں رئیس التحریر سے خط وکتابت کی جائے اور انتظامی امور میں مدیر عام سے رجوع کریں۔

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پارکیہ آفسیٹ پرنٹنگ پریس، ٹیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ اس شمارہ کے ساتھ آپ کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے، ازراہ کرم سالانہ زرتعاون ۱۵۰/روپے ارسال فرماکر ممنون کریں۔

Fortnightly

Tameer-e-Hayat

Post Box No- 93 Lucknow-7

پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ

2003

مطابق ۱۴۲۳ . ۱۴۲۴ھ

January — شوال، ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ

SUN اتوار		5 ذیقعدہ	12 ۸	19 ۱۵	26 ۲۲
MON پیر	[illegible]	6 ۲	13 ۹	20 ۱۶	27 ۲۳
TUE منگل		7 ۳	14 ۱۰	21 ۱۷	28 ۲۴
WED بدھ	1 ۲۶	8 ۴	15 ۱۱	22 ۱۸	29 ۲۵
THU جمعرات	2 ۲۷	9 ۵	16 ۱۲	23 ۱۹	30 ۲۶
FRI جمعہ	3 ۲۸	10 ۶	17 ۱۳	24 ۲۰	31 ۲۷
SAT سنیچر	4 ۲۹	11 ۷	18 ۱۴	25 ۲۱	

February — ذیقعدہ، ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

SUN اتوار	[illegible]	2 ۲۹	9 ۶	16 ۱۳	23 ۲۰
MON پیر	۱۰ عیدالاضحیٰ	3 ۳۰	10 ۷	17 ۱۴	24 ۲۱
TUE منگل		4 ذی الحجہ	11 ۸	18 ۱۵	25 ۲۲
WED بدھ		5 ۲	12 ۹	19 ۱۶	26 ۲۳
THU جمعرات		6 ۳	13 ۱۰	20 ۱۷	27 ۲۴
FRI جمعہ		7 ۴	14 ۱۱	21 ۱۸	28 ۲۵
SAT سنیچر	1 ۲۸	8 ۵	15 ۱۲	22 ۱۹	

March — ذی الحجہ، محرم ۱۴۲۴ھ

SUN اتوار	30 ۲۵	2 ۲۷	9 ۴	16 ۱۱	23 ۱۸
MON پیر	31 ۲۶	3 ۲۸	10 ۵	17 ۱۲	24 ۱۹
TUE منگل		4 ۲۹	11 ۶	18 ۱۳	25 ۲۰
WED بدھ	[illegible]	5 ۳۰	12 ۷	19 ۱۴	26 ۲۱
THU جمعرات	[illegible]	6 محرم	13 ۸	20 ۱۵	27 ۲۲
FRI جمعہ		7 ۲	14 ۹	21 ۱۶	28 ۲۳
SAT سنیچر	1 ۲۶	8 ۳	15 ۱۰	22 ۱۷	29 ۲۴

April — محرم، صفر ۱۴۲۴ھ

SUN اتوار	[illegible]	6 ۳	13 ۱۰	20 ۱۷	27 ۲۴
MON پیر	[illegible]	7 ۴	14 ۱۱	21 ۱۸	28 ۲۵
TUE منگل	1 ۲۷	8 ۵	15 ۱۲	22 ۱۹	29 ۲۶
WED بدھ	2 ۲۸	9 ۶	16 ۱۳	23 ۲۰	30 ۲۷
THU جمعرات	3 ۲۹	10 ۷	17 ۱۴	24 ۲۱	
FRI جمعہ	4 صفر	11 ۸	18 ۱۵	25 ۲۲	[illegible]
SAT سنیچر	5 ۲	12 ۹	19 ۱۶	26 ۲۳	[illegible]

May — صفر، ربیع الاول ۱۴۲۴ھ

SUN اتوار		4 ربیع الاول	11 ۸	18 ۱۵	25 ۲۲
MON پیر	[illegible]	5 ۲	12 ۹	19 ۱۶	26 ۲۳
TUE منگل	[illegible]	6 ۳	13 ۱۰	20 ۱۷	27 ۲۴
WED بدھ		7 ۴	14 ۱۱	21 ۱۸	28 ۲۵
THU جمعرات	1 ۲۸	8 ۵	15 ۱۲	22 ۱۹	29 ۲۶
FRI جمعہ	2 ۲۹	9 ۶	16 ۱۳	23 ۲۰	30 ۲۷
SAT سنیچر	3 ۳۰	10 ۷	17 ۱۴	24 ۲۱	31 ۲۸

June — ربیع الاول، ربیع الآخر ۱۴۲۴ھ

SUN اتوار	1 ۲۹	8 ۷	15 ۱۴	22 ۲۱	29 ۲۸
MON پیر	2 ربیع الآخر	9 ۸	16 ۱۵	23 ۲۲	30 ۲۹
TUE منگل	3 ۲	10 ۹	17 ۱۶	24 ۲۳	
WED بدھ	4 ۳	11 ۱۰	18 ۱۷	25 ۲۴	
THU جمعرات	5 ۴	12 ۱۱	19 ۱۸	26 ۲۵	
FRI جمعہ	6 ۵	13 ۱۲	20 ۱۹	27 ۲۶	
SAT سنیچر	7 ۶	14 ۱۳	21 ۲۰	28 ۲۷	

July — ربیع الآخر، جمادی الاول ۱۴۲۴ھ

SUN اتوار		6 ۵	13 ۱۲	20 ۱۹	27 ۲۶
MON پیر		7 ۶	14 ۱۳	21 ۲۰	28 ۲۷
TUE منگل	1 ۳۰	8 ۷	15 ۱۴	22 ۲۱	29 ۲۸
WED بدھ	2 جمادی الاول	9 ۸	16 ۱۵	23 ۲۲	30 ۲۹
THU جمعرات	3 ۲	10 ۹	17 ۱۶	24 ۲۳	31 ۳۰
FRI جمعہ	4 ۳	11 ۱۰	18 ۱۷	25 ۲۴	
SAT سنیچر	5 ۴	12 ۱۱	19 ۱۸	26 ۲۵	

August — جمادی الآخر، رجب ۱۴۲۴ھ

SUN اتوار	31 ۲	3 ۳	10 ۱۰	17 ۱۷	24 ۲۴
MON پیر	[illegible]	4 ۴	11 ۱۱	18 ۱۸	25 ۲۵
TUE منگل	[illegible]	5 ۵	12 ۱۲	19 ۱۹	26 ۲۶
WED بدھ	[illegible]	6 ۶	13 ۱۳	20 ۲۰	27 ۲۷
THU جمعرات		7 ۷	14 ۱۴	21 ۲۱	28 ۲۸
FRI جمعہ	1 جمادی الآخر	8 ۸	15 ۱۵	22 ۲۲	29 ۲۹
SAT سنیچر	2 ۲	9 ۹	16 ۱۶	23 ۲۳	30 رجب

September — رجب، شعبان ۱۴۲۴ھ

SUN اتوار		7 ۹	14 ۱۶	21 ۲۳	28 شعبان
MON پیر	1 ۳	8 ۱۰	15 ۱۷	22 ۲۴	29 ۲
TUE منگل	2 ۴	9 ۱۱	16 ۱۸	23 ۲۵	30 ۳
WED بدھ	3 ۵	10 ۱۲	17 ۱۹	24 ۲۶	
THU جمعرات	4 ۶	11 ۱۳	18 ۲۰	25 ۲۷	
FRI جمعہ	5 ۷	12 ۱۴	19 ۲۱	26 ۲۸	
SAT سنیچر	6 ۸	13 ۱۵	20 ۲۲	27 ۲۹	

October — شعبان، رمضان ۱۴۲۴ھ

SUN اتوار		5 ۸	12 ۱۵	19 ۲۲	26 ۲۹
MON پیر	۱۳ شب برات	6 ۹	13 ۱۶	20 ۲۳	27 ۳۰
TUE منگل	۲۵ دیوالی	7 ۱۰	14 ۱۷	21 ۲۴	28 رمضان
WED بدھ	1 ۴	8 ۱۱	15 ۱۸	22 ۲۵	29 ۲
THU جمعرات	2 ۵	9 ۱۲	16 ۱۹	23 ۲۶	30 ۳
FRI جمعہ	3 ۶	10 ۱۳	17 ۲۰	24 ۲۷	31 ۴
SAT سنیچر	4 ۷	11 ۱۴	18 ۲۱	25 ۲۸	[illegible]

November — رمضان، شوال ۱۴۲۴ھ

SUN اتوار	30 ۵	2 ۶	9 ۱۳	16 ۲۰	23 ۲۷
MON پیر		3 ۷	10 ۱۴	17 ۲۱	24 ۲۸
TUE منگل	[illegible]	4 ۸	11 ۱۵	18 ۲۲	25 ۲۹
WED بدھ	[illegible]	5 ۹	12 ۱۶	19 ۲۳	26 شوال
THU جمعرات	[illegible]	6 ۱۰	13 ۱۷	20 ۲۴	27 ۲
FRI جمعہ		7 ۱۱	14 ۱۸	21 ۲۵	28 ۳
SAT سنیچر	1 ۵	8 ۱۲	15 ۱۹	22 ۲۶	29 ۴

December — شوال، ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ

SUN اتوار		7 ۱۲	14 ۱۹	21 ۲۶	28 ۳
MON پیر	1 ۶	8 ۱۳	15 ۲۰	22 ۲۷	29 ۴
TUE منگل	2 ۷	9 ۱۴	16 ۲۱	23 ۲۸	30 ۵
WED بدھ	3 ۸	10 ۱۵	17 ۲۲	24 ۲۹	31 ۶
THU جمعرات	4 ۹	11 ۱۶	18 ۲۳	25 ۳۰	[illegible]
FRI جمعہ	5 ۱۰	12 ۱۷	19 ۲۴	26 ذیقعدہ	
SAT سنیچر	6 ۱۱	13 ۱۸	20 ۲۵	27 ۲	

"تعمیر حیات" کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجئے اور اس طرح فکر کی تعمیر اور شعور کی تربیت کے مشن میں تعاون دے کر اپنی بیداری کا ثبوت دیجئے۔

رئیس التحریر کی میز سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین محترم! یہ مشترکہ شمارہ آپ کو اس حال میں مل رہا ہے کہ رمضان المبارک کو الوداع کہا جارہا ہوگا اور عید الفطر کے استقبال کی تیاریاں شباب پر ہوں گی، جو بات وداعِ رمضان کے موقع پر یاد رکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ رمضان کے بعد چھٹی نہیں۔ اس شمارہ میں حضرت مفکر اسلامؒ کا فکر انگیز مضمون "رمضان کے بعد" اسی مناسبت سے شامل کیا جارہا ہے۔ ماہِ دسمبر کے حوالے سے عرض ہے کہ قوموں کی زندگی میں حادثات ومصائب آبِ نشاط انگیز کا کام کرتے ہیں لیکن اسی صورت میں جب کہ قوموں کو اس کا ادراک وشعور بھی ہو کہ ان حادثات کے پسِ پشت کھیل کیا ہے اور کس کا ہے؟ ہم مشکور ہیں حضرت ناظم ندوۃ العلماء کے کہ موصوف نے اس شمارہ کے اداریہ کے لئے اسی موضوع پر قلم اٹھایا یہ اداریہ ان شاء اللہ چشم کشا بھی ہوگا اور راہنما بھی۔ گزشتہ دنوں نیویارک سے ڈاکٹر مطیع احمد صدیقی لکھنؤ تشریف لائے "۱۱ر ستمبر اور اس کے بعد" کے موضوع پر ان سے کی گئی گفتگو اور ملاقات کا حاصل شاملِ اشاعت ہے۔ حقیقت پسند قومیں نہ تو خوش فہمی میں مبتلا رہتی ہیں اور نہ ہی اپنی ناکامی کی وجہ دوسروں میں تلاش کرتی ہیں۔ اس کے پیشِ نظر ڈاکٹر اقتدار حسین فاروقی کا مضمون شاملِ اشاعت ہے، جس کا مطالعہ ہم میں اس احساس کو جگا سکے گا۔ اس کے علاوہ ہم ممنون ہیں پروفیسر محسن عثمانی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا الیاس ندوی، مولانا بلال عبدالحی حسنی اور بزرگ شاعر جناب تسنیم فاروقی کے۔ کہ ان اصحابِ فکر ونظر نے اپنی تازہ نگارشات سے ہمیں نوازا اور تعمیرِ فکر کے اس مشن میں ہمیں عملی تعاون دیا۔ ندوہ میں مولانا شفیق الرحمٰن ندوی کی رحلت کا زخم ابھی ہرا ہی تھا کہ مولانا شہباز اصلاحی صاحب بھی داغِ مفارقت دے گئے۔ مولانا شفیق الرحمٰن ندوی صاحب پر مخدوم ومربی مولانا عبداللہ عباس ندوی کا مختصر اور جامع مضمون شاملِ اشاعت ہے، جب کہ مولانا شہباز اصلاحی مرحوم پر راقم السطور نے کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے لیکن۔ ع۔ "حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا" ماہِ رمضان کا ۲۱ویں دن ہمیں حضرت مفکر اسلامؒ کی رحلت کی یاد دلاتا اور رلاتا ہے لیکن ان کی تعلیمات اور افکار زندہ ہیں، جن میں ملت کے لئے زندگی کا پیغام ہے۔ کاش کہ اس شمارہ میں حضرت مولاناؒ کے افکار وآراء پر کوئی جامع مضمون شامل ہو پاتا! ہمیں افسوس ہے کہ مشترکہ شمارہ میں نتیجہ امتحان کی شمولیت اور صفحات کی تنگ دامانی کے باعث حضرت ناظم ندوۃ العلماء کے سفر ہریانہ کی روداد شامل نہیں کی جاسکی۔ ان شاء اللہ آئندہ۔ "یار زندہ صحبت باقی" والسلام

(ا۔ش)

۱۷ر رمضان المبارک ۲۳ھ

ندوہ، لکھنؤ

دستک

ایک عدالت ایسی بھی!

برصغیر کی گذشتہ دو صدیوں کی تاریخ میں تین واقعات اس نوعیت کے پیش آئے جنھیں قوم وملک کی تاریخ میں اہم موڑ قرار دیا جاسکتا ہے ان میں پہلا واقعہ ہے ۱۸۵۷ء کے غدر کا، دوسرا ہے تقسیمِ ملک کا، تیسرا ہے بابری مسجد کی شہادت کا ---------- ان حادثات پر غور کیجئے تو ان کے اسباب وعوامل اور محرکات کے پس پشت ایک قدرِ مشترک یہ ملے گی کہ ان کے رونما ہونے میں کہیں نہ کہیں مذہب کا بے جا استعمال ضرور کیا گیا مثلاً غدر کے اسباب میں گائے اور سور کی چربی کا تذکرہ ملتا ہے، تقسیمِ ملک میں دو قومی نظریہ کا اور مسجد وجنم بھومی تو مذہب و دھرم کی علامتیں ہیں ہی! ---- یہ ہماری قومی تاریخ کے وہ المناک مرحلے ہیں جب اربابِ سیاست نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے مذہب کو آلۂ کار بنانا شروع کیا، ورنہ ہماری تاریخ میں ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ جب اربابِ اقتدار مذہب کے پابند رہے اور دنیا شانتی کا گہوارہ بنی رہی، مثلاً سمراٹ اشوک، جنھوں نے جنگ سے توبہ کی اور امن کے علمبردار بن گئے۔ اور محمد بن قاسم جو اپنی غیر مسلم رعایا کے نزدیک بھی آنکھوں کا تارہ رہے!!

حاصل یہ کہ جب جب سیاست واقتدار مذہب کے تابع رہے تو دنیا فتنوں کی آماجگاہ بننے سے محفوظ رہی، لیکن جب جب اربابِ سیاست واقتدار نے مذہب کو اپنا تابع بلکہ حربہ بنایا، دنیا کا امن غارت و برباد ہوکر رہ گیا۔ افسوس کہ اِن دنوں اربابِ سیاست کے ہاتھوں مذہب و دھرم کے استحصال کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا جارہا ہے، مذہب کے اس بے جا استعمال اور استحصال پر دنیا بھر کے تمام سچے مذہبی رہنماؤں کو فکر وتشویش ہونی چاہئے اور انھیں عالمی سطح پر ایک ایسی عدالت قائم کرنی چاہئے جہاں سطحی وسیاسی مقاصد کے لئے مذہب کو حربہ کے طور پر استعمال کرنے والوں اور دھرم کا استحصال کرنے والوں پر مقدمہ چلایا جاسکے!

ہے کوئی جو غور کرے!!

(امین شجاع)

❀❀❀❀❀

ادار یہ

بین الاقوامی سیاست اور طاقت کا کھیل

(حضرت مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی

اس وقت مسلمانوں کے تعلق سے دنیا کے مختلف خطوں بشمول ہندوستان میں جو حالات وحوادث پیش آرہے ہیں، ان کو ہمیں صحیح پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے تاریخی وسیاسی اسباب وعوامل کی روشنی میں دیکھنا چاہئے، دراصل ہمارا یہ دور اقتصادی اور سیاسی کاوشوں اور سازشوں کا دور ہے، اقتصادی اور سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے مختلف پسندیدہ اور اثر انگیز عنوانات سے کام لیا جاتا ہے جس کے تحت کمزوروں کا استحصال ہوتا ہے اور مقصد اپنے اقتصادی مفاد کا حصول ہوتا ہے، یا اپنی سیاسی گرفت کو مضبوط بنانا ہوتا ہے یا اس کو ان کے وسیع دائروں تک پہونچانا ہوتا ہے، اس کی مثال باہری دنیا میں امریکہ اور روس جیسے عظیم ملکوں کی خارجہ پالیسی میں نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے سب کی فکر سیاسی یا اقتصادی مقصد کے حصول کی ہے۔ اس مقصد کے حصول میں اگر کوئی فرد یا گروہ رکاوٹ کا سبب بنتا ہے تو اس پر میڈیا کے ذریعہ تخریب یا انسان دشمنی کا الزام عائد کرکے توڑنے یا بے اثر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کو توڑنے اور بے اثر کرنے کی خاطر بعض قوموں اور مذہبوں کے چند لوگوں کے ذاتی جذباتی عمل کو اچھال کر پورے مذہب کو متہم کردیا جاتا ہے۔ طاقت وسیاست کا یہ کھیل عالمی پیمانہ پر ایک عرصہ سے جاری ہے، اس کے پسِ پشت عموماً اقتصادی یا سیاسی استحصال کا مقصد کارفرما نظر آئے گا، یہ بات اب یہاں تک پہونچ چکی ہے کہ دنیا دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے، ایک استحصال کرنیوالوں کی، دوسرے استحصال کئے جانے والوں کی، ان دونوں کے لئے خوبصورت اصطلاحیں استعمال کی جاتی ہیں جن کے پیچھے وہ خود غرضانہ مقاصد پوشیدہ ہوتے ہیں جو طاقتور قوموں یا گروہوں کے پیش نظر ہیں مثلاً استحصال کرنیوالے ملکوں کو "ترقی یافتہ" اور دنیا میں 'انصاف اور انسانی قدروں کا نقیب' اور استحصال کئے جانے والے ممالک کو 'پسماندہ اور قابلِ اصلاح' ممالک کے نام دئے جاتے ہیں۔ دو دہائیوں قبل روس اور امریکہ کا ٹکراؤ دو استحصال پسند طاقتوں کا ٹکراؤ تھا کہ دنیا کے لائقِ استحصال ممالک کس کے ماتحت کتنے ہوں، اس ٹکراؤ میں امریکہ کو فتح ہوئی اور اب وہی تنہا عالمی طاقت رہ گیا لہٰذا اس کو ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ لائقِ استحصال ممالک کی نئی گروہ بندی طے کرے۔ گروہ بندی کے اس سیاسی واقتصادی مقصد کے لئے ترقی پذیر ممالک کہے جانے والے ممالک کے درمیان آپسی کشمکش، لڑائی اور اس طرح کی صورتِ حال بنائی جاتی رہی کہ مداخلت کا موقع نکلے اور آخر میں بیچ بچاؤ کرکے ان کو اپنے زیر اثر لے آیا جائے اور وہاں کے اقتصادی وسیاسی مفادات سے فائدہ حاصل کیا جائے یا ان میں سے کسی میں اگر بڑھتی ہوئی کچھ طاقت ہے جو استحصال پسند ملک کے لئے دشواری پیدا کرسکتی ہو تو اسے کمزور وبے اثر کردیا جائے۔

گذشتہ کئی دہائیوں کے دوران مشرقی ممالک کے درمیان ہونے والی جنگوں میں اس سیاست اور مقصد طلبی کو اچھی طرح دیکھا جاسکتا ہے خواہ وہ عراق وایران کی جنگ ہو یا عراق وکویت کی لڑائی ہو۔ ان سب کے پس منظر میں سیاسی یا اقتصادی استحصال کی کارفرمائی کو محسوس کیا جاسکتا ہے، مشرقی ممالک میں سے بعض کی بعض سے سیاسی کشمکش کو بھی کسی حد تک اسی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔ ہندوستان وپاکستان اپنے مختلف حالات کے لحاظ سے تقریباً اسی بلا میں گرفتار رہے ہیں۔ اگر ان کے ٹکراؤ کے پس منظر پر نظر ڈالی جائے تو دونوں ملکوں کے درمیان ٹکراؤ

اور لڑائی کا کوئی معقول سبب نہیں ہے جبکہ دونوں ملک گوناگوں حالات ومعاملات میں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ دریاؤں اور پانی کے معاملہ میں دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، بنیادی لحاظ سے دونوں کا ثقافت وکلچر ایک ہے، مذہبی لحاظ سے بھی دونوں جگہ مذہبوں کا پھیلاؤ تقریباً یکساں ہے، علاقائی حالات اور مصلحتوں کے لحاظ سے بھی دونوں ایک ہی راستہ کے مسافر ہیں پھر دونوں میں یہ ٹکراؤ اور دشمنی کیسی ہے؟ دونوں ملکوں کے ذمہ داروں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کہیں غیر طاقتوں کی مصلحتوں کا شکار تو نہیں بنائے جار ہے ہیں اس پر نظر نہ ڈالنا بڑی بھول شمار کی جاسکتی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ان ملکوں کے بااقتدار طبقہ میں یہ رجحان سرایت کر گیا ہے کہ اس کو اپنے ذاتی یا اپنی پارٹی کے فائدہ کیلئے انہی تدبیروں کو اختیار کرنا ہے جن سے استحصال پسند طاقتیں فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اس طریقہ سے وہ بڑی طاقتوں کا آلۂ کار بن جاتے ہیں مذہبی جذبات کو مصنوعی طریقہ سے ابھار کر دو بڑے مذہبوں کے ماننے والوں کو لڑائی میں مشغول کردینے اور ان کی اس مشغولیت سے فائدہ اٹھانے یا مذہبی اسباب کو بہانہ بنا کر دونوں برادر ملکوں کے درمیان جنگ کا مہیب بادل اٹھانے سے اصلاً اپنے سیاسی یا اقتصادی مقاصد حاصل کرنا پیش نظر ہوتا ہے۔

اس پس منظر میں ہندوستان کے ہندو مسلم قوموں کے مابین کے حالات کو دیکھا جائے تو "رام جنم بھومی" کا نعرہ سیاسی اقتدار کی رسہ کشی کا مسئلہ نظر آئے گا، گہری نظر سے دیکھا جائے تو خالص مذہبی مقصد اس کی اصل بنیاد میں نہیں ملے گا۔ سیاسی واقتصادی طالع آزمائی ہوگی یا اقتدار کے باقی رکھنے یا اس کو حاصل کرنے کی طلب اس کی اصل وجہ نظر آئے گی، ہندوستان میں موجودہ ہندو مسلم تناؤ کے تاریخی پس منظر پر نظر ڈالی جائے تو اس کا سرا بدیشی حکومت کے عہد سے ملتا نظر آئے گا۔ ہندوؤں میں مسلم دشمنی اور مسلمانوں میں ہندو دشمنی کو جارحانہ بنانے کا کام بدیشی حاکموں کی سرپرستی میں کیا گیا، اسی کے ساتھ سیاسی سطح پر اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کا آغاز ہوا، تقسیم ملک سے عداوت کے جو واقعات پیش آئے وہ سیاسی سطح پر فائدہ اٹھانے کا بڑا ذریعہ بن گئے۔ ان کا اگر تجزیہ کیا جائے تو ان کی اصل بنیاد مذہب نہیں ہوگا بلکہ اصل بنیاد کوئی سیاسی مفاد یا اقتصادی مفاد ملے گا جس کو مخفی رکھنے کے لئے مذہب کو بڑا ذریعہ اور حربہ بنایا گیا، مشرقی ممالک میں مذہبی جذبہ چونکہ عوام کو اپنا ہم نوا بنانے کے لئے مؤثر ترین ذریعہ ہوتا ہے اس لئے طالع آزما لوگ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اس طریقہ سے وہ اپنے اصل مقصد کو مخفی رکھنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، اور اپنے اصل مقصد کا فائدہ اس چابکدستی اور ماہرانہ فنکاری سے حاصل کر لیتے ہیں کہ ان پر غیر مخلص اور خودغرض ہونے کا الزام نہیں لگتا اور ان کو فائدہ حاصل ہوجاتا ہے ایسے موقعوں پر یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ مذہب کی بنیاد پر سیاست چلانے والوں کی خاصی تعداد اپنی نجی زندگی میں خود مذہب پر زیادہ عامل نہیں ہوتی، اور عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ایسے سیاسی قائدین مذہب کو بنیاد بنا کر اپنے مطلوبہ مقصد کیلئے ہر قربانی کا اعلان کرتے ہیں جب کہ ان میں ایک تعداد خود اپنی نجی اور عائلی زندگی میں مذہب سے دور ہوتی ہے اور نتیجہ میں انھیں قربانی دینے کی ضرورت نہیں پڑتی ان کے نعروں کی بدولت قربانی عوام کے حصہ میں آتی ہے۔

موجودہ افغانستان میں امریکہ نے ان ہی لڑاکوں کی مدد سے لڑائی لڑی ہے جو خود امریکہ کے مسلح کردہ تھے، خود امریکہ کو انھیں مسلح کرنے اور روس کو ترکستانی وافغانستانی علاقوں سے بے دخل کر کے اس اہم خطہ پر اپنے اثر ورسوخ کو جمانے کی ضرورت تھی چنانچہ اس لڑائی کے پیش نظر وہ امریکہ کے نزدیک اچھے تھے، لیکن اب جب کہ وہ حامی اور مؤید نہ رہے تو ختم کردئے جانے کے سزاوار اور مستحق ٹھہرے۔

گجرات کے تباہ کن حالات میں بھی سیاسی مقاصد کی یہ کارفرمائی دیکھی جاسکتی ہے۔ اقتدار کو باقی رکھنے کی طلب کو اس کے اہم اسباب میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ خواہ وہ صوبائی اصحاب اقتدار کی ضرورت ہو یا مرکزی قیادت کی ضرورت!

تعلیم القرآن

عدل وانصاف اور احسان کو عام ہونا چاہیئے

اِنَّ اللّٰـهَ يَـأْمُرُ بِـالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَـآءِ ذِى الْقُـرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَـآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُم لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ.
(النحل ۹۰)

"بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان کا اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں، اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم سے منع فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو"۔

زندگی کا دستور العمل

قرآن مجید کی یہ آیت نماز جمعہ کے خطبہ کا جزء ہے۔ ہر ہفتہ مسلمان اسے سنتے ہیں، پڑھتے ہیں، چونکہ ہم عربی زبان سے ناواقف ہیں، عام طور پر خطبہ اور نمازوں میں جو عربی میں پڑھا جاتا ہے، اس کو غور کرنے کی چیز نہیں سمجھتے، بلکہ عبادت کا ایک وظیفہ سمجھتے ہیں، اس میں کیا سبق ہے، کیا پیغام ہے؟ اس پر غور کرنے یا کسی جاننے والے سے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، انہی میں یہ آیت بھی ہے جو دراصل پوری زندگی کا منشور ہے، دستور العمل، ضابطہ، قانون، ہدایت نامہ ہے، اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے عدل کا، احسان کا، یہ نہیں کہتا کہ کس کے ساتھ انصاف واحسان کرنا چاہئے بلکہ مطلق انصاف اور احسان کا حکم دیتا ہے، ہر شخص کو انصاف، احسان اور نیکی کرنا چاہئے، اس کے بعد جب دینے دلانے کا ذکر آتا ہے تو اس میں تھوڑی سی تخصیص کرتا ہے۔ "وَاِيْتَـآءِ ذِى الْقُرْبٰى" پھر اس میں بھی ذکر خونی رشتہ کا نہیں کہ چچازاد بھائی ہوں، ماموں زاد بھائی ہوں، اولاد ہوں، بلکہ کہتا ہے قربت والے لوگ، قربت کئی طرح کی ہوتی ہے، رشتہ کی قربت، پڑوسی کی قربت، ہم وطنی کی قربت، پیشے کی قربت، قرآن مجید میں دوسری جگہ اس کی ذرا سی تشریح آئی ہے، زیادہ دور کے، زیادہ قریب کے، اس میں کچھ گنجائش ہے، صرف یہی نہیں بلکہ خونی رشتے ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ بے حیائی کے کاموں، نامعقول باتوں اور نامناسب رویے سے روکتا ہے، تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

> انسانوں میں خدا کا پیارا کون ہوگا؟ وہ نہیں جو بہت عبادت کرے اور مالا جپے، بلکہ وہ زیادہ پیارا ہوگا جو اس کے کنبے کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچائے، تمام انسانوں کو خدا کا کنبہ کوئی اور مذہب قرار دیتا تو ذہن اسے قبول کرسکتا تھا، لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ مذہب جو توحید کے بارے میں ایسا ذکی الحس ہے کہ دوسرا کوئی مذہب نہیں، وہ اسلام کہتا ہے کہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے، یہ آخری بات ہے جو اس مذہب نے کہی، اب کہنے کی کوئی بات باقی نہیں رہی۔

آج انصاف صورت کو پہچان کر، ناپ تول کر، دیکھ بھال کر، سوچ سمجھ کر کیا جاتا ہے، معاملہ اپنے کسی عزیز، کسی ہم مذہب، ہم برادری، ہم قبیلے کا ہو تو انصاف کے لئے دل کھل جاتا ہے، تقاضہ پیدا ہوتا ہے، انصاف کرنا آسان معلوم ہوتا ہے، لیکن انصاف کا معاملہ کسی ایسے فرد کا ہو جس سے کوئی رشتہ خونی نہیں، جس کے ساتھ انصاف کرنے میں کوئی خاص مادّی فائدہ نہیں، تعریف وتحسین نہیں بلکہ تنقید کا اندیشہ ہے تو وہاں انصاف کے لئے قدم نہیں اٹھتا، قلم نہیں چلتا۔

انصاف کے لئے بھی کسی ٹریڈ مارک، برادری، خاندان، دیش اور قوم (Nation) کی ضرورت پڑتی ہے۔

مگر وہ انصاف جو برائے انصاف ہو، وہ انصاف جو خدا کا حکم سمجھ کر، کسی کا حق مان کر، کسی سچائی کو تسلیم کر کے کیا جائے اور جو بے لاگ ہو، غیر جانبدار ہو، وہ انصاف بہت مشکل ہے، اور اس انصاف کے لئے اللہ کے وہی بندے تیار ہوتے ہیں جن کے دل میں خدا کا خوف اور انسانیت کا احترام ہوتا ہے، جو یہ سمجھتے ہیں کہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔

ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

حدیث میں آتا ہے "الخلق عيال الله" ساری مخلوق اور جتنے انسان ہیں، وہ خدا کا کنبہ ہیں، یہ آخری بات اس مذہب نے کہی ہے جس کو عقیدۂ توحید پر ذرا سی آنچ گوارا نہیں، آپ جانتے ہیں کہ اسلام میں ہر وہ چیز جس سے توحید مجروح ہوتی ہو ناپسندیدہ ہے، یہاں تک کہ گنتی میں بھی وتر کو پسند کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں جو مذہب اتنا حساس (Sensitive) ہو وہ مذہب تمام مخلوق کو خدا کا کنبہ کہتا ہے، یہ کتنی بڑی بات ہے، قرآن مجید کا تہائی حصہ عقیدۂ توحید پر مشتمل ہے، سورۂ اخلاص کو قرآن مجید کا تہائی حصہ کہا گیا ہے، اس میں ہے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" (اے محمد ﷺ! کہہ دیجئے اللہ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، سب اس کے ضرورت مند ہیں اور اس کو کسی کی ضرورت نہیں، نہ اس نے کسی کو جنم دیا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور اس کا کوئی ہمسر نہیں)۔

وہ اسلام جس نے سورۂ اخلاص کو "قلب قرآن" اور ثلث قرآن کہا ہے، خدا کی مخلوق اور خدا کے

بنائے ہوئے انسانوں کو چاہے وہ کسی بھی مذہب وملت

> اگر تم کو تھوڑی شکایت ہو، کدورت ہو، دل میں میل ہو تو یہ بات تمھیں اس حد تک نہ آمادہ کرے کہ تم ان کے ساتھ ناانصافی کرو۔

کے ہوں، چاہے وہ کسی بھی دیس اور ملک کے ہوں، چاہے وہ کسی بھی نسل یا رنگ کے ہوں، چاہے کسی بھی خاک وخون کے ہوں، اللہ کا کنبہ اور خاندان قرار دیا ہے، اللہ نے سب انسانوں کی پرورش اپنے ذمہ لی ہے۔

انسانوں میں خدا کا پیارا کون ہوگا؟ وہ نہیں جو بہت عبادت کرے اور مالا جپے، بلکہ وہ زیادہ پیارا ہوگا جو اس کے کنبے کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچائے، تمام انسانوں کو خدا کا کنبہ کوئی اور مذہب قرار دیتا تو ذہن اسے قبول کرسکتا تھا، لیکن تعجب کی بات ہے کہ وہ مذہب جو توحید کے بارے میں ایسا ذکی الحس ہے کہ دوسرا کوئی مذہب نہیں، وہ اسلام کہتا ہے کہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے، یہ آخری بات ہے جو اس مذہب نے کہی، اب کہنے کی کوئی بات باقی نہیں رہی۔

> آج انصاف صورت کو پہچان کر، ناپ تول کر، دیکھ بھال کر، سوچ سمجھ کرکیا جاتا ھے، معاملہ اپنے کسی عزیز، کسی ہم مذہب، ہم برادری، ہم قبیلے کا ھو تو انصاف کے لئے دل کھل جاتا ھے، تقاضہ پیدا ھوتا ھے، انصاف کرنا آسان معلوم ھوتا ھے، لیکن انصاف کا معاملہ کسی ایسے فرد کا ھو جس سے کوئی رشتہ خونی نہیں، جس کے ساتھ انصاف کرنے میں کوئی خاص مادّی فائدہ نہیں، تعریف و تحسین نہیں بلکہ تنقید کا اندیشہ ھے تو وھاں انصاف کے لئے قدم نہیں اٹھتا، قلم نہیں چلتا۔

> اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ انصاف کے اصول کو اپنایئے، اور احسان کو اپنا شعار بنایئے، انصاف تو یہ ہے کہ جتنا دینا ہے دے دو، اور احسان یہ کہ اس سے بھی زیادہ کرلو، اگر تمھارے ساتھ کسی نے ناانصافی کی اور تم انصاف کرو، یہ احسان ہوگا، یہ اعلیٰ اخلاق کی تعلیم ہے۔

انصاف بے رنگ ھوتا ھے

انصاف واحسان کو اللہ تعالیٰ نے کسی کے ساتھ مخصوص نہیں کیا، وہ تو آسمان سے برسنے والے پانی کی طرح بے رنگ ہوتا ہے، اگر آپ اس پانی کو کسی رنگین بوتل میں ڈالتے ہیں تو رنگین نظر آتا ہے، لیکن جب آسمان سے پانی برستا تھا تو اس کا کوئی رنگ نہیں تھا، اسی طریقہ سے انصاف واحسان کا کوئی رنگ نہیں ہے، ہاں اگر انصاف کرنے والا مسلمان ہے تو اس کی نسبت سے کہا جائے گا کہ مسلمان منصف، اگر ہندو ہے تو کہا جائے گا ہندو منصف، مسلمان اور ہندو یہ تو بوتلوں کے رنگ ہیں، لیکن انصاف اور احسان کا کوئی رنگ نہیں، یہ تو بے رنگ ہیں، بے رنگ رہیں گے، اور انھیں بے رنگ رہنا چاہئے۔

کہا گیا ہے "اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ" یہ عمومی حکم ہے، "اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ، اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْاِحْسَانِ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ" نہیں کہا گیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہا گیا ہے، دنیاؤں کا پالنے والا "رب المسلمین" رب الھنود، رب المسیحین، رب العرب، رب العجم، عجمیوں کا رب نہیں کہا گیا۔

تمام جہانوں کا پالن ہار، ستارے، چاند، سورج، کہکشاں، نظام شمسی، دینا کے تمام براعظم، نباتات، حیوانات غرض پوری کائنات کے رب نے عدل وانصاف کو بالکل عام رکھا ہے، وہ قومی انصاف، ملکی انصاف، خاندانی انصاف (Family Justice) نہیں، عام انصاف ہے "ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان" میں یہی عمومیت ہے۔

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ فرمایا گیا "وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی" کسی گروہ، کسی جماعت، کسی برادری سے اگر تم کو تھوڑی شکایت ہو، کدورت ہو، دل میں میل ہو تو یہ بات تمھیں اس حد تک نہ آمادہ کرے کہ تم ان کے ساتھ ناانصافی کرو، جب بھی موقع انصاف اور تول کا آئے تو ترازو جھکنے نہ پائے، پورا پورا حق دو، انصاف سے کام لو کیوں کہ یہ خدا کو خوش کرنے والی چیز اور اس کی ہدایت پر عمل ہے۔

یاد رکھئے! عدل وانصاف اور احسان کو عام ہونا چاہئے، ہم سب کو خواہ ہم کسی قوم، کسی مذہب کے ماننے والے ہوں، ہمارے پیدا کرنے والے نے، ہمیں روزی پہونچانے والے ہمارے مالک نے حکم دیا ہے کہ انصاف و احسان میں تفریق نہیں ہونی چاہئے، کسی کو ترجیح نہیں دینی چاہئے۔

"اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ" اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ انصاف کے اصول کو اپنایئے، اور احسان کو اپنا شعار بنایئے، انصاف تو یہ ہے کہ جتنا دینا ہے دے دو، اور احسان یہ کہ اس سے بھی زیادہ کرلو، اگر تمھارے ساتھ کسی نے ناانصافی کی اور تم انصاف کرو، یہ احسان ہوگا، یہ اعلیٰ اخلاق کی تعلیم ہے۔ (ماخوذ: افادات قرآنی)

☆☆☆☆☆☆

تعلیم الحدیث

رمضان کی قدر شناسی کی علامت کیا ہے؟

مولانا بلال عبدالحی حسنی

ہر مسلمان واقف ہے کہ رمضان کا مہینہ بڑی برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے، جس نے بھی اس سے فائدہ اٹھالیا اس نے سال بھر کے لئے کمائی کرلی۔ ایک صحیح حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ "جس نے رمضان میں اللہ کے وعدہ پر یقین کرتے ہوئے اس کے ثواب کی لالچ میں روزے رکھے اور اس کی راتوں میں عبادت کی تو اللہ تعالیٰ اسکے سب گناہوں کو معاف فرما دیں گے"۔ مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس مہینہ میں اپنے رب کو راضی کرلیا، ندامت کے آنسو بہا کر اپنی خطاؤں اور لغزشوں کو معاف کرالیا، ضرورت مندوں کی حاجت برآوری کرکے اور عزیزوں، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرکے اس کے حق کو ادا کرنے کی کوشش کی کہ اس کو شهر المواساة یعنی غمگساری کا مہینہ بھی کہا گیا ہے، یہ اسکا مبارک پہلو ہے، لیکن اس کا ایک دوسرا منفی رخ اس کی ناقدری کرنے والوں کے لئے ہے جس کا تذکرہ مستدرک حاکم کی اس روایت میں ہے۔

عن كعب بن عجرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ احضروا المنبر فحضرنا فلما ارتقىٰ درجة قال آمين فلما ارتقىٰ الدرجة الثانيه قال آمين فلما ارتقىٰ الدرجة الثالثة قال آمين فلما نزل قلنا يا رسول الله لقد سمعنا منك اليوم شيئاً ما كنا نسمعه قال ان جبرئيل عرض لى فقال بعد من ادرك رمضان فلم يغفرله قلت آمين الخ۔

حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) فرمایا کہ منبر کے قریب ہوجاؤ، ہم منبر کے قریب ہوگئے، آپؐ نے جب اس کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ جب آپؐ منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ! آج ہم نے ایسی بات سنی جو پہلے نہیں سنی تھی تو آپؐ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام آئے تھے، جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا اللہ کی رحمت سے دور ہے وہ شخص جو رمضان کا مبارک مہینہ پائے پھر اس کی مغفرت نہ ہو تو میں نے کہا آمین!

رمضان رخصت ہونے کو ہے لیکن ہم سب کے لئے سوچنے کی بات ہے کہ یہ مہینہ ہم سے راضی ہوا یا ناراض۔ اس کی بڑی پہچان ہماری آگے کی زندگی ہے، اگر اس مہینہ میں ہم نے محض اپنے خالق ومالک کے حکم پر جائز اور پسندیدہ چیزیں چھوڑدیں تو ہماری آگے کی زندگی پر پھر اس کا کم از کم اثر یہ ہونا چاہئے کہ ہم حرام اور ناجائز چیزوں کے قریب نہ جائیں اس کے لئے ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہوگا اپنی زندگی کا جائزہ لینا ہوگا، پورا مہینہ گذر جانے کے بعد بھی اگر ہماری زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا جس طرح رمضان سے پہلے غیر اسلامی زندگی گزاری تھی وہی آج بھی گذر رہی ہے تو یہ علامت اس بات کی ہے کہ یہ مہینہ ہم سے ناراض ہوکر گیا اور ہم نے اس کی ناقدری کی ورنہ اگر ہم نے حق شناسی کے ساتھ اس کی قدر ومنزلت کو پہچانتے ہوئے اور اس کے مطابق عمل کرتے ہوئے یہ مہینہ گذارا ہوتا تو آج ہماری زندگی کچھ اور ہوتی۔ ☆☆☆

فقہی سوال وجواب

صدقۂ فطر

مفتی محمد مصطفےٰ عبدالقدوس ندوی

سوال: صدقۂ فطر کن لوگوں پر واجب ہے؟

جواب: بنیادی ضروریات کے علاوہ جو بھی مسلمان نصاب کے بقدر مالک ہوگا، اس پر صدقۂ فطر واجب ہوگا، خواہ مسافر ہو یا مقیم، عورت ہو یا مرد، نابالغ ہو یا بالغ، یا مجنون۔

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده أن النبى ﷺ بعث مناديا في فجاج مكة، ألا أن صدقة الفطر واجبة على كل مسلم ذكر أو أنثى، حر أو عبد صغير أو كبير.

"روایت ہے عمرو بن شعیب سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ کی گلیوں میں ایک منادی بھیجا کہ اعلان کردے: آگاہ ہوجاؤ! ہر مسلمان پر صدقۂ فطر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا۔"

سوال: صدقۂ فطر روزہ دار کے روزہ کی کمی کی تلافی کرتا ہے لیکن غیر روزہ دار کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ تو کیا اس پر بھی واجب ہوگا، جبکہ نصاب زکوٰۃ کی مقدار کا مالک ہو؟

جواب: غیر روزہ دار پر بھی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے جبکہ بنیادی ضروریات کے علاوہ نصاب زکوٰۃ مقدار کے برابر کا مالک ہو، کیونکہ وجوب زکوٰۃ کے لئے محض مسلمان ہونا شرط ہے، نہ کہ روزہ رکھنا بھی، اس لئے کہ روزہ

مستقل فریضہ ہے، اور صدقۂ فطر الگ مستقل واجب ہے، پس روزہ نہ رکھنے کا گناہ ہوگا، اور صدقۂ فطر نکالنے سے اس کے ذمہ سے ایک واجب ساقط ہوگا، اور اس کا ثواب ملے گا، البتہ روزہ کی قبولیت اور اس کی کمی کی تلافی کا مقصد حاصل نہ ہونا ظاہر ہے لیکن اس کے علاوہ صدقۂ فطر کے ثواب اور فوائد انشاء اللہ حاصل ہوں گے، فتاویٰ سراجیہ میں ہے :

"صدقۂ فطر کی بابت فقہاء کا بیان ہے : صدقۂ فطر نکالنے سے تین فوائد حاصل ہوتے ہیں : روزہ قبول ہونا، کامیابی، موت کے سکرات سے نجات، اور قبر کے عذاب سے خلاصی۔"

علامہ شامیؒ رقمطراز ہیں :

تجب الفطرة وان أفطر عامدا

"فطرہ بہر حال واجب ہوگا، گو وہ جان بوجھ کر روزہ نہ رکھا ہو۔"

سوال : اتنی بات معلوم ہے کہ صدقۂ فطر واجب ہونے کیلئے مالداری شرط ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ مالداری کا معیار کیا ہوگا؟

جواب : جس شخص کے پاس اپنی اور اپنے اہل وعیال کی بنیادی ضروریات زندگی کے علاوہ ساڑھے باون تولہ برابر (۶۱۲/۳۵ گرام) چاندی، یا ساڑھے سات تولہ برابر (۸۷/۴۷۹ گرام) سونا۔ یا مال یا رقم اتنی مقدار میں ہو کہ ساڑھے باون تولہ برابر (۶۱۲/۳۵ گرام) چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے، اس پر صدقۂ فطر واجب ہوگا، علامہ ابن نجیم مصری صدقۂ فطر کے وجوب کی بابت گفتگو کرتے ہوئے مالداری کے معیار پر روشنی ڈالتے ہیں :

شرعاً مالدار وہ ہے، جو بقدر نصاب مالک ہو، اور ضروری ہے کہ وہ نصاب اس کی اور اس کے اہل وعیال کی ضروریات کے علاوہ ہو، جیسا کہ فتاویٰ ظہیریہ میں اس کی تصریح ہے، فطرہ کے وجوب کی بابت نصاب نامی ہونا ضروری نہیں، جیسا کہ زکوٰۃ میں ہے۔"

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے :

فتویٰ اسی پر ہے کہ جو اوپر گزر چکا ہے کہ اس کے اور اس کے اہل وعیال کے اخراجات کے علاوہ زیادتی کا اعتبار ہے۔

سوال : صدقۂ فطر کن لوگوں کی طرف سے دینا واجب ہے؟

جواب : اپنی ذات کے علاوہ ان لوگوں کی طرف سے بھی صدقۂ فطر دینا واجب ہے جن پر کامل ولایت حاصل ہو اور زیر پرورش ہوں، اس ذیل میں نابالغ محتاج بچے اور بچیاں اور مجنون ومعتوہ اولاد خواہ بالغ ہوں یا نابالغ داخل ہیں، صحیح العقل بالغ اولاد گو اپاہج ہوں کی طرف سے بھی صدقۂ فطر نکالنا باپ پر ضروری نہیں، اسی طرح وہ نابالغ اولاد جو مالدار ہیں ان کی طرف سے بھی صدقۂ فطر دینا باپ پر لازم نہیں ہے، یتیم پوتے، پوتیاں، نواسے اور نواسیوں کا صدقہ دادا اور نانا کے ذمہ نہیں ہے، اسی طرح بہو کا صدقہ خسر پر نہیں ہے تنویر اور درمختار میں لکھا ہے :

تجب......عن نفسه وطفله الفقير والكبير المجنون ....لا عن زوجته وولده الكبير العاقل.

صدقۂ فطر اپنی طرف سے، اپنے محتاج چھوٹے بچے اور بڑے مجنون بچے کی طرف سے دینا واجب ہے، نہ کہ اپنی بیوی اور صحیح العقل بڑے لڑکے کی طرف سے۔"

سوال : اس سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ بیوی اور بالغ لڑکے کا صدقۂ فطر شوہر اور باپ پر واجب نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود نکال دیں تو کیا معتبر ہوگا، اور ان دونوں کی طرف سے وجوب ساقط ہو جائے گا؟

جواب : باپ اپنے بالغ لڑکے اور شوہر اپنی بیوی کی طرف سے صدقۂ فطر نکال سکتے ہیں، بلکہ فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ زیر کفالت لڑکے اور بیوی کی اجازت کے بغیر بھی استحساناً درست ہے، اور ان دونوں کے ذمہ سے وجوب بھی ساقط ہو جائے گا، کیونکہ دلالۃً وعادۃً اجازت ہوتی ہی ہے، اور اگر بالغ لڑکا زیر کفالت نہ ہو، تو بلا اجازت ادا نہ ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے۔

سوال : فطرہ کے واجب ہونے کا وقت کیا ہے؟

جواب : عید الفطر کی صبح صادق طلوع ہونے کے بعد صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا اگر کوئی طلوع صبح صادق سے پہلے مر گیا، یا مالدار غریب ہو گیا، تو صدقۂ فطر واجب نہیں ہوگا، طلوع صبح صادق سے پہلے کوئی مسلمان ہوا، یا فقیر مالدار ہوا، یا بچہ پیدا ہوا، تو صدقۂ فطر واجب ہوگا، اور اگر طلوعِ صبحِ صادق کے بعد مالدار غریب ہو گیا، تو اس کے ذمہ سے فطرہ ساقط نہیں ہوگا، اگر کوئی بچہ پیدا ہوا، یا کوئی مسلمان ہوا، تو فطرہ واجب نہیں ہوگا۔

سوال : کیا گیہوں کے علاوہ دوسرے اناج سے فطرہ نکالا جا سکتا ہے؟

جواب : گیہوں اور جو کے بجائے دوسرے اناج سے صدقۂ فطرہ نکالنے کی صورت میں مذکورہ اشیاء میں سے کسی کو بھی معیار بنا کر اس کی قیمت کا اعتبار کرتے ہوئے اتنے کا چاول یا دال وغیرہ خرید کر ادا کر سکتے ہیں،

سخن دلنواز

روزہ ممانعت کا نہیں اطاعت کا نام ہے

ذیل میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی اس تقریر کے کچھ حصے نذر قارئین ہیں جو رمضان المبارک میں نماز جمعہ سے پہلے کی گئی۔ خلیل حسنی نے اسے مرتب کیا ہے۔

ترتیب وپیش کش :۔ خلیل حسنی

احسان شناسی انسان کی طبیعت اور فطرت میں شامل ہے، اگر کوئی شخص کسی شریف انسان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے تو وہ احسان مند شخص اپنے محسن کا ممنون ہوئے بغیر نہیں رہتا، اب اس عام مشاہدہ کو سامنے رکھتے ہوئے سوچئے کہ ہمارے خالق ومالک اور ہمارے پالن ہار کے ہم پر کس قدر اور بے شمار احسانات ہیں پھر کس قدر عجیب اور غیر فطری بات ہوگی اگر کوئی انسان اپنے خالق کا شکر گزار بندہ نہ بنے۔ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا عمل ہمیں اللہ کی رضامندی کے حصول کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا کرتا ہے اللہ کی رضامندی ہی ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑی کامیابی ہے اگر خدانخواستہ اللہ ہم سے راضی نہ ہوا تو پھر یہ ایسا خسارہ اور ایسی بربادی ہے جس کی تلافی کی کوئی صورت نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں، کوتاہیاں ہوتی ہیں، گناہ سرزد ہوتے ہیں لیکن اس کے لئے توبہ کا راستہ بتایا گیا ہے، انسان سچے دل سے توبہ کر لے اور اپنے خالق و مالک کے حضور جو غفور ہے، رحیم ہے--- سچے دل سے تائب ہو جائے پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی ہے ہی کتنی؟--- چند برس بلکہ چند روزہ---- لیکن دنیا کی اس زندگی کے مقابلہ میں جو آخرت کی زندگی ہے وہ لازوال ہے وہ ابدالآباد کی زندگی ہے، اس لئے کس قدر نادانی کی بات ہوگی اگر انسان دنیا کی اس چند روزہ زندگی میں اللہ کی مرضی کے خلاف زندگی گزارے اور ہمیشہ ہمیش کی آخرت کی زندگی کی نعمتوں اور لذتوں سے خود کو محروم کر لے اور اتنا ہی نہیں، نافرمانی کی سزا بھی کاٹے--- دنیا کی یہ زندگی تو آزمائش ہے، خالق و مالک اپنے بندہ کو آزمانا چاہتا ہے کہ اس دنیا میں رہ کر وہ میری فرمانبرداری واطاعت گزاری کرتا ہے یا نافرمانی، کون میرے راستہ پر چلتا ہے اور کون شیطان کے بہکاوے میں آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کس کس احسان کا شکر ادا کیا جائے، اس کا ایک بڑا اور بنیادی احسان تو یہ ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا، جو ہم کو توفیق ہو رہی ہے نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، تلاوت کلام پاک کرنے کی، یہ سب توفیق اسی احسان کی بدولت ہے، اس نے ہمیں ایک بار پھر اس مبارک ماہ رمضان کی نعمت و سعادت عطا فرمائی اس کی قدر کرنی چاہیے، یہ نیکیوں کا موسم بہار ہے، اس میں خصوصیت کے ساتھ اور بڑے اہتمام کے ساتھ نیک کاموں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آقا کی شانِ کریمی دیکھئے کہ اس نے انسان کی حفاظت کے لئے فرشتے پیدا کئے اور انسانوں کو ان پر مقرر فرمایا کہ وہ انہیں خطرات سے بچائیں۔ رمضان میں شیطان قید کر دئے جاتے ہیں اور اس مبارک مہینہ میں اللہ کی رحمت سایہ فگن ہوتی ہے، اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے بس قابل مبارکباد ہیں وہ بندے جو اللہ کی رحمت سے اپنے دامنِ مراد کو بھر لیں، روزہ، تراویح، تلاوتِ قرآن، ادائیگی زکوٰۃ وصدقۂ فطر جیسے اعمال کے ذریعہ---- نیت اللہ کی رضا کی ہو اللہ نے مال دیا ہے تو اسے خرچ کریں، فریضۂ زکوٰۃ کی ادائیگی میں ہم سے تساہل نہ ہو مستحقین کو بھی دیں اور مدارس کے ساتھ بھی تعاون میں دریغ نہ کریں۔ روزہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ اس کے مقاصد کیا ہیں؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ ان سب باتوں کا شعور ہمارے اندر پیدا ہوتا کہ ہمارا روزہ واقعی ایسا روزہ ہو سکے جس سے اللہ خوش ہو جائے، اللہ کو روزہ کا یہ عمل بہت محبوب ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا، حالت روزہ میں ہمیں کیا کرنا چاہیے یہ بھی جاننا ضروری ہے اور حالت روزہ میں کن باتوں سے بچنا چاہیے اس سے بھی ہمیں واقفیت ہو۔ فحش گوئی سے، غیبت سے، لڑائی جھگڑے سے ہم بچنے کی سعی کریں۔ یہ مہینہ ہماری باطنی وروحانی تربیت کا مہینہ ہے تا کہ ہم اچھے کاموں کے کرنے والے اور برے کاموں سے بچنے والے بن جائیں، اور رمضان کے علاوہ باقی مہینوں میں بھی ایسی ہی پاکیزہ زندگی گزارنے کا ہمارا مزاج بن سکے، ہماری عادت بن سکے، اللہ سے ڈرتے رہیں اور موت کو یاد کرتے رہیں کوئی نہیں جانتا کہ کون سا دن اس کی زندگی کا آخری دن ہوگا اور کب موت اسے اپنے چنگل میں لے لیگی اس لئے اللہ کے خوف کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے۔

غزل

کبھی شاخ وسبزہ وبرگ پر، کبھی غنچہ وگل وخار پر
میں چمن میں چاہے جہاں رہوں، مرا حق ہے فصل بہار پر

جنھیں کہئے عشق کی وسعتیں، جو ہیں خاص حسن کی عظمتیں
یہ اسی کے قلب سے پوچھئے، جسے فخر ہو غم یار پر

مرے اشک خوں کی بہار ہے، کہ مرقع غم یار ہے
مری شاعری بھی نثار ہے، مری چشم سحر نگار پر

مری سمت سے اسے اے صبا! یہ پیام آخر غم سنا
ابھی دیکھنا ہو تو دیکھ جا، کہ خزاں ہے اپنی بہار پر

میں رہین درد سہی مگر، مجھے اور چاہئے کیا جگر
غم یار مرا شیفتہ، میں فریفتہ غم یار پر

جگر مرادآبادی

چراغ راہ

رمضان کے بعد

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

رمضان المبارک کا مہینہ گزر گیا۔ اس کے گزرنے سے بہت سے لوگوں پر ایک مایوسانہ کیفیت طاری ہوئی جیسے کوئی عزیز مہمان رخصت ہوجائے اور بہت دنوں میں اس کے آنے کی امید ہو۔ بہت سے لوگوں پر ایک اطمینانی کیفیت طاری ہوئی جیسے ان کا کام ختم ہوگیا اور ان پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ یہ دونوں کیفیتیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے منشاء اور رمضان شریف کی روح اور پیام کی منافی ہیں۔

رمضان اگر رخصت ہوا تو ایمان اور اس کے تقاضے اور اس کے احکام، اللہ تعالیٰ اور اس سے تعلق بہر حال باقی ہے۔ رمضان درحقیقت ایک دور کا خاتمہ نہیں، ایک دور کا آغاز ہے۔ رمضان انتہا نہیں رمضان سب کیلئے کچھ لے کر اور سب نعمتیں تہہ کر کے اور لپیٹ کر نہیں جاتا وہ بہت کچھ دے کر جھولیاں بھر کر اور نعمتیں لٹا کر جاتا ہے۔

رمضان کے بعد آدمی گناہوں سے ضرور ہلکا ہوتا ہے۔ لیکن ذمہ داریوں سے بوجھل اور گرانبار ہوجاتا ہے اس سب کے باوجود بہت سے بھائی کہتے ہوں گے کہ ''رمضان چلا گیا اب کیا کریں؟''

اس مختصر مضمون میں اسی سوال کا جواب مقصود ہے یہاں ان باتوں کا تذکرہ کیا جائے گا جو رمضان کے بعد اور ہمیشہ کرنے کی ہیں۔

توبہ

سب سے مقدم اور اہم کام یہ ہے کہ جس کے لئے کسی زمانہ اور مقام کی قید نہیں مگر رمضان المبارک جس کی تحریک اور تقاضہ پیدا کرتا ہے اور اس کو آسان بنا دیتا ہے، وہ یہ ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ٹوٹا ہوا رشتہ یا چھوٹا ہوا رشتہ جوڑیں۔ توبہ کی قرآن و حدیث میں اس قدر ترغیب و تاکید اور اس قدر اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو ایمان کے بعد سب سے اہم چیز معلوم ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں ہے:

توبوا الی الله توبة نصوحاً

''اللہ سے سچی اور مخلصانہ توبہ کرو۔

کہیں کہیں مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے بڑی بڑی عبادتوں اور فضیلتوں سے پہلے توبہ کا ذکر کیا گیا ہے:

التائبون العابدون الحامدون السائحون الساجدون الامرون بالمعروف والناهون عن المنكر و الحافظون لحدود الله وبشر المومنين (التوبہ ع ۱۱)

''وہ توبہ کرنے والے ہیں بندگی کرنے والے، شکر کرنے والے، بے تعلق رہنے والے، سجدہ کرنے والے، حکم کرنے والے نیک بات کا اور منع کرنے والے بری بات سے اور حفاظت کرنے والے ان حدود کے جو باندھے اللہ نے اور خوشخبری سنا دے ایمان والوں کو۔''

حدیث شریف میں آتا ہے:

کلکم خطاء ون و خير الخطائين التوابون

''اے انسانو! تم سب خطا کار ہو اور گنہگار ہو اور خطا کاروں گناہ گاروں میں سب سے بہتر کثرت سے توبہ کرنے والے ہیں۔''

دوسری حدیث میں ہے:

التائب من الذنب كمن لا ذنب له

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہیں۔''

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے کی توبہ سے ایسی خوشی ہوتی ہے جیسے ایک قصہ ہے کہ ایک شخص اپنا سارا سامان اسباب، ایک اونٹ پر بار کر کے ایک ریگستان کا سفر کر رہا تھا۔ اس کا اونٹ کھو گیا وہ شخص اپنی زندگی سے مایوس ہو کر مرنے کے لئے تیار ہو کر سو گیا، جب اس کی آنکھ کھلی تو اچانک وہ دیکھتا ہے کہ اونٹ سامان سے لدا ہوا سرہانے کھڑا ہے وہ خوشی میں ایسا مست ہوا کہ اس کی زبان سے الٹے الفاظ نکل گئے اور کہنے لگا کہ اے اللہ! میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔ تیرا بڑا بڑا شکر۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ توبہ کرنے والا انسان اپنے آقا کا بھاگا ہوا غلام ہے جب بھی واپس آجائے آقا کو خوشی ہونی چاہئے یہ خوشی اس کی ربوبیت، کرم اور محبت کا ایسا ہی تقاضا ہے جیسا کہ اونٹ کے مل جانے پر انسان کی خوشی اس کی بشریت اور احتیاج کا تقاضہ ہے۔

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ صرف ضرورت ہی کی چیز اور مجبوری کا معاملہ نہیں ہے کہ جب آدمی کسی معصیت میں مبتلا ہوجائے تو توبہ کرے، بلکہ اس کے بغیر تو صاحب ایمان کو چین نہیں آنا چاہئے۔ توبہ ایک مستقل عبادت اور قرب اور محبوبیت کا ذریعہ ہے اس کے ذریعہ سے جو ترقی ہوتی ہے اس کو کوئی عبادت نہیں پہنچ سکتی اس لئے ابرار و صالحین و مقربین کو بھی اس کی ضرورت ہے وہ جب کسی توبہ کرنے والے پر رحمتِ الٰہی کی بارش اور اس ذات عالی کی نوازش دیکھتے ہیں تو ان کو بڑی بڑی عبادتیں اس کے سامنے ہیچ اور حقیر معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اور وہ اس وقت اس گروہ میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں جس پر رحمت الٰہی کی بارش و نوازش ہوتی ہے۔

بہر حال رمضان کے بعد سب سے مقدم اور اہم اور سب سے اعلیٰ و افضل کام یہ ہے کہ ہم اپنے سارے گناہوں سے توبہ کریں اور وقتاً فوقتاً توبہ کرتے رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک مجلس میں ستر ستر اور بعض اوقات سو سو مرتبہ استغفار کرتے تھے، حالانکہ اللہ نے آپ کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے تھے۔ ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر (سورۃ الفتح)

قارئین عزیز اس کا خاص اہتمام رکھیں اور توبہ و استغفار کی دولت حاصل کرتے رہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ شخص بڑا خوش قسمت ہوگا جو حشر کے دن اپنے نامہ اعمال میں استغفار کی کثرت پائے گا۔

ایمان کی تجدید

بہت سے بھائی سمجھتے ہیں کہ ایمان ایک مرتبہ لے آنا کافی ہے۔ اس کے بعد تجدید کی ضرورت نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایمان اسی طرح پرانا ہوجاتا ہے جیسے کپڑا میلا اور پرانا ہوجاتا ہے۔ اس کو نیا اور اجلا کرتے رہو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اس کو کس طرح نیا کریں۔ فرمایا ''لا الہ الا اللہ'' کی کثرت کرو۔ خود قرآن مجید میں ہے:

الم يان للذين امنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله وما نزل من الحق ولا يكونوا كالذين اوتوا الكتاب من قبل فطال عليهم الا مد فقست قلوبهم وكثير منهم فاسقون (الحدید ۱۶)

ترجمہ: ''کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کو کہ گڑگڑائیں ان کے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا ہے سچا دین اور نہ ہوں ان جیسے جن کو کتاب ملی تھی اس سے پہلے، پھر دراز گزری ان پر مدت، پھر سخت ہوگئے ان کے دل اور بہت ان میں نافرمان ہیں۔''

اس آیت کے سننے اور پڑھنے کے بعد بعض صحابہ اپنے دل کی سختی اور بے حسی سے شاید مایوس ہوتے اور سمجھتے کہ دل کی یہ زمین بالکل اوسر اور بنجر ہوگئی ہے اور اب کبھی اس میں شادابی اور روئیدگی پیدا نہیں ہوگی تو معاً اس کے بعد ارشاد ہوا:

اعلموا ان الله يحيى الارض بعد موتها قد بينا لكم الايات ان كنتم تعقلون.

ترجمہ: ''یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے ہم نے تمہارے لئے اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کیں اگر تم سمجھتے ہو۔''

ایک آیت میں فرمایا گیا ہے:

یا ایها الذين امنوا آمنوا (الخ)

یہاں بھی ایمان کی تکمیل و تجدید مراد ہے۔

بہر حال ہر شخص کو ایمان کی تکمیل، تجدید و تقویت کی ضرورت ہے اس کی کئی صورتیں ہیں ایک سوچ سمجھ کر شعور و احساس کے ساتھ کلمہ توحید کی تکرار و کثرت۔ صحابہ کرام سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ کی کثرت کرو۔ ظاہر ہے کہ وہ بے سوچے سمجھے اور معنی مطلب پر غور کیے کلمہ کی تکرار اور کثرت نہیں کرتے ہوں گے۔ دوسرے ذکر کی کثرت اور ذکر کی قوت۔ یہ دونوں مستقل چیزیں ہیں عام حالات میں ذکر کی کثرت ذکر کی قوت پیدا کر دیتی ہے۔ خاص حالات میں ذکر کی قوت کثرت کے قائم مقام بن جاتی ہے، قوت کے معنی یہ ہیں کہ خاص کیفیات توبہ استحضار کے ساتھ اللہ کو یاد کیا جائے ان کیفیات و خصوصیات کے ساتھ یاد کرنا بھی تھوڑا نہیں ہے اور بڑے اثرات رکھتا ہے۔ لیکن یہ بات بڑی استعداد یا اعلیٰ یقین یا طویل محنت یا ندامت اور انابت سے پیدا ہوتی ہے۔ تیسری چیز اہل یقین کی صحبت ہے جس کی کیمیا اثری اور پارس صفتی دنیا کو تسلیم ہے اور قرآن مجید کی اس پر مہر لگی ہے۔

یا ایها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين۔

''اے ایمان والو! اللہ کا لحاظ کرو اور اس سے ڈرو اور صادقین (راست بازوں) کے ساتھ رہو'' چوتھی چیز اعمال کی کثرت اور مداومت ہے، اس سے بھی ایمان میں جلا اور قوت اور تازگی اور زندگی پیدا ہوتی ہے۔

اعلان ضرورت معلمین و معلمات و داخلہ طلباء

برائے جامعہ سید احمد شہید ملیح آباد، لکھنؤ

جامعہ سید احمد شہید کے مختلف شعبہ جات کے لئے مندرجہ ذیل افراد کی ضرورت ہے۔

۱۔ **معهد ابی بن کعب للتحفيظ** میں تربیت حفاظ برائے امامت و خطابت کا ایک کورس مکہ مکرمہ کے کورس کے مطابق ۱۰ رشوال ۱۴۲۳ھ سے شروع کیا جا رہا ہے، جس میں ۳۰ رتمیں ممتاز حفاظ کو لیا جائیگا، جنکو ۵۰۰ روپے وظیفہ دیا جائیگا اس کے لئے دو مدرس عالم اور قرأت کے سند یافتہ اچھے مجود مطلوب ہیں مشاہرہ ۲۰۰۰/- روپے ماہانہ ہوگا۔

۲۔ **معهد الشيخ ابی الحسن الندوی للدعوة والفكر الاسلامی** میں فارغین مدارس میں سے دس ممتاز طلباء لئے جائیں گے جن کو ماہانہ -/1000 روپے وظیفہ دیا جائیگا، انہیں دعوتی کورس، انگلش کوچنگ، کمپیوٹر ٹریننگ اور مضمون نگاری کی مشق کرائی جائیگی۔

۳۔ **كلية ام المومنين حفصه للبنات** کے لئے ایک تجربہ کار پرنسپل کی ضرورت ہے مشاہرہ -/2000 ماہانہ ہوگا، اور دو تجربہ کار معلمات (ایک عالمہ اور دوسری عصری مضامین اردو میں پڑھانے کی صلاحیت رکھنے والی ہو) کی ضرورت ہے مشاہرہ -/1000 سے -/2000 روپے تک حسب صلاحیت دیا جائے گا۔

۴۔ **جامعہ** میں داخلہ عالمیت کے تمام درجات کے ساتھ خصوصی درجات میں بھی ہوں گے، ہائی اسکول کی سند رکھنے والے کو خصوصی درجات میں داخلہ مل سکے گا، عالمیت کے کسی درجہ میں حسب استعداد داخلہ ہوگا، ٹسٹ میں فرسٹ آنے والوں کو -/500 روپے وظیفہ بھی دیا جائیگا۔

جملہ انٹرویوز ۱۰ رشوال ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۵ ردسمبر ۲۰۰۲ء کو بوقت ۹ ربجے صبح ہونگے، درخواستیں ۵ رشوال تک مندرجہ ذیل پتہ پر مطلوب ہیں۔

جمعیت شباب الاسلام

بروليا، تیگور مارگ، لکھنؤ

فون نمبر 0522-327706

thetameer-e-hayat@nadwatululama.org

نغمۂ عید کیسے وطن میں لکھوں

تسنیم فاروقی

زندگی کی فضا کتنی ناکام ہے
دن سسکتے ہوئے دکھ بھری شام ہے
ہائے فریاد ہے ، آہ پیغام ہے
اک جہاں خوش لباسی سے زرفام ہے
امن والوں پہ بارش ہے تیزاب کی
یہ کہانی نہیں منظر عام ہے
شہر در شہر اک رقص آلام ہے
بولیوں اور نعروں کے بازار میں
چار سُو آدمیت کا نیلام ہے
گھر کے گھر سب کے خالی پڑے رہ گئے
نامور ظلم ہے صبر گمنام ہے
راکھ اڑاتی ہوئی پھر رہی ہے ہوا
جلتی لاشوں کا آنکھوں میں کہرام ہے
کتنے معصوم ہیں کتنی بیوائیں ہیں
کس کو تکلیف ہے کس کو آرام ہے
کیا تجھے پتھروں کی ہوا لگ گئی
کیا ہوا کیوں تری بے حسی عام ہے
جسم خطوں میں بٹتے ہیں ایمان تو
اصل میں ایک ہی جسم کا نام ہے
عید کے کتنے معنی ہیں کچھ یاد کر!
عید عرفان ہے عید انعام ہے
اے مسافر عمل کے سفر میں اُتر
عید آغاز ہے عید انجام ہے
کچھ دوا ڈھونڈ لے کچھ دعا مانگ لے
اک طرف پیاس ہے اک طرف جام ہے
دھوپ میں موم کے پھول کس کام کے
ہم نشیں تیرا جذبہ بہت خام ہے
تیرے سجدوں پہ ہے دشمنوں کی نظر
سچ یہاں جرم ہے دین الزام ہے
اس میں کچھ بھی نہیں شاعری کا گزر
حُرمتِ صوم ہے پاسِ احکام ہے
اطلس و عطر و ریشم مبارک تجھے
آفرینش تو فرزند اسلام ہے
نغمۂ عید کیسے وطن میں لکھوں
عید گجرات کا دوسرا نام ہے

☾☾☾

یادِ یارِ مہرباں

مولانا شفیق الرحمٰن ندوی مرحوم

☆ حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی

مولانا شفیق الرحمٰن صاحب مرحوم دارالعلوم کی تدریسی اور تعلیمی خدمات میں میرے رفیق تھے، وہ دارالعلوم میں تعلیم کے لئے جب داخل ہوئے اس وقت میں یہاں کی باقاعدہ تدریس چھوڑ کر مکہ مکرمہ جا چکا تھا، اور اسی عرصہ میں وہ فارغ ہوئے، کام سے لگے، ندوہ سے باہر گئے، پھر ندوہ میں لوٹ کر آئے، اور یہاں کی تدریس کی ذمہ داری قبول کی، تعلیمی نقشہ مہتمم دارالعلوم کی نیابت میں تیار کرتے تھے، ندوہ کی شاخیں اور ملحقہ مدارس سے خط وکتابت کرنا، ان کی ضروریات پوری کرنا، تعلیمی رفتار کو دیکھتے رہنا ان کے سپرد تھا، اور اس کام کو بخوبی انجام دیا کرتے تھے، میری ملاقات اور دوستانہ مراسم اسی زمانہ کے ہیں، فقہی صلاحیت اور مسائل کا تجزیہ کرکے سمجھانا ان کا خاص وصف تھا، فقہ و فتاویٰ پر ان کی نظر وسیع اور عمیق تھی، حدیث نبوی ﷺ سے شغف تھا، اور بات سمجھانے سے پہلے خود سمجھ لیا کرتے تھے، اور جو ذمہ داری قبول کرتے اس کا حق ادا کرتے، فقہ حنفی میں ان کی کتاب "الفقہ المیسر" "نور الایضاح" کی طرح ایک علمی کمی کو پورا کرتی ہے، جو ندوۃ العلماء اور اس کی تمام شاخوں میں زیر تدریس ہے، ندوہ نے نصاب تعلیم میں جو تجدیدی کارنامہ انجام دیا ہے اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ نصاب تعلیم اکثر و بیشتر یہاں کے اساتذہ کا مرتب کردہ ہے، فقہ میں کوئی تدریسی کتاب نہیں تھی جس کی کمی کو مولانا شفیق الرحمٰن صاحب مرحوم نے پورا کیا، رحمہ اللہ۔

دہلی سے جب ماہنامہ "ذکر وفکر" شائع ہونے لگا تو اس کے لئے ذی استعداد رفقاء کار کی ضرورت تھی، مولانا شفیق الرحمٰن صاحب کی خصوصیت تھی کہ جس ذمہ داری کو قبول کرتے اس کا حق اس طرح ادا کرتے تھے کہ پھر کسی کو ٹوکنے، بتانے، اعتراض کرنے یا تصحیح کی ہدایت دینے کی ضرورت نہیں ہوتی، عالم اسلامی کے احوال کو عربی، اردو انگریزی رسائل سے منتخب کرکے رسالہ کے مقررہ مندرجات کو وہ پورا کرتے تھے۔

مرحوم کی ایک اور خصوصیت تھی جس میں وہ منفرد تھے، یا ہزاروں میں ایک کہا جا سکتا ہے، وہ یہ کہ بعض تاریخی قضایا، جو بڑے بڑے فتنوں کے سبب بنے ہیں، میں اپنی رائے رکھتے تھے، لیکن اس کو فتنہ یا کسی کی دل آزاری کا سبب نہیں بننے دیتے اور نہ اس پر مناظرہ کرتے، اور اگر کہیں اس قسم کی باتیں شروع ہوتیں تو وہاں سے ٹل جاتے۔ ان کی صحت بظاہر اچھی معلوم ہوتی تھی، زندگی کے آخری چند برسوں میں کچھ پیروں کی تکلیف ہوگئی تھی لیکن یہ کوئی مہلک مرض نہیں تھا، اور نہ ایسا آزار تھا جو ان کو مسجد جانے سے روکے، شام کی نشست جس میں چند اساتذہ اور بعض منتظمین شریک ہوتے حدود کے اندر علمی اور دینی باتوں کے ساتھ کبھی کبھی ہنسنے اور ہنسانے کی بات بھی ہوتی، اور اس میں شریک رہتے اور ہم جیسے ساتھیوں کو ان کی آمد کا انتظار رہتا، ان کی وفات کا حادثہ نہ صرف ان کے افراد خاندان بلکہ ان کے تمام واقف کاروں کے لئے اچانک پیش آنے والی مصیبت کے مانند ہوا، اور واقعہ تھا بھی اسی طرح کا، ان کی وفات کے چند منٹ پہلے تک کسی کو نہیں معلوم تھا کہ وہ دنیا سے آخری سفر کرنے والے ہیں، رات کو سوتے اور صبح ہوتے ہوتے دوسری منزل پر پہونچ گئے، مجھے یہ صدمہ رہا اور رہے گا کہ میں نے اپنے ایک دوست اور مخلص بھائی کو کھو دیا، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو دار آخرت میں اپنی رحمت کے سائے میں ملائے، اور ان کی اہل و اولاد کی نگہداشت اپنے خصوصی لطف و کرم کے ساتھ کرے۔

☆☆☆☆☆

صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست

☆ جیسا کہ قارئین کے علم میں ہے کہ مخدوم و مربی حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی ان دنوں مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہیں اور موصوف کی صحت خراب چل رہی ہے ماہ مبارک کی خصوصی دعاؤں میں بھی قارئین کرام سے مولانا موصوف کی صحت یابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

☆ جناب ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، لکھنؤ چند مہینوں سے شدید علیل چل رہے ہیں، ڈاکٹر صاحب موصوف کی جو طویل دینی، ملی، تعلیمی، سماجی، صحافتی اور طبی خدمات ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں، دعا ہے کہ رب کریم ڈاکٹر صاحب موصوف کو صحتِ کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے اور خیر و خوبی نیز صحت و عافیت کے ساتھ ان کے سایہ کو ہمارے سروں پر تا دیر سلامت رکھے۔ قارئین کرام سے بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کی صحت یابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

☆ جامعہ سید احمد شہید کٹولی ملیح آباد کے ایک تجربہ کار سینئر اور مشفق استاذ جناب مولانا اکبر علی ندوی صاحب گردوں کی تکلیف کی وجہ سے شدید بیمار ہیں، مولانائے محترم جیسے معلم و مربی کی صحت یابی کے لئے قارئین کرام سے بالخصوص ان کے شاگردوں سے خصوصی دعاؤں کی درخواست کی جاتی ہے۔

اصلاح معاشرہ

غیبت: معاشرہ کا ایک کمزور ترین پہلو

مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی

اجتماعی حیثیت سے ہمارے معاشرہ کو جس چیز نے سب سے زیادہ نقصان پہونچایا وہ غیبت ہے، یہی دراصل وہ روگ ہے جو ہماری اجتماعی شیرازہ بندی اور ملی وحدت کی راہ میں ایک سنگ گراں ہے۔ لیکن ہم غور کریں تو سوسائٹی کے ہر طبقہ اور زندگی کے ہر شعبہ میں غیبت کی کارفرمائیاں قدم قدم پر نظر آئیں گی، اور ایسا معلوم ہوگا کہ ایک لمحہ کے لئے بھی زندگی کو اس سے نجات حاصل نہیں ہے، کام ودہن کو اس گناہ سے جو لذت حاصل ہوتی ہے اس کا بدل اتنی آسانی کے ساتھ شاید کسی اور چیز میں نہ مل سکے۔ حکومت کے ایوانوں سے لے کر جھونپڑی کی تنگ وتاریک فضا تک اور محراب ومنبر کی بلندیوں سے میکدوں کی پستیوں تک ہر جگہ غیبت اپنا تسلط جمائے ہوئے نظر آتی ہے۔

روزہ مرہ کی زندگی کا تجزیہ کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ کس طرح دانستہ اور نادانستہ طور پر ہم اس گناہ عظیم کا ارتکاب کرتے ہیں اور کس کس بہانے سے ہم اس سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ حالانکہ یہی وہ گناہ ہے جس کی حرمت قرآن وحدیث دونوں میں خاصی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، اس تفصیل کی وجہ بھی غالبًا یہی ہے کہ غیبت ایک لذیذ اور سہل گناہ ہے، اس سے نفس امارہ کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور کبر کے جذبہ کو سکون ملتا ہے، اگر بات صرف اتنی ہی ہوتی اور اس کے مضر اثرات ذاتی حد تک محدود رہتے تو شاید اس کی اتنی اہمیت نہ ہوتی لیکن معاشرہ کو اس سے جو انتشار لاحق ہوتا ہے اور دلوں میں اس کی وجہ سے نفرت وعداوت کا جو جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ بے حد سنگین اور وحدت کے مزاج کے لئے انتہائی ضرر رساں ہے۔

غیبت نام ہے ہر اس بات کا جس کا تعلق کسی کی ذات سے ہو، اور اس کی عدم موجودگی میں ہم اس بات کو اس طرح بیان کریں کہ اگر وہ سنے تو اس کو تکلیف پہونچے، اور اس کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھے خواہ وہ بات یا عیب اس شخص کے اندر موجود ہی کیوں نہ ہو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جانتے ہو غیبت کس چیز کا نام ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرو کہ وہ اس کو ناپسند سمجھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ حضور! اگر وہ بات اس کے اندر موجود ہو تب بھی وہ غیبت ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر وہ بات اس کے اندر موجود ہے تو غیبت ہے، لیکن موجود نہیں ہونے کی صورت میں تو بہتان ہے۔ (مسلم شریف)

ہم کو سوچنا چاہئے کہ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں اس صورت حال سے کتنی دفعہ دوچار ہوتے ہیں اور یہ واقعہ روزانہ کتنی بار ہمارے ساتھ پیش آتا ہے، بات صرف یہی نہیں ہے کہ غیبت ہوئی، بلکہ دراصل اس کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کے دل میں نفاق، نفرت، حسد اور بغض وعداوت کے جذبات کو جگہ ملی، یہی وہ جذبات ہیں جو اجتماعیت اور معاشرتی زندگی کے لئے سم قاتل ہیں، ان کی وجہ سے ہماری زندگیوں میں ایسی بے برکتی، بے رونقی اور اضمحلال پیدا ہوجاتا ہے کہ ملت کی ذمہ داریوں سے قطع نظر ہم اپنی ذاتی ذمہ داریوں کے ادا کرنے اور ان کا بار اٹھانے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے۔

اگر آپ غیبت کی سنگینی اور اس کی شناخت کا اندازہ کرنا چاہیں تو مندرجہ ذیل آیت کو بغور پڑھئے۔

ولا يغتب بعضكم بعضاً ايحب احدكم ان يأكل لحم اخيه ميتاً فكرهتموه واتقو الله ان الله تواب رحيم. (سورہ حجرات آیت ۱۲)

''اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاوے، اس سے تو تم ضرور نفرت کروگے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔

مرے ہوئے بھائی کے گوشت کھانے اور غیبت کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن ہم نہ جانے روزانہ کتنی بار اس گوشت کو کھاتے اور اپنے نفس کے جذبہ کو تسکین دیتے ہیں، حالانکہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ دونوں سے لوگ (مسلمان) محفوظ رہیں، زبان کا گناہ عمل کے گناہ سے بدرجہا بڑا ہوا ہے۔ اس کی زندہ مثال غیبت، جھوٹ، چغلی، وغیرہ میں بالکل ظاہر ہے، غیبت وہ جرم ہے جس کی وجہ سے روزہ جیسی بابرکت اور افضل عبادت میں بھی خلل واقع ہوجاتا ہے اور اس کی وجہ سے روزہ کے فوائد سے روزہ دار محروم کردیا جاتا ہے اور اس کی بھوک پیاس کا کوئی حاصل نہیں ہوتا۔

حدیث میں مذکور ہے کہ ''روزہ ایک ڈھال ہے'' لیکن غیبت اس ڈھال کو پھاڑ دیتی ہے، گویا روزہ جو انسان کو ہر طرح کے گناہ سے محفوظ رکھتا ہے اور اسکے لئے ڈھال کا کام دیتا ہے، غیبت اس کو پھاڑ دیتی ہے اور اس کے لئے ہر گناہ کا دروازہ کھول دیتی ہے۔

غیبت کے متعلق عام طور پر یہ تصور ہے کہ غلط بات کو کسی کی طرف منسوب کرکے بیان کرنے اور اسی پر الزام لگانے کو غیبت کہتے ہیں۔

حالانکہ کسی کے عیب کو مطلق بیان کرنے ہی کو غیبت کہتے ہیں اور اگر وہ عیب اس کے اندر موجود نہ ہو تو وہ بہتان تراشی ہے نہ کہ غیبت، اس سلسلہ میں حدیث کی روایت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ وہ ٹھگنی ہیں، آپ نے اس بات پر خفگی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عائشہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اس کو سمندر کے پانی میں بھی ملا دیا جائے تو وہ بھی بدبودار ہوجائے۔

یہ روایت غیبت کی حقیقت اور اس کی سنگینی کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہے، اور اس میں عبرت ونصیحت کا ایک نہایت اہم ترین پہلو ہے کاش ہمارے سامنے صرف یہی حدیث ہو تو ہم غیبت کے تصور سے بھی لرز جائیں اور ہمارے دل میں کبھی اس کا خطرہ بھی نہ پیدا ہو، مگر افسوس کہ ہم جہاں اور بہت سے اجتماعی اہم معاملات کو نظر انداز کرکے زندگی بسر کرنے کے عادی ہوگئے ہیں، وہیں غیبت سے بھی ہم نے آنکھیں بند کرلی ہیں، اور اس کے انجام وعواقب سے بے خبر ہوکر ہم نے اس کو اپنی زندگی اور معاشرہ کا ایک جزو لاینفک بنالیا ہے۔

اسلامی معاشرہ میں غیبت کرنا اور اس کا سننا دونوں حرام ہے، اگر کوئی شخص اس کا ارتکاب کرے تو دوسرے کو چاہئے کہ وہ اس کو متنبہ کردے اور اس کی تردید کرے، اور اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرے، اور وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے تو احتجاجاً مجلس سے اٹھ جانا زیادہ بہتر اور مناسب ہے۔

علماء اسلام نے خالص شرعی اور دینی مصالح میں جو بغیر غیبت کے ممکن نہ ہوں اس کی اجازت دی ہے، جس کی تفصیل فقہ وحدیث کی کتابوں سے معلوم ہوسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

الوداعی نظم

منجانب: جمیع طلبائے علیا اولیٰ شریعہ و ادب
ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۵/ رجب ۱۴۲۳ھ

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فارغ التحصیل طلباء کے نام

نتیجۂ فکر: ڈاکٹر محمد حسین فطرت بھٹکلی

مبارک تم کو ہو اے فارغین ندوۃ العلماء
ہے تم سے رشکِ گردوں زمینِ ندوۃ العلماء
یہ ندوہ ایک چمن ہے باغِ رضواں کی بہاروں کا
یہاں ہے ہر قدم پرخوش نما مجمع ستاروں کا
بہت سے اہل دل نے اس چمن کی آبیاری کی
یہاں ہے عطر افشانی سدا بادِ بہاری کی
یہ ندوہ درحقیقت مرکزِ صد علم و عرفاں ہے
کہ ارضِ لکھنؤ جن کی بدولت باغِ رضواں ہے
جو سچ پوچھو یہ ہے ہندوستاں کا جامعہ ازہر
چمکتا ہے سرِ ارضِ وطن مثلِ مہِ انور
مجھے یہ فارغین ندوۃ العلماء سے کہنا ہے
جسے تم علم کہتے ہو فراست اُس کا گہنا ہے
روایاتِ کُہن سے حسنِ جدت کا تعلق ہے
بغیر اس کے نہیں کچھ نفع، لاکھ اُس میں تعمق ہے
میں شرحِ صدر ہی کو علم کی معراج کہتا ہوں
یہ شرحِ صدر ہے جس میں غرقِ نور رہتا ہوں
یہ فیضِ عشق ہے میں آسماں سے بات کرتا ہوں
زمیں پر رہ کے بامِ لامکاں سے بات کرتا ہوں
یہ فیضِ عشق ہے مجھ سے حقائق بات کرتے ہیں
مری شانہ کشی سے فکر کے گیسو سنورتے ہیں
خرد ہے تنگ داماں تو، جنوں میں ہے ہمہ گیری
ہے بادِ تند میں شمع فروزاں عزمِ شبیری
خرد کی تنگ دامانی ہے قاصر خوشہ چینی سے
بچے گی کوئی شئے کیا عشق کی باریک بینی سے
خرد ہے گل بداماں عشق ہی کی دستگیری سے
ملی ہے علم کو پائندگی روشن ضمیری سے
یہی وہ علم کا نکتہ ہے جس سے ہے نظر پیدا
بڑی مشکل سے ہوتی ہے نگاہِ معتبر پیدا
عبارت ہے مذاقِ شاعری زندہ حقائق سے
نہاں ہے چہرۂ فطرت ابھی چشمِ خلائق سے

گلشن ادب

کچھ طنز و مزاح کے بارے میں

☆ پروفیسر محسن عثمانی ندوی

آخری آسمانی کتاب قرآن مجید سے طنز و مزاح کی عظمت ثابت ہوتی ہے، خدا کے نافرمان باغیوں کے لئے قرآن میں آیا ہے" **فبشرهم بعذاب أليم** "یعنی بشارت دے دو خوش خبری سنادو ان کو دردناک عذاب کی، ظاہر ہے کہ عذاب کی خبر خوش خبری نہیں ہے۔ یہاں بشارت اور خوشخبری کے لفظ کا استعمال یہ بتاتا ہے کہ طنز و تعریض اور تمسخر و تنقید کی کیا اہمیت اور معنویت ہے اور کس طرح ایک لفظی خبر سرور سے کفر کے ناسور سے بندوں کو ڈرایا جاسکتا ہے، اور ان کی اصلاح کی جاسکتی ہے، سائنس حقیقت کی دریافت کا عمل ہے۔ ادب سپاٹ اور بے رنگ حقیقت کو جذبہ کی آمیزش سے خوش رنگ بنادینے کا نام ہے یہ رنگ آمیزی اہتزاز کی کیفیت پیدا کرتی ہے، اس کیفیت کی تخلیق کے لئے ایک سادہ سی حقیقت کو بالفاظ دیگر اور بانداز دیگر ادا کرنا پڑتا ہے، قرآن کا لفظ" فبشرهم " سادہ سی بات کو بانداز دیگر ادا کرنے کی مثال ہے، اس کے اندر تنقید و طنز اور مزاح کی آمیزش ہے، بات کو سادہ اور سپاٹ طریقہ سے بیان کرنے کے مقابلہ میں بانداز دیگر کہنے سے اس کی قوت و تاثیر میں اضافہ ہوجاتا ہے، مثال کے طور پر اقبال نے یہ کہنا چاہا ہے کہ تعلیم کے عصری اداروں میں انسانی ضمیر مردہ ہوجاتا ہے۔

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

اقبال نے اس شعر میں سادہ انداز میں جو بات کہی، اکبر الہ آبادی نے اسی بات کو بانداز دیگر ادا کرکے طنز کی نشتریت کو آسمان تک پہونچا دیا ہے۔

اکبر کا شعر یہ ہے۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

طنز و مزاح کی اہمیت کیا ہے اسے بیان کرنے کے لئے بطور دلیل قرآن کی بہت سی ایسی آیتیں پیش کی جاسکتی ہیں، طنز و مزاح کو استناد کا درجہ حدیث اور سیرت سے بھی ملتا ہے، ایک بڑھیا سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی، اس کے غمزدہ ہونے پر آپؐ نے وضاحت کی کہ بوڑھی عورت جوان ہوکر جنت میں جائے گی، تاریخ انسانی میں آپ کی ذات سب سے بڑے انسان کامل کی حیثیت رکھتی ہے، آپ کے مزاج کی اس خوش طبعی اور بذلہ سنجی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انسان اس وقت تک ناقص اور نامکمل ہے جب تک کہ اس کے اندر ظرافت کی حس نہ پائی جائے، بطور دلیل سیرت سے بھی متعدد واقعات نقل کئے جاسکتے ہیں، طنز و مزاح ہنسنے اور ہنسانے کا فن ہے، اگر ہنسنا اور ہنسانا زندگی اور زندہ دلی کی علامت ہے تو طنز و مزاح کا فن بھی زندگی آمیز اور زندگی آموز ہے، ہمارے رسولؐ تبسم فرماتے تھے اور ہنستے تھے بلکہ ثبوت تو یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ بھی ہنستا ہے، آپ ﷺ کے ہنسنے کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے " **فضحك النبى صلى الله عليه و سلم حتى بدت أنيابه** "ایک دوسری حدیث میں ہے " **لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك حتى بدت نواجذه** "یعنی آپ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک نظر آنے لگے، اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کے بارے میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے لگاتار دعا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہنس دیتا ہے اور جب اللہ ہنستا ہے تو پھر فرماتا ہے کہ اچھا جا جنت میں داخل ہوجا۔" **فلا يزال يدعو الله حتى يضحك الله تبارك و تعالى فاذا ضحك الله منه قال ادخل الجنة** "قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کے سامنے ہنستے ہوئے جلوہ افروز ہوگا (**فيتجلى لهم يضحك**) انسائکلوپیڈیا برٹانیکا کے مضمون نگار کی تحقیق ہے کہ بائبل کے اولڈ ٹسٹامنٹ میں ۲۹ جگہ پر ہنسنے کا ذکر موجود ہے، مژدہ ہو فنکارانِ طنز و ظرافت کے لئے کہ ان کے فن کا نور قرآن وسنت سے اور آسمانی کتابوں سے مستعار ہے!

انسانی شخصیت بے کراں اور بے حد پیچیدہ نفسیات سے مرکب ہوتی ہے۔ اس کے شعور میں اور لاشعور میں آہ اور واہ، خوشی اور کراہ، شادمانی اور غم دونوں کا امتزاج پایا جاتا ہے، جدید سائنسی تحقیق کے مطابق ہنسنے کا عمل وہ سیفٹی والو ہے جو جذبہ کو کنٹرول میں رکھتا ہے اس سے جوش انگیز آبخرات کی نکاسی ہوتی ہے، اعصابی تناؤ میں تخفیف ہوتی ہے، اس کے ذریعہ ہیجان پر قابو پایا جاسکتا ہے، اور جذباتی ردعمل سے بچا جاسکتا ہے، ارسطو کا خیال تھا کہ ہنسی قدرت کی طرف سے بداخلاقی پر ایک طنز ہے، انسانی سماج میں برائیاں اور بدنمائیاں پائی جاتی ہیں ان کو مٹانے اور دور کرنے کے لئے فنکار طنز و ظرافت کے فن کے ذریعہ اپنے اندرونی اُبال کو اور پڑھنے والوں کے اشتعال کو قابو میں رکھتا ہے۔ وہ اپنے فن کے تیر و نشتر کے ذریعہ خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ مریض کو بے ہوش کرنے کا گر بھی جانتا ہے اور آپریشن کی تکنیک سے بھی واقف ہوتا ہے اور پھر ہوش میں لانے اور گرتے ہوئے کو تھام لینے کے ہنر سے بھی بے خبر نہیں ہوتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سیاست کے ایوانوں میں براجمان اصحاب اقتدار رعونت و تکبر اور جور و استبداد کی روش اختیار کرلیتے ہیں اور کسی برملا تنقید کو سننے کی تاب نہیں رکھتے اس صورت حال میں مزاح نگار رمز و کنایہ کے پیرایہ میں بھی اپنی بات کہہ سکتا ہے اس صورت میں طنز و مزاح کا ادب آزادی کی روح کا اظہار ہے اور سماج کی چول کو اپنی جگہ پر بٹھانے کی کوشش، یہی مفہوم ہے اس شعر کا۔

سرد موسم ہے ہوائیں چل رہی ہیں برف بار
شاہد معنی نے اوڑھا ہے ظرافت کا لحاف

موضوع ظرافت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ طنز و مزاح کے فنکار کے لئے ضروری ہے کہ راج ہٹ، بالک ہٹ اور پریا ہٹ کی طرح اس کے اندر دو قسم کے " ہٹ " ضرور پائے جائیں ایک تو اس کے اندرون میں سماج کی ناہمواریوں پر 'کڑواہٹ' ہونی چاہئے دوسرے۔۔۔ لبوں پر ہمیشہ 'مسکراہٹ' ہونی چاہئے، اگر ہندی زبان کا ہٹ ہٹ کا نغمہ ریز قافیہ کسی کے گوش نازک پر ناگوار گذرتا ہو تو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مزاح نگار کے پاس دل بریاں اور چشم گریاں کے ساتھ لب خنداں ہونا چاہئے، قافیے آہی گئے ہیں تو یہ ذکر بھی مناسب ہے کہ کبھی دلچسپ قافیوں سے بھی ظرافت کے حاسہ کو غذا پہونچائی جاتی ہے، اکبر الہ آبادی نے انقلاب زمانہ اور جدید تمدن کی بالادستی کا شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

حرف پڑھنا پڑا ہے ٹائپ کا
پانی پینا پڑا ہے پائپ کا

رشید احمد صدیقی کی قافیہ پیمائی ملاحظہ کیجئے وہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے غضب سے اور روس کے ادب سے ڈرتے ہیں، ترقی پسند تحریک پر طنز کے لئے انہوں نے ایک خوبصورت فقرہ تراشا اور قافیہ کا سہارا لیا، طنز و مزاح ادب کی صنف ہے اس لئے الفاظ کی ترتیب اور فقرہ تراشنے کے فن سے مزاح نگار کا واقف ہونا ضروری ہے، یعنی مزاح نگار کے لئے ضروری ہے کہ وہ فرقہ پرست بالکل نہ ہو لیکن فقرہ پرست ضرور ہو، وہ گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، طنز و مزاح کا فنکار حسن گفتار اور لطف اظہار کے ذریعہ تیر کا اور تلوار کا کام انجام دیتا ہے، وہ حرب و ضرب کے بجائے خندہ زیر لب سے کام لیتا ہے، وہ اپنے تبسم اور تکلم سے ضمیر کو زیر و زبر کردیتا ہے، وہ اپنی تحریر سے اپنے عہد کی بہت سی خرابیوں کا احساس دلاتا ہے، وہ اپنے قاری کو اخلاقی اقدار کے زوال پر بغیر کسی تلقین کے متوجہ کرتا ہے یہ کام بہت مشکل کام ہے اس کے لئے ظرف کی بلندی اور ذوق کی ارجمندی اور شرافت اور شائستگی کی بہت بڑی مقدار درکار ہوتی ہے۔ یہ مقدار اگر کم ہوجاتی ہے تو عامیانہ اور سوقیانہ ادب وجود میں ہوتا ہے، اس لئے ایک اچھے ظریف اور مزاح نگار کا فن عمل جراحی بھی ہے اور غموں کی شب تاریک میں خوشی بانٹنا بھی ہے اور شمع امید کو روشن رکھنا بھی ہے اور طوفان کے مقابلہ میں حوصلہ و ہمت کو بڑھانا بھی ہے، انتشار، بحران اور مایوسی کے عہد میں طنز و ظرافت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے، یہ ستم ظریفی ہوگی اگر اسے معاشرہ میں اور ادب کی دنیا میں عزت کا مقام نہ ملے اور اسے سرکس کا جوکر سمجھ لیا جائے۔

> موضوع ظرافت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ طنز و مزاح کے فنکار کے لئے ضروری ہے کہ راج ہٹ، بالک ہٹ اور پریا ہٹ کی طرح اس کے اندر دو قسم کے " ہٹ " ضرور پائے جائیں ایک تو اس کے اندرون میں سماج کی ناہمواریوں پر 'کڑواہٹ' ہونی چاہئے دوسرے۔۔۔ لبوں پر ہمیشہ 'مسکراہٹ' ہونی چاہئے۔

مزاح نگار ہی کو نہیں بلکہ ادب کی دنیا میں ہر صنف کے لکھنے والے کو عزت اور اعزاز عطا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی تحریروں کو پڑھا جائے اس کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے افسوس یہ ہے کہ کتاب کی جگہ ٹیلی ویژن نے لے لی ہے، اور تعلیمی اداروں کے اساتذہ تک کے ہاتھوں سے کتاب چھوٹ گئی ہے، طلبہ ڈگری لینے کے لئے پڑھتے ہیں اور ڈگری ملنے کے بعد کبھی کتاب کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتے، بس اخبار پڑھنے کو پڑھنا سمجھتے ہیں، ادب اور علم کے فروغ کے لئے ضروری ہے کہ ادبی اور علمی کتابیں پڑھی جائیں اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ قاری اور مصنف کے درمیان رابطہ بھی قائم ہو یعنی قاری کی جانب سے کبھی کبھی مناسب ردعمل (Feed Back) ظاہر کیا جائے، ضروری نہیں کہ ہمیشہ تحسین وآفرین کے ڈونگرے برسائے جائیں، کسی کمی یا خامی کی نشان دہی یا تبصرہ بھی ردعمل کے مفہوم میں داخل ہے، ادیب کے لئے اور مصنف کے لئے اس طرح کا حوصلہ افزا ماحول نہ ہوگا تو اس کا عمل افسردہ اور تخلیق کا شجر پژمردہ ہوجائے گا اس پر رنگ برنگ کے پھول نہیں کھلیں گے، زیادہ سے زیادہ ایک دو پھولوں کی بہار آئے گی اس کے بعد پت جھڑ کا موسم اسے خشک کردے گا، ہمت افزائی کا کام گلشن ادب کے لئے آبیاری کا کام ہے۔ آبیاری اگر جاری رہتی ہے تو کوکب غنچہ سے شاخیں چمک اٹھتی ہیں، گلشن کا کاروبار چلتا ہے، کس قدر باعث رنج وملال یہ صورت حال ہے کہ مصنف کوہ کنی کے بعد ایک کتاب لکھتا ہے، ناشر اپنے رأس المال میں سے کتاب چھاپنے پر پچاس ہزار لگا دیتا ہے، پھر پچاس روپے میں بھی اسے کوئی نہیں خریدتا ہے۔ اگر مصنف یا ناشر کی جانب سے کتاب تحفہ میں مل جاتی ہے تو اسے طاق پر رکھ دیتا ہے اور جلد ہی اسے طاق نسیاں کا گلدستہ بنا دیتا ہے، کاروانِ علم وادب کی پیش رفت کے لئے ضروری ہے کہ نہ صرف کتاب کے قارئین پائے جائیں بلکہ قاری اور مصنف وادیب کے درمیان رشتہ بھی برقرار رہے، نگاہِ عشق نہ ہو تو آرائش جمال اور مشاطگی زلف مقال کیوں کر ہو اور ادب کے حسن دل آرا کے رخسار پر شگفتگی کا غازہ کیسے لگے اور تحریر میں حنائی نقش ونگار کہاں سے آئیں مانی کے موئے قلم سے فکر وخیال کا لفظی پیکر کیوں تراشا جائے اور شاہد معنی لباس زرکار و زرنگار میں کس لئے ملبوس ہو، خریدار نہ ہوں تو لفظوں کا لالہ فروش بازار کیسے لگے قدردانی کی نگاہ نہ تو جملوں کی بہشت بدوش بہار کیسے سجے، قاری کی زبان اگر خاموش ہوتی ہے تو تخلیق کے لئے خون جگر صرف کرنے کا محرک ختم ہوجاتا ہے، آبشار کے سکوت کو دیکھ کر ویرانی کا احساس بڑھتا ہے اور ادیب یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس کی تحریر کی تقدیر میں حدیث شوق نیاز پڑھنے کے لئے اور نغمہ مضراب ساز سننے کے لئے قاری موجود نہیں ہیں اور اگر ہیں تو گونگے اور بہرے ہیں۔" **صم بكم عمى فهم لا يعقلون** "

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فکر و عمل

عالمِ اسلام کی تعلیمی و معاشی صورتِ حال

بین الاقوامی اداروں کے سروے کے مطابق

ڈاکٹر اقتدار فاروقی

کچھ عرصہ قبل کینتھ ڈیوڈ (Kenneth David) دانشور نے عالمی بینک (World Bank) کے ایک سروے ۱۹۸۰ء کے مطابق اپنی تصنیف (The Cultural Environment of International Business) میں جو تفصیلات دنیا کے مختلف مذہبی معاشروں (Religious Societies) کی علمی اور اقتصادی حالات پر پیش کی ہیں وہ نہایت اہم ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لئے بڑی حد تک عبرت انگیز اور سبق آموز بھی ہیں، اس سروے میں عیسائی، بدھ، ہندو، یہودی، کمیونسٹ (غیر مذہبی) قبائلی مذاہب اور اسلامی دنیا کی معاشی اور تعلیمی ترقی اور پستی کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ عیسائی سماج جہاں معاشی اور علمی اعتبار سے بلند تر مقام رکھتا ہے وہیں مسلم سماج بہ اعتبار تعلیم اور معاش انحطاط کا شکار ہے، عیسائی سماج کی اس بلندی نے اس کو اسلامی دنیا پر مکمل غلبہ حاصل کرنے میں کامیابی دلائی ہے۔

زیر نظر مضمون میں اسلامی معاشرہ کا علمی اور معاشی حال بتایا گیا ہے اور اس کا موازنہ خاص طور سے عیسائی معاشرہ سے کیا گیا ہے۔

سروے کے مطابق کینتھ بتلاتا ہے کہ عیسائی سوسائٹی بہ اعتبار خواندگی دنیا میں اول درجہ رکھتی ہے یعنی وہاں خواندگی (Literacy) نوے فیصد سے زیادہ ہے اور تقریباً پندرہ ممالک تو ایسے ہیں جہاں خواندگی سو فیصد ہے، جب کہ مسلم دنیا میں خواندگی کا اوسط پچاس فیصد ہے او ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے جہاں خواندگی سو فیصد ہو۔ خواندہ آبادی میں ایسے افراد جنہوں نے اسکول یا کالج کی تعلیم حاصل نہیں کی ہے ان کا فیصد عیسائی دنیا میں دو ہے جب کہ مسلم دنیا میں پچاس فیصد خواندہ لوگوں نے اسکول کا رخ تک نہیں کیا ہے۔ عیسائی دنیا میں خواندگی کے معنی کم از کم پرائمری سطح کی تعلیم کا حصول ہے جبکہ اسلامی ممالک میں ہر وہ شخص جو لکھنا اور پڑھنا جانتا ہے خواندہ کہلاتا ہے۔ چنانچہ اگر خواندگی کے عیسائی معیار کو ملحوظ رکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ درحقیقت عیسائی سماج میں خواندگی نوے فیصد ہے اور مسلم معاشرہ میں بمشکل دس فیصد۔

عیسائی سماج میں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ عیسائی اکثریت کے ممالک میں نوے فیصد خواندہ لوگ سیکنڈری سطح کی تعلیم ضرور حاصل کرتے ہیں اور پندرہ فیصد سے چالیس فیصد لوگ اعلیٰ تعلیم پاتے ہیں۔ برخلاف اس کے مسلم سماج میں اعلیٰ تعلیم دو سے سات فیصد خواندہ لوگوں تک محدود ہے۔ اعلیٰ تعلیم کا معیار بھی مسلم ملکوں میں بہت کم ہے۔ اچھے معیار کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مسلمان عیسائی ملکوں کو رخ کرتے ہیں اور وہاں تعلیم کے حصول کے لئے کثیر رقم خرچ کرتے ہیں۔ یہ صورت حال اس دور سے مختلف ہے جب عہد وسطیٰ میں یورپ کے عیسائی، اسلامی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنا قابل فخر سمجھتے تھے۔ اور حصول علم کے لئے اسلامی اسپین کا رخ کرتے تھے۔

تعلیم اور علم کا رشتہ معاشی ترقی سے براہ راست جڑا ہوتا ہے لہٰذا معاشی اعتبار سے مسلم دنیا میں غربت و افلاس کی حالت نہایت افسوسناک ہے۔

کینتھ کے سروے کے مطابق ۱۳۰ کروڑ مسلم آبادی کے نصف حصہ میں (جو بہت غریب ممالک کہلاتے ہیں) فی فرد اوسط قومی آمدنی (Percapita G.N.P.) ۱۹۸۰ء میں تقریباً ۲۰۰ ڈالر سالانہ تھی جب کہ نسبتاً امیر مسلم ممالک میں یہ اوسط ایک ہزار ڈالر تھا اس کے مقابلہ میں عیسائی دنیا (کل آبادی ۲۳۰ کروڑ) کی آدھے سے زیادہ آبادی (یورپ سمیت) کی اوسط آمدنی سات ہزار ڈالر تھی۔ اور باقی کی تین ہزار ڈالر۔ ۱۹۸۰ء کے بعد معاشی ترقی ساری دنیا میں تیزی سے بڑھی ہے۔ چنانچہ ۱۹۹۶ء کی (UNDP) رپورٹ کے مطابق یورپ میں تو یہ بڑھ کر اوسطاً ۲۵ ہزار ڈالر ہوگئی ہے اور بقیہ عیسائی سماج میں ۱۰/ہزار ڈالر جب کہ غریب مسلم ممالک میں ۲۰۰ سے بڑھ کر صرف ۳۸۰/ڈالر اور امیر ممالک میں ایک ہزار سے دو ہزار ڈالر ہوئی ہے۔ مسلم دنیا میں اگر پٹرول پیدا کرنے والے پانچ ممالک (OPEC Countries) نہ ہوتے تو نہ جانے مالی اعتبار سے مسلم دنیا کا کتنا برا حال ہوتا۔ واضح رہے کہ ایک سروے (Oil & Gas J.1998) کے مطابق دنیا میں تیل پیدا کرنے والے کل ۱۸، اہم (Major) ممالک ہیں جس میں ۱۰ اسلامی مملکتیں ہیں اور باقی ۸ غیر اسلامی (چین اور روس سمیت) اسلامی ممالک ۲۵۰ بلین بیرل (25 Billion Barrel) تیل ہر سال پیدا کرتے ہیں۔ یہ کل پیداوار کا تقریباً ۴۰ فیصد ہے۔ قدرت کے اس عظیم عطیہ اور نعمت کے باوجود مسلم دنیا عیسائی دنیا کے مقابل معاشی اعتبار سے کچھ بھی نہیں۔ (ملاحظہ ہو فہرست نمبر ۱۔۲۔۳۔) ان فہرستوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تیل پیدا کرنے والے مسلم ممالک ۱۹۸۰ء کے بعد اپنی آمدنی بڑھانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ جس کی اصل وجہ آپسی جنگیں اور رقابتیں تھیں۔ برخلاف اس کے یورپی ملکوں کی فی کس آمدنی بہت تیزی سے بڑھی۔ مثال کے طور پر سعودی عرب کی فی کس آمدنی ۱۹۸۰ء میں ۷۶۹۰ ڈالر سالانہ تھی جو ۱۹۹۶ء میں ۷۰۴۰ ڈالر

ہوگئی۔ ایران، عراق، لیبیا کی آمدنی ان ۱۶ سالوں میں کم ہوئی۔ جب کہ جرمنی کی آمدنی ۹۵۸۰ ڈالر (۱۹۸۰ء) سے بڑھ کر ۲۸۸۷۰ ڈالر (۱۹۹۶ء) ہوگئی۔ اسی طرح برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا وغیرہ کی معاشی حالت تین گنا بہتر ہوگئی۔ تیل پیدا کرنے والے مسلم ممالک کو کسی اقبال کی ضرورت ہے جو ان کو بتا سکے کہ "نہ سمجھوگے تو مٹ جاؤگے" اور اب شاید مولانا ابوالکلام آزاد جیسے دانشور کی ضرورت ہے جو چیخ چیخ کر بتلائے "غفلت اور سرشاری کی بہت سی راتیں بسر ہوچکی ہیں اب خدا کے لئے بستر مدہوشی سے سر اٹھا کر دیکھئے کہ آفتاب کہاں تک پہنچ چکا ہے۔ آپ کے ہمسفر کہاں تک پہنچ گئے ہیں اور آپ کہاں پڑے ہوئے ہیں"۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد مسلم اور عیسائی ملکوں کے درمیان کوئی بھی قابل ذکر جنگی معرکہ نہیں ہوا ہے حالانکہ خود مسلم ملکوں کے بیچ خونریز جنگیں ضرور ہوئی ہیں جس میں تقریباً پندرہ لاکھ مسلمان سپاہی مارے گئے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلم ممالک جو جنگی سازوسامان خریدتے ہیں انہیں زیادہ تر ایک مسلم ملک دوسرے مسلم ملک سے حفاظت کے طور پر استعمال میں لانے کے لئے خریدتا ہے نہ کہ غیر مسلم ملک سے معرکہ آرائی کے لئے۔

مسلم ممالک کی جنگی تیاریوں میں ہر ملک اپنی قومی آمدنی (Cross National Product) کا دس سے تیس فیصد خرچ کرتا ہے۔ یہ دولت عیسائی ملکوں کو ہتھیار خریدنے کے لئے منتقل ہوجاتی ہے جب کہ عیسائی ممالک اپنی قومی آمدنی کا تین سے گیارہ فیصد حصہ فوج پر خرچ کرتے ہیں اور ہتھیاروں کی خرید و فروخت آپس ہی میں کرتے ہیں۔ اس دولت کا کوئی بھی قابل ذکر حصہ مسلم دنیا میں نہیں آتا ہے۔

کینتھ نے مسلم معاشرہ کی بدحالی کی متعدد وجوہات بیان کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ خواندگی کے سلسلہ میں مسلم دنیا میں عورتوں کی تعلیم پر کئی سالوں سے توجہ نہیں دی گئی ہے۔ چنانچہ عام طور سے مسلم معاشرہ میں مردوں اور عورتوں میں خواندگی کا فرق دس سے چالیس فیصد تک ہے جب کہ عیسائی معاشرہ میں یہ فرق صرف دو سے پانچ فیصد کے درمیان ہے۔ پسماندگی کی ایک وجہ مسلم ممالک میں زراعت میں زیادہ تر آبادی کا مشغول ہونا اور صنعت کی طرف توجہ کم کرنا ہے۔ سروے کے مطابق مسلم معاشرہ میں پچاس سے ستر فیصد تک آبادی کھیتی باڑی میں اپنی زندگی گزار دیتی ہے اور صنعت و حرفت میں تقریباً ۷ سے ۱۶ فیصد لوگ لگے رہتے ہیں۔ عیسائی معاشرہ میں صورت حال بالکل مختلف ہے یعنی کل ۶ فیصد لوگ کھیتی میں مصروف رہتے ہیں اور تقریباً ۶۰ فیصد صنعتوں میں کام کرتے ہیں۔

معلومات عامہ میں اسلامی دنیا عیسائی دنیا سے بہت پیچھے ہے، مصر جیسے نسبتاً زیادہ تعلیم یافتہ مسلم ملک میں کل ایک ہزار آبادی کے لئے اخبارات کی ۳۱/ر کاپیاں چھپتی ہیں جب کہ مغربی ممالک میں اوسطاً تین سو کاپیاں ایک ہزار افراد کے لئے شائع ہوتی ہیں۔

عمروں کا اوسط عیسائی دنیا میں ۷۵ سال ہے اور مسلم دنیا میں یہ اوسط ۶۰ سال سے کم ہے۔

اقوام متحدہ کی ترقیاتی کونسل (UNDP) نے ۱۹۹۰ء میں انسانی ترقیاتی انڈکس (Human Development Index) کے نام سے ایک سروے شروع کیا تھا جس کی بنیاد مختلف ممالک میں عوام میں تعلیم، صحت اور معاشی حالت کا جائزہ تھا۔ کل ۱۷۴ ممالک میں یہ سروے کیا گیا۔ ۱۹۹۹ء میں دیئے گئے اعداد و شمار مسلم ممالک کی تعلیم، صحت اور معاشی ترقی کی بہت افسوس ناک تصویر پیش کرتے ہیں کہ اس انڈکس میں پہلا نمبر (یعنی سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک) کینیڈا کا ہے۔ دوسرا ناروے کا۔ تیسرا امریکہ کا اور اس طرح شروع کے ۲۴ ترقی یافتہ ممالک میں ایک بھی مسلم ملک شامل نہیں ہے۔ پچیسواں نمبر برونائی کا ہے جو نہایت کم آبادی (۲۰ لاکھ) والا ملک ہے۔

چھبیسواں نمبر کویت کا ہے۔ ۳۷واں بحرین ہے۔ ۴۱واں قطر ہے۔ ۴۳واں متحدہ عرب امارات (U.A.E.) ہے۔ ان سب ممالک کی کل آبادی دو کروڑ سے کم ہے۔ جب کہ وہ سارے عیسائی ممالک جو ترقیات کے اعتبار سے ان سے کہیں بہتر درجہ (انڈکس) رکھتے ہیں ان کی آبادی ۶۰ کروڑ سے تجاوز کرتی ہے۔ زیادہ آبادی والے مسلم ممالک میں سر فہرست ملیشیا ہے۔ دیگر ممالک کا حال اس طرح ہے۔ سعودی عرب ۷۸۔ ترکی ۸۶۔ ایران ۹۵ انڈونیشیا ۱۰۵۔ الجیریا ۱۰۹۔ مصر ۱۲۰۔ عراق ۱۲۵ پاکستان ۱۳۸۔ سوڈان ۱۴۲۔ بنگلہ دیش ۱۵۰۔ اس انڈکس کے اعتبار سے مسلمانوں کی تین چوتھائی آبادی تعلیم، صحت اور معاش کے اعتبار سے انتہائی پست ہے جب کہ عیسائی آبادی کا نوے فیصد حصہ خوشحال نظر آتا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلم دنیا میں ترقی کے اعتبار سے بلند ترین مقام رکھنے والے وہ چھ مسلم ممالک ہیں جو روس کی گرفت سے نکل کر آزاد مملکتوں کا درجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ ان ملکوں میں خواندگی ۹۷ فیصد ہے۔ عورت اور مرد کی خواندگی میں فرق کم سے کم ہے۔ اعلیٰ تعلیم اور سائنسی سرگرمیوں میں ان کا رول قابل تعریف ہے اور معیشت کے اعتبار سے بھی باعزت مقام رکھتے ہیں۔

سائنسی تحقیق میں مسلم دنیا عیسائی ممالک سے بہت پیچھے ہے۔ سائنس کے تحقیقی موضوعات پر ہر سال دنیا میں دو لاکھ ساٹھ ہزار مضامین شائع ہوتے ہیں اس میں تقریباً دو لاکھ عیسائی ممالک شائع کرتے ہیں اور مسلم ممالک صرف ڈھائی ہزار۔

مسلم دنیا اور مغربی اقوام یعنی عیسائی قوموں کی بابت مندرجہ بالا دیئے گئے اعداد و شمار کے پیش نظر مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کا یہ قول کتنا واضح ہے کہ "یورپ نے علم و محنت سے کام لیا تو باوجود کفر و مذہب دشمنی کے دنیا کا قائد بن گیا۔ ہم سے علم اور حکمت سے لاپرواہی ہوئی تو باوجود حق پر

ہونے کے اور باوجود موجودہ ترقیات کے اولین رہبر ہونے کے ذلیل وخوار ہوئے۔"

(سمرقند کی بازیافت ۱۹۹۸ء)

آج کی ترقی یافتہ دنیا میں ضروری ہے کہ ہر علاقہ اور قوم کے پاس دس لاکھ آبادی میں دو ہزار سے زیادہ انجیئر اور سائنسداں ہونے چاہئیں جیسا کہ عیسائی دنیا میں ہے لیکن حیف یہ تعداد پاکستان میں ۶۱ اور مصر میں ۲۱۰ ہے گویا کہ اوسطاً مسلم دنیا میں دو ہزار کی جگہ تقریباً ایک سو سائنسداں اور انجیئر پائے جاتے ہیں۔

مسلم سماج میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیمی حیثیت کی کمی کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ ساری دنیا میں جو تعداد انجینئروں، ڈاکٹروں اور دیگر ماہرین (Specialists) کی پائی جاتی ہے وہ فرانس کے ماہرین کی نصف ہے۔ گویا کہ اسلامی دنیا کی ۱۳۰ کروڑ آبادی علمی اعتبار سے فرانس کی آدھی یعنی ۳ کروڑ آبادی کے برابر ہے۔ افسوس صد افسوس۔

> یورپ نے علم ومحنت سے کام لیا تو باوجود کفر ومذہب دشمنی کے دنیا کا قائد بن گیا۔ ہم سے علم اور حکمت سے لاپرواہی ہوئی تو باوجود حق پر ہونے کے اور باوجود موجودہ ترقیات کے اولین رہبر ہونے کے ذلیل وخوار ہوئے۔

علم اور معیشت کے اعتبار سے عہد وسطیٰ میں مسلم معاشرہ ساری دنیا میں اولیت لئے ہوئے تھا۔ عیسائی معاشرہ پست ترین علاقہ سمجھا جاتا تھا اور اس کو تاریک دور (Dark Ages) کا معاشرہ کہا جاتا تھا۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے غبار خاطر میں تحریر فرمایا ہے کہ "علم کی بساط سولہویں صدی کے بعد الٹ سی گئی اور مسلمانوں نے عیسائیوں کا غیر علمی طریقہ اپنانا شروع کر دیا" اسی رویہ کا نتیجہ ہے کہ ورلڈ بینک اور UNDP کی رپورٹ میں مسلم معاشرہ کی پستی کا حال اس طرح بیان ہوا ہے جو عبرت دلاتا ہے اور مسلمانوں کو دعوت فکر دیتا ہے۔

ڈیوڈ کیتھ نے خیال ظاہر کیا ہے کہ پچھلی صدی کی حیرت انگیز صنعتی اور علمی ترقی میں رکاوٹیں تقریباً ہر مذہب کے لوگوں نے ڈالی ہیں، بدھ مذہب کے لوگوں نے بدلتے نظام کی شدید مخالفت کی، عیسائیوں کے درمیان کیتھولک (Catholic) اور پروٹسٹنٹ (Protestant) کے جھگڑوں نے ترقیاتی اسکیموں کو نقصان پہنچایا۔ ہندوؤں میں ذات پات کی بنا پر علمی اور صنعتی ترقی زور نہ پکڑ سکی، مسلمانوں کی آپسی نااتفاقیاں، مسلکوں کی بنیاد پر تنازعے اور اکثر علماء کی دخل اندازیوں نے بھی دنیاوی ترقی میں رکاوٹ کا کام کیا اور ہر نئی تبدیلی کو مذہب مخالف مہم سے تعبیر کیا گیا۔ ڈیوڈ کیتھ اس ضمن میں لکھتا ہے۔

The way of life and the standard of living in Muslim countries can not be altered unless the priests (Ulema) are favourable to the proposed changes.

(ترجمہ) اسلامی معاشرہ کو ترقی دینا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ دینی رہنما اس دنیا کے بدلتے ہوئے نظام سے سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔

ڈیوڈ کیتھ لکھتا ہے کہ "افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمان اپنی حالت زار کو (Divine Will) یعنی اللہ کی مرضی سے تعبیر کرتے ہیں جو یقیناً غیر اسلامی رویہ ہے"۔

مسلمانوں کے غیر علمی رویہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے ۱۹۸۴ء میں تحریر فرمایا تھا کہ "مسلمان اپنی علمی روش بھول گیا اور مقلدانہ اور روایتی ذہنیت کا شکار ہو گیا اور اس طرح سائنس اور ٹکنالوجی میں پیچھے رہ گیا اور مغرب نے اسے غلام بنا دیا"۔ اسی علمی پستی پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ "جدید علوم سے بے خبر علماء اسلام کی سچی خدمت انجام نہیں دے سکتے ہیں، آج ہم ایک تماشائی بن کر زندہ نہیں رہ سکتے ہیں"۔

ڈیوڈ کیتھ نے ۱۹۶۹ء کی ایک اسلامی کانفرنس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کانفرنس میں ملیشیا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمٰن نے جو مشورہ دیا تھا اس پر ابھی تک مسلم معاشرہ عمل پیرا نہیں ہوا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تھا کہ "لازم ہے کہ آج کی دنیا میں مسلمان غیر عقلی عقائد (Illogical Belief) کو خیر باد کہہ کے نئے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلامی طریقہ اپنائے"۔ مسلم اور عیسائی دنیا کا موازنہ ایک نظر میں یوں بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔

عیسائی دنیا

(بہ اعتبار خواندگی اور اقتصادیات)

۱۔ ۲۷ ممالک (آبادی ۹۰ کروڑ) خواندگی ۹۹۔۱۰۰ فیصد۔

۲۔ تقریباً ۷۰ ممالک (آبادی تقریباً ۱۳۰ کروڑ) خواندگی ۷۱۔۸۹ فیصد۔

۳۔ ۱۵ ممالک (آبادی ۵۰ کروڑ) فی کس سالانہ آمدنی ۲۰ ہزار۔۴۵ ہزار ڈالر۔

۴۔ تقریباً ۶۰ ممالک (آبادی تقریباً ۱۷۰ کروڑ) فی کس آمدنی ۲ ہزار ڈالر سے ۲۰ ہزار ڈالر۔

۳۔ UNDP کے انسانی ترقیاتی انڈیکس (HDI) کے اعتبار سے شروع کے ۷۵ ممالک میں ۵۹ عیسائی ممالک شامل ہیں (کل آبادی تقریباً ۱۵۰ کروڑ)

مسلم دنیا

(بہ اعتبار خواندگی اور اقتصادیات)

۱۔ ۹ ممالک (آبادی ۷ کروڑ) خواندگی ۹۹۔۹۱ فیصد

۲۔ ۱۰ ممالک (آبادی ۴۰ کروڑ) خواندگی ۷۰۔۵۱ فیصد۔

۳۔ ۱۳ ممالک (آبادی ۲۱ کروڑ) خواندگی ۷۱۔۵۹ فیصد سے کم۔

۴۔ ۱۸ ممالک (آبادی ۵۰ کروڑ) خواندگی ۵۱ فیصد سے کم۔

۱۔ ۲ ممالک (آبادی ۴۰ لاکھ) فی کس آمدنی ۲۰ ہزار ڈالر۔ ہزار سے ۲۵ ہزار۔

۲۔ ۷ ممالک (آبادی ۳ کروڑ) فی کس آمدنی ۵ ہزار سے ۱۱ ہزار ڈالر۔

۳۔ ۱۶ ممالک (آبادی ۵۰ کروڑ) فی کس آمدنی ایک ہزار ڈالر سے ۵ ہزار ڈالر۔

۴۔ ۲۵ ممالک (آبادی ۷۰ کروڑ) فی کس آمدنی۔ ایک سو سے ایک ہزار ڈالر۔

۵۔ UNDP کے ترقیاتی انڈکس کے اعتبار سے شروع کے ۷۵ ممالک میں صرف ۸ مسلم ممالک شامل ہیں۔ (کل آبادی تقریباً ۳ کروڑ)

(نوٹ: عیسائی دنیا میں ایک سے پانچ فیصد آبادی اسکولی تعلیم حاصل نہیں کرتی ہے جب کہ مسلم دنیا میں اوسطاً پچاس فیصد خواندہ آبادی اسکولی تعلیم سے محروم رہتی ہے)

عالمی بینک اور UNDP کے اعداد وشمار ناقابل تردید ہیں۔ اکیسویں صدی کے اس دور میں مسلم معاشرہ اور عیسائی معاشرہ کے درمیان کسی جنگ یا معرکہ آرائی کی چنداں ضرورت نہیں ہے بلکہ ایسا سوچنا بھی تباہی لاسکتا ہے، ہاں مسلم معاشرہ کو اپنی گذشتہ روش پر آنا ہوگا تاکہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان علمی اور معاشی نابرابری کو ختم کیا جاسکے، اور مسلمانوں کا استحصال روکا جاسکے، ابلیس کے اس مشورے کو ناکامیاب بنانے کی ضرورت ہے۔

تم اسے بیگانہ رکھو عالم کردار سے
تا بساط زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات

یہ اعداد وشمار اسلامی دنیا کے زوال کا ثبوت پیش کرتے ہوئے یہ اشارے دیتے ہیں کہ انیسویں صدی کی ذلت وخواری کے باوجود امت مسلمہ بیسویں صدی میں ہنوز گہری نیند میں ڈوبی رہی اور علمی ومعاشی دوڑ میں دوسری قوموں سے پچھڑتی گئی۔ ایک یورپی مؤرخ نے تحریر کیا ہے کہ مسلمانوں کا علمی زوال بیسویں صدی میں اتنا شدید تھا کہ اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ عہد وسطیٰ میں وہ علمی عروج کی کتنی منزلیں طے کر چکا تھا۔ بہر حال اب اس قوم کو اپنا رویہ بدلنا ہوگا ورنہ اکیسویں صدی مسلمانوں کو نہایت عبرت انگیز تباہی اور بربادی میں مبتلا کر سکتی ہے۔ اقبال نے بیسویں صدی کے آغاز ہی میں مسلمانوں کو متنبہ کیا تھا کہ:

کند ہو کر رہ گئی ہے مومن کی تیغ بے نیام

اقبال ہی نے تو یہ بھی اطلاع دی تھی کہ:

"تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں"

☆☆☆☆☆

فکر اسلامی کے معروف شاعر
فطرت بھٹکلی کا مجموعہ کلام

افق اعلیٰ

رابطۂ ادب اسلامی، لکھنؤ کے زیر اہتمام شائع ہو گیا ہے، باذوق قارئین رابطہ قائم کریں۔
۱۔ رابطہ ادب اسلامی، ندوہ، پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ۔ 226007
۲۔ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوہ پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ۔ 226007
۳۔ مکتبہ ندویہ پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ۔۷

حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ کے افادات وملفوظات

مرتبہ:۔ مفتی محمد زید مظاہری ندوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ حیات صدیق ☆ افادات صدیق ☆ اصلاح نفس واصلاح معاشرہ
☆ چہل حدیث (چار حصے) ☆ بریلوی مسلک کی حقیقت اور تاریخ وہابیت
☆ اظہار حقیقت مع حق نما (اہل بدعت کے اعتراضات اور ان کے جوابات)
☆ ارشاد الطالبین برائے مریدین ومتوسلین (زیر طبع)
☆ مکاتیب صدیق، اہم شخصیات کے نام (زیر طبع)

﴿اس کے علاوہ حضرت اقدس تھانویؒ کے جملہ افادات وملفوظات﴾
(مرتبہ:۔ مفتی محمد زید مظاہری ندوی کا پورا سیٹ (جنکی تعداد تقریباً پچاس ہے)
ہمارے یہاں کم قیمت پر دستیاب ہے۔
نیز حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی جملہ تصنیفات رعایتی قیمت پر دستیاب ہے۔
(دینی مدارس اور تاجروں کے لئے خصوصی رعایت)

ملنے کا پتہ:۔
ندوی بکڈپو، ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ
فون نمبر:۔ 788405

حاصل ملاقات

باتیں امریکہ اور امریکی معاشرہ کی

(ڈاکٹر مطیع احمد صدیقی، نیویارک سے گفتگو پر مبنی)

بات ۱۹۷۹ء کی ہے، جب راقم آثم نے کالج سے دارالعلوم کا رخ کیا، اس وقت اس کا تاثر بھی بجا طور پر علمائے کرام سے متعلق حمیت اسلامی سے سرشار نوجوان طبقہ کی طرح ویسا ہی تھا جو کتابوں میں پڑھ کر اس کے ذہن میں قائم ہوتا ہے، یعنی علماء سے مراد ایسے افراد جو اسلامی تعلیمات کی منہ بولتی اور جیتی جاگتی تصویر ہوں!! آسمان کی سی بلندی اور زمین کی سی انکساری ان کا خاصہ ہو!! دارالعلوم آنے پر اس احساس اور تاثر کو اس وقت تقویت ملی جب ان گنہگار آنکھوں نے جناب سمیع صدیقی صاحب کو دیکھا جنھیں لوگ 'ماسٹر سمیع صدیقی' کہا کرتے تھے۔ جناب سمیع صدیقی صاحب رسمی اور روایتی عالم تو نہیں تھے مگر ندوہ کے استاذ الاساتذہ کی حیثیت سے ان کے 'عالم گر' ہونے میں کسے شبہ ہوسکتا ہے؟ طلباء میں ان کی محبوبیت و مقبولیت دیکھتے ہی بنتی، طبیعت از خود ان کی طرف کھینچتی محسوس ہوتی اور جب ان سے گفتگو کا موقع ملتا تو بجا طور پر ایک طالب علم محسوس کرتا کہ ندوہ میں اسے ایک شفیق سایہ نصیب ہے، وہ جب بات کرتے تو ایسا لگتا جیسے پھول جھڑ رہے ہوں، ان سے گفتگو کے بعد ایک قسم کی تازگی و فرحت کا احساس ہوتا اور سینہ میں عزائم بیدار ہوتے محسوس ہوتے ------ وہ انگریزی کے استاد تھے 'سیرت طیبہ' پر مولانا سید سلیمان ندویؒ کی تصنیف 'رحمت عالمؐ' کا سمیع صدیقی صاحب کا انگریزی ترجمہ اُن ہی دنوں دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا، وہ اکثر و بیشتر طلباء کو انگریزی میں استعداد پیدا کرنے کی طرف متوجہ فرماتے، اس نیت کے ساتھ کہ وہ اپنا داعیانہ کردار ادا کرنے میں زیادہ مؤثر ثابت ہوسکیں، باتیں انگریزی کی ہوتیں تو انگریزی بولنے والے ملک امریکہ کا ذکر بھی آجاتا اور جب امریکہ کا ذکر آتا تو وہ اپنے ایک صاحبزادہ

> ۱۹۷۶ء میں حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ امریکہ تشریف لائے تھے، ان دنوں وہاں مسلمان اس قدر نہیں تھے لیکن اس کے باوجود حضرت مولاناؒ پر اچھا تاثر قائم ہوا تھا۔

ڈاکٹر مطیع احمد صدیقی (پیدائش ۱۹۳۹ء) کا تذکرہ بھی بڑی محبت و شفقت سے فرمایا کرتے۔

اس طرح ڈاکٹر مطیع احمد صدیقی کا نام اُسی زمانہ میں کانوں میں پڑا تھا اور یہ بھی معلوم تھا کہ وہ امریکہ میں سرجن ہیں، لکھنؤ، علی گڑھ، چنڈی گڑھ کے علاوہ انگلینڈ اور امریکہ میں بھی وہ اپنے تعلیمی سلسلہ میں مقیم رہے، نیویارک میں ٹریننگ حاصل کی اور وہیں پریکٹس شروع کردی، اپنے فن میں کمال پیدا کیا۔ Best doctors of Newyork State میں ان کا نام بھی شامل ہے۔

گزشتہ چند ہفتوں پہلے مخدوم و مربی مولانا واضح رشید ندوی اور مخدومنا المکرم مولانا برہان الدین سنبھلی نے ان کی آمد کا تذکرہ فرمایا تو ان سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا ایک تو اس نسبت سے کہ وہ استاذ الاساتذہ کے صاحبزادہ ہیں۔ اور دوسرے اس مناسبت سے کہ وہ مدتوں سے امریکہ میں ہیں۔ وہ امریکہ جہاں ۱۱ر ستمبر کی تاریخ کو ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو تاریخی بن گیا۔ اور اب صورت حال یہ ہے کہ ۱۱ر ستمبر ایک تاریخ (Date) نہیں بلکہ تاریخ کا ایک باب (Chapter) ہے۔

۱۱ر ستمبر کو تخریب کاری کے واقعہ کے بعد مسلمانوں کی طرف انگلیاں اٹھنے لگیں اور اسلام پر اشکالات کا سلسلہ چل پڑا۔ اگرچہ ارباب اقتدار کے بیانات بھی آتے رہے کہ دہشت گردی کے خلاف مہم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ---- لیکن کسی کو شک کے دائرے میں لے آنا ہی بذات خود ایک سزا ہے شک چور دروازوں سے دبے پاؤں داخل ہوتا ہے پھر ایسے لوگ جو ''شک'' کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے یا اپنے اندر اس کی جسارت نہیں پاتے، تو شک ان کے دلوں کے نہاں خانوں میں نہ صرف جگہ بنا لیتا ہے بلکہ مسلط ہوجاتا ہے اور اس طرح ان کے دماغوں پر شک کی حکمرانی قائم ہوجاتی ہے ---- لیکن اس کے برخلاف ایسا طبقہ بھی ہوتا ہے جو پیدا کئے گئے شک و شبہ پر غور کرتا ہے اور اسے حقیقت کی سطح پر جانچتا ہے پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ منفی بنیادوں پر استعمال کئے جانے والا شک کا حربہ اپنی تاثیر کھو دیتا ہے اور تدبیر الٹی پڑ جاتی ہے ---- ۱۱ر ستمبر کے بعد دنیا کو اس بات کا مشاہدہ بھی ہوا اور عملی تجربہ بھی۔ خصوصاً دہشت گردی کو اسلام سے جوڑنے کی منفی کوششوں کے سلسلہ میں اس پروپیگنڈہ کے مثبت نتائج سامنے آئے لیکن یہ ساری باتیں اخبارات کی پڑھی ہوئی اور سنی سنائی تھیں۔ ہم چاہتے تھے کہ امریکہ میں مقیم ڈاکٹر صاحب سے براہ راست ۱۱ر ستمبر اور اس کے بعد کے موضوع پر گفتگو ہو چنانچہ اس کی سبیل پیدا ہوگئی۔

ڈاکٹر مطیع احمد صدیقی صاحب نے

> پنٹاگن کے حملہ میں بے گناہ افراد موت سے ہم کنار ہوئے، ان میں بہت سے مسلمان بھی شامل ہیں، ان کی دکانیں بھی اس حادثہ کی نذر ہوئیں شکار ہونے والوں میں وہ Migrant بھی تھے جن کے پاس Geencard تھے۔

۱۱ر ستمبر کے بعد کی صورتِ حال سے متعلق بتایا کہ پنٹاگن کے حملہ میں بے گناہ افراد موت سے ہم کنار ہوئے، ان میں بہت سے مسلمان بھی شامل ہیں، ان کی دکانیں بھی اس حادثہ کی نذر ہوئیں شکار ہونے والوں میں وہ Migrant بھی تھے جن کے پاس Geencard تھے ---- جب ہم لوگوں کو اس کی اطلاع ملی تو ہماری زبانوں پر یہی تھا کہ خدا کرے کہ اس عمل میں مسلمانوں کے ملوث ہونے کی باتیں صحیح نہ ہوں اس لئے کہ اس سے پہلے تخریب کاری کی اس نوعیت کا واقعہ Okalhoma میں ہوا تھا تحقیق سے قبل اس وقت بھی مسلمانوں پر شک کیا جارہا تھا لیکن بعد میں ثابت ہوگیا کہ اس میں کسی مسلمان کا ہاتھ نہیں تھا ---- لیکن اس حادثہ میں ان کا نام لیا جارہا ہے ---- کچھ ایسا ماحول بنا کہ عام مقامات (Public Places) پر جانے میں مسلمانوں کو تامل ہوا کرتا، لیکن ان ہی دنوں صدر امریکہ اسلامک سنٹر گئے، ان کے، اور مزمل صدیقی صاحب کے بھی ایسے بیانات آئے جن سے تناؤ اور نفرت کی کیفیت میں کمی آئی ورنہ Mob Mentality تو اندھی ہوتی ہے چنانچہ Texas میں ایک بیچارے سکھ کو پگڑی اور داڑھی کے جرم میں زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا۔ ۱۱ر ستمبر کے واقعہ کا یہ منفی پہلو ہے لیکن اس کا مثبت پہلو یہ ہے کہ اسلام سے متعلق جو شبہات و اشکالات پیدا ہوئے ان کی بنیاد پر مختلف اسلامک سینٹرس میں فون آنا شروع ہوئے، حقیقتِ حال جاننے کے لئے رابطہ قائم کرنے کا ایک سلسلہ شروع ہوا، وہاں کے لوگوں کی ایک خوبی ''ذوق جستجو'' بھی ہے چنانچہ انھوں نے جاننا چاہا کہ آخر اسلام کیا ہے؟ قرآن مجید کے نسخے خوب خریدے گئے اور پڑھے گئے۔ ISNA اور IQNA جیسی Organizations سے لوگوں نے اسلام اور اس سے متعلق کتابیں خریدیں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف 'رابطہ' اور 'ذوق جستجو' سے متعلق کہہ رہے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ قوموں کے مابین غلط فہمیوں کے ازالہ کی تدبیر باہمی رابطہ ہی تو ہے فاصلے بڑھتے ہیں تو غلط فہمیاں بڑھتی ہیں اور فاصلے گھٹتے ہیں تو غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں ---- 'رابطہ' وہ نسخہ ہے جس میں نفرت کے زہر کا تریاق ہے ---- اور رہا ذوق جستجو، تو یہ زندگی کی علامت ہے اور زندہ قوموں کا شعار ہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک واقعہ سنایا کہ Long Island نیویارک کے ایک گاؤں میں ایک خوبصورت مسجد ہے، عید اور دیگر تقریبات کے موقع پر مسلمان وہاں جمع ہوتے ہیں، پولیس کو بھی ایسے اجتماعات کی اطلاع دی جاتی ہے تاکہ نظم و نسق میں ان کا تعاون حاصل رہے ---- ان پولیس والوں میں ایک زنانہ پولیس تھی۔ معلوم ہوا کہ اس کا رویہ مسلمانوں کے تئیں مثبت نہیں ہے چنانچہ وہ انھیں ہراساں بھی کیا کرتی، وہ مسلمانوں کے ان اجتماعات اور تقریبات کے موقع پر تعینات رہتی لیکن نہ جانے اس کو ان تقریبات کی کون سی ادا پسند آگئی کہ چار ماہ بعد ہی اس نے اسلام قبول کرلیا۔

ڈاکٹر مطیع احمد صدیقی کے اس واقعہ کے نقل کرنے پر مجھے علامہ اقبال کی وہ بات یاد آگئی کہ قبولیتِ اسلام کے واقعات میں دماغ سے زیادہ دل کو دخل ہوتا ہے ---- لیکن اسلام چونکہ ایک فطری مذہب ہے اس لئے وہ عقل کو بھی اپیل کرتا ہے چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ امریکہ میں مشرف بہ اسلام ہونے والوں کی بڑی تعداد ایسی ہے جنھوں نے مطالعہ کے بعد اطمینان حاصل ہونے پر اسلام قبول کیا ہے۔

امریکی معاشرہ کا ایک مسئلہ 'کالے گورے' کا بھی رہا ہے میرے ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ Black Americans سے متعلق امتیاز (Discrimination) ختم ہورہا ہے البتہ ان میں ابھی پوری طرح بیداری (Awarenss) دکھائی نہیں دے رہی ہے ---- ہاں کھیل کود

> Mob Mentality تو اندھی ہوتی ہے چنانچہ Texas میں ایک بیچارے سکھ کو پگڑی اور داڑھی کے جرم میں زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا۔

(Sports) اور موسیقی (Music) کے میدانوں میں انھوں نے اپنا مقام ضرور بنایا ہے، کاش کہ وہ فلاحی و رفاہی کاموں کی طرف بھی متوجہ ہوں ---- محمد علی کلے سب کی

نگاہوں میں معزز ہیں، امریکہ میں مقیم ساری قومیں ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں---- بات بلیک امریکیوں کی آگئی تو خیال

> ہندوستانی مسلمان دینی شعور کی بیداری کے ساتھ جدید تعلیم کی طرف بھی خصوصی توجہ دیں، اپنی توانائیوں کو تعلیم کے فروغ پر مرتکز کردیں---- ہم اس تاریخ کے امین ہیں جو ہمارے اسلاف کے علمی کارناموں سے روشن ہے لیکن افسوس کہ ادھر انحطاط آیا ہے جس کی تلافی کی شدید ضرورت ہے

آیا کہ امریکہ میں مقیم ان ہندوستانیوں کے متعلق پوچھا جائے جو روزگار کے لئے چھوٹے موٹے پیشوں سے وابستہ ہیں، موصوف کا جواب تھا، Taxi Driving جیسے پیشے سے متعلق لوگوں کے ساتھ مسائل ہیں، اس معاشرہ میں برائیوں کے امکانات اور وسائل بھی زیادہ ہیں اور سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں پر توجہ نہیں دے پاتے، عموماً ایسے بچے ضائع (Spoil) ہوجاتے ہیں میں شاکی ہوں کہ یہ ماں باپ اپنی اولاد کو اپنی توجہ سے محروم رکھتے ہیں۔

ہماری گفتگو کا ایک موضوع 'امریکہ میں تعلیم اور تعلیمی مواقع' بھی تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ امریکہ میں تعلیم مہنگی ضرور ہے لیکن سہولتیں (Facilities) بھی ہیں، تعلیم کے لئے قرض کی سہولت ہے، ایسا قرض جو ملازمت کے حصول کے بعد ادا کیا جاسکتا ہے۔ تعلیم Competitive ہے---- الحمدللہ تعلیمی میدان میں تعصب اور امتیاز نہیں برتا جاتا، وہاں ہندو پاک اور عرب ممالک کے طلباء بھی زیر تعلیم ہیں البتہ تعلیمی میدان میں ہم مسلمانوں کو مزید توجہ اور محنت کی ضرورت ہے، دوسری قوموں کی بہ نسبت زیادہ محنت و مقابلہ کی ضرورت ہے تعلیمی اعتبار سے مسلمانوں میں بیداری ضرور ہے، مسلمانوں کے زیر انتظام تعلیمی ادارے قائم ہورہے ہیں۔

۱۹۷۶ء میں حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ امریکہ تشریف لائے تھے، ان دنوں وہاں مسلمان اس قدر نہیں تھے لیکن اس کے باوجود حضرت مولاناؒ پر اچھا تاثر قائم ہوا تھا--- امریکہ میں حضرت مولاناؒ کی ان تقریروں کا آج بھی تذکرہ ہوتا ہے اور اس دورہ کی یادیں تازہ ہوتی ہیں--- کاش کہ حضرت مولاناؒ کی عمر نے وفا کی ہوتی اور بار بار امریکہ کو ان کی میزبانی کا شرف حاصل ہوتا، لیکن اللہ کی مرضی ہے! وہی کارساز ہے۔

حضرت مولانا علی میاںؒ کے سفر امریکہ کی یادوں اور باتوں کا تذکرہ آیا تو خیال ہوا کہ امریکہ میں عرصۂ دراز سے مقیم ایک ہندوستانی ڈاکٹر کا یہ تاثر معلوم کیا جائے کہ اس معاشرہ میں اسلام کو پیش کرنے والے علماء کو کن صلاحیتوں کا مالک ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر صاحب نے جواباً کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں علماء کرام کا قدرداں ہوں، البتہ کاش یہ ہو پاتا کہ علماء کرام کی توجہ مغرب کو بھی کما حقہ حاصل ہو پاتی---- مغرب میں برائیاں ہیں اور دنیا کے دوسرے حصوں کے مقابلہ میں زیادہ برائیاں ہیں۔ لیکن مسئلہ تناسب کے کم اور زیادہ ہونے کا ہے ورنہ تو مشرق بھی اس سے پاک نہیں ہے، ہر معاشرہ میں خرابیوں کے ساتھ خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً امریکی معاشرہ ہی کو لیجئے، وہاں آپ کو مختلف علوم وفنون کے ایسے ماہرین بھی ملیں گے جنھوں نے خود کو ان کاموں کے لئے وقف کررکھا ہے ان میں Devotion ہے، Dedication ہے انھیں دنیا کے ہنگاموں سے کوئی سروکار نہیں، لغو وفضول کاموں کے لئے ان کے پاس مہلت نہیں---- تو ہمارے علمائے کرام ایسے معاشرے سے قریب ہوں جس میں ایسے افراد بھی رہتے ہیں۔ امریکہ بڑا ملک ہے، تعلیمی ومعاشی اعتبار سے بھی وہ ترقی یافتہ ہے، اگر ہمارے علماء کرام ان مثبت پہلوؤں اور امکانات کو بھی پیش نظر رکھیں تو انشاء اللہ خیر کے دروازے کھلیں گے-- ذہن کے دریچے کھلیں گے۔

''امریکہ میں مقیم برصغیر ہندو پاک کے تعلیم یافتہ مسلم گھرانوں کی صورت حال کیا ہے؟'' کے جواب میں موصوف نے کہا کہ الحمدللہ ان نوجوانوں میں بیداری ہے، تعلیمی

> امریکہ کے لوگوں کی ایک خوبی ''ذوق جستجو'' بھی ہے چنانچہ انھوں نے جاننا چاہا کہ آخر اسلام کیا ہے؟ قرآن مجید کے نسخے خوب خریدے گئے اور پڑھے گئے۔ ISNA اور IQNA جیسی Organizations سے لوگوں نے اسلام اور اس سے متعلق کتابیں خریدیں۔

اعتبار سے بھی اور دینی لحاظ سے بھی، شعائر اسلامی کا پاس ولحاظ ہے۔ ان کے کمروں میں آپ کو جانماز بچھی ہوئی دکھائی دے گی جو نماز کے تئیں ان کی فکرمندی اور پابندی کی علامت ہے۔ دینی شعور ہے اگر مسجد دور ہوتی ہے تو اس صورت میں وہ فرداً فرداً نماز ادا کرنے کے بجائے کسی کمرہ یا ہال میں جماعت کرلیتے ہیں۔

میں نے پوچھا اپنے تجربات کی روشنی میں ہندوستان کے مسلمانوں سے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہ دینی شعور

> تعلیمی اعتبار سے بھی اور دینی لحاظ سے بھی نوجوانوں میں بیداری ہے، شعائر اسلامی کا پاس ولحاظ ہے۔ ان کے کمروں میں آپ کو جانماز بچھی ہوئی دکھائی دے گی۔

کی بیداری کے ساتھ جدید تعلیم کی طرف بھی خصوصی توجہ دیں، اپنی توانائیوں کو تعلیم کے فروغ پر مرتکز کردیں---- ہم اس تاریخ کے امین ہیں جو ہمارے اسلاف کے علمی کارناموں سے روشن ہے لیکن افسوس کہ ادھر انحطاط آیا ہے جس کی تلافی کی شدید ضرورت ہے، اس پر بلاتاخیر توجہ درکار ہے--- ساتھ ہی یہ بھی عرض کردوں کہ الحمدللہ من حیث القوم ہم مسلمانوں میں صلاحیت ہے، ہم میں ممتاز ذہنی وفکری صلاحیت کے پائے جانے کا تجربہ ومشاہدہ ہوتا رہتا ہے اس سے ہمیں تقویت حاصل کرنی چاہئے۔ والدین اپنی ذمہ داری کو کما حقہ محسوس کریں اور عملی طور پر اپنی بیداری کا ثبوت دیں، تو موجودہ صورت حال تبدیل ہوسکتی ہے۔ سماج کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیمی ماحول بنائے، اس کی ہمت افزائی کرے اس لئے کہ ماحول کا بھی فرد کی تعمیر وترقی میں بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔

ندوہ کی مسجد کے زیر سایہ پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب کے راحت کدہ پر ڈاکٹر مطیع احمد صدیقی صاحب سے بڑی دیر سے امریکہ اور امریکی معاشرہ کی باتیں ہورہی تھیں---- مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹر صاحب کا بچپن تو ندوہ کی چہار دیواری میں گزرا ہے--- گویا ندوہ ان کا وطن ہے ان سے پوچھوں کہ مدتوں بعد یہاں واپسی پر آپ اپنے چمن 'ندوہ' کے متعلق کیا محسوس کررہے ہیں--- یہ سوال سن کر ڈاکٹر صاحب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی، کہنے لگے ندوہ آکر جو روحانی سکون ملتا ہے اس کے لئے میں اپنے پاس الفاظ نہیں پاتا، کرتے پاجامہ میں ملبوس طلباء اذان سنکر جس طرح مسجد کا رخ کرتے ہیں وہ منظر بھی قابل دید ہوتا ہے۔

میں ۱۹۶۴ء تک ندوہ کیمپس (Campus) میں رہا، ۶۴ء کے ندوہ اور آج کے ندوہ میں زمین وآسمان کا فرق ہے خدا نظر بد سے بچائے اور ہر طرح اسے محفوظ و مامون رکھے میرے والد صاحب جناب سمیع صدیقی مرحوم میرے استاذ تھے، اتالیق تھے، میرے معلم ومربی تھے، ان کی رہنمائی اور ان کی دعائیں زندگی کے ہر گام پر کام آتی رہیں---- تو وہ یادیں جب تازہ ہوتی ہیں تو ایک کیفیت طاری ہوجاتی ہے، بچپن میں ندوہ کے جن اساتذہ کی خدمت میں میں حاضر ہوا کرتا تھا ان میں شاہ حلیم عطا صاحبؒ تھے، مولانا ابوالعرفان خاں صاحب مرحوم تھے، مولانا عبدالسلام صاحبؒ تھے اور مفتی صاحب ہیں---- ربّ کریم ندوہ کو ہر اعتبار سے ترقی کی راہوں پر گامزن رکھے۔ اس کے ارباب حل وعقد کو سلامت رکھے اور اس کے اساتذہ وجملہ کارکنان کو مزید ہمت وحوصلہ اور جذبۂ اخلاص وعمل عطا کرے۔

ڈاکٹر صاحب ندوہ کے تعلق سے اپنے احساسات وجذبات کا اظہار کررہے تھے---- ندوہ سے ان کی جذباتی وابستگی اور شیفتگی کا یہ عالم ہے کہ نیویارک میں واقع ان کے دولت کدہ کا نام 'ندوہ' ہے، ہماری اس ملاقات کے ایک دو روز بعد ہی ان کی واپسی تھی، انھوں نے رخصت کرتے ہوئے تپاک سے مصافحہ کیا اور کہا آپ ہمارے ملک ضرور آئیں غریب خانہ حاضر ہے---- میں نے عرض کیا کہ خدا معلوم 'مشرق کے ندوہ' سے آپ کے بسائے ہوئے 'مغرب کے ندوہ' میں آنے کا اتفاق ہوگا بھی یا نہیں ''مغرب کے ندوہ'' پر بہت محظوظ ہوئے۔ میں نے پھر کہا کہ لاشرقیہ ولاغربیہ اسلامیہ اسلامیہ---- اسلام تو آفاقی مذہب ہے کالے گورے، محمود وایاز، مشرق ومغرب سب کو ایک لڑی میں پرو لینے کی اسلام کی صلاحیت کا دنیا مشاہدہ کرتی رہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے چہرہ سے بشاشت نمایاں تھی اور وہ بڑے خوشگوار موڈ میں تھے مجھے محسوس ہوا کہ انٹرویو تو اب شروع ہونا چاہئے تھا چنانچہ چلتے چلتے میں نے ایک سوال پوچھ ہی لیا۔

> الحمدللہ من حیث القوم ہم مسلمانوں میں صلاحیت ہے، ہم میں ممتاز ذہنی و فکری صلاحیت کے پائے جانے کا تجربہ ومشاہدہ ہوتا رہتا ہے

کوئی پیغام؟--- تو کہا کہ عزت وعظمت کا راز محنت میں مضمر ہے اگر آپ Dedication سے کام لیں گے تو آپ کو Discrimination کا شکوہ نہیں ہوگا۔

میں باہر نکلا تو دھوپ تھی، سورج پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا، قرآن پاک کی وہ آیت مجھے یاد آگئی ''والشمس تجری لمستقر لها''۔ الخ

سورج اپنے مقرر کردہ راستہ پر پابندی سے چل رہا ہے اور ظلمتوں کو روشنی سے بدل رہا ہے، امت بھی اپنے تفویض کردہ کام پر جم جائے اور اس پر تسلسل سے چلتی رہے تو اندھیرے کیوں نہ چھٹیں اور نور کیوں کر نہ پھیلے---- ''عزت وعظمت کا راز تو محنت ہی میں مضمر ہے''!!

☆☆☆☆☆ (ا۔ش)

عالمی افق

مسلماں کو مسلماں کردیا طوفان مغرب نے

(۱۱ر ستمبر کے واقعہ کے بعد پوری دنیا بالخصوص امریکہ میں پیدا دعوتی مواقع)

مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی

(ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملہ کے بعد عالم اسلام کو مجموعی طور پر جن مسائل و مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں مسلمانان عالم جس کیفیت سے دوچار ہیں اس تناظر میں دعوتی اعتبار سے ایک امید افزا مضمون نذر قارئین ہے۔)

اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کی طرف سے بالعموم یہ کہا جارہا ہے کہ آج کل وہ عالمی سطح پر جن آزمائشوں سے گذر رہے ہیں اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی لیکن ان کا خیال حقیقت پر مبنی نہیں ہے اسلئے کہ ایک سچا مومن و مسلم آنے والے مسائل و مصائب کو ہمیشہ دینی اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہے دعوتی نظر سے دیکھا جائے تو ان حالات نے ان میں پہلے سے زیادہ خود اعتمادی اور دینی جوش و ولولہ پیدا کردیا ہے مسلمانوں کیلئے معاشی و سیاسی نقصان کوئی حیثیت نہیں رکھتا، دین کیلئے مالی قربانی پر ان کے لئے آخرت میں اس سے دوگنے اور بہتر اجر کا وعدہ ہے۔ اسی طرح عددی اعتبار سے مسلمانوں کا جانی نقصان ان کو شہادت کے درجہ پر فائز کردیتا ہے جس سے زیادہ قابلِ رشک موت کا اس دنیا میں تصور نہیں کیا جاسکتا البتہ ان کا دینی و دعوتی نقصان و خسارہ ان کے لئے ہمیشہ لمحہ فکریہ بنا رہا ہے۔

اگر کوئی سیاسی و معاشی اعتبار سے اس وقت مسلمانوں کو ان کی تاریخ کے بدترین مسائل سے دوچار کہتا ہے تو یہ بات ماضی کی روشنی میں غلط ہے اس لئے کہ اس سے زیادہ دس گنا مسائل کا ان کو اس سے پہلے سابقہ پڑچکا ہے مثلاً ۱۸۵۷ء سے پہلے مسلمان پوری دنیا کے ایک کروڑ ۶۵ لاکھ مربع میل رقبہ پر حکومت کررہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بیسویں صدی کے اوائل تک یہ رقبہ صرف ۴۵ لاکھ

> مسلمان اس وقت الحمدللہ سیاسی و معاشی اعتبار سے بھی سب سے آگے ہیں ۲۲۴ ممالک میں ۶۰ ممالک ان کے قبضہ میں ہیں ۳ کروڑ عالمی افواج میں ۸۵ لاکھ سے زائد افواج ان کے پاس ہے، چھ ارب کی عالمی آبادی میں وہ ڈیڑھ ارب سے زیادہ ہیں، اسی طرح روئے زمین کے دو کروڑ مربع میل پر ان کی حکمرانی ہے، اقتصادی میدان میں اس وقت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھنے والے ۸۴ فیصدی پٹرول پر مسلمانوں کا قبضہ ہے،

مربع ہوگیا یعنی ایک تہائی سے بھی کم، ایشیاء اور افریقہ کے اکثر ممالک مسلمانوں کے ہاتھوں سے چلے گئے۔ برطانیہ نے سترہ فرانس نے سولہ اسلامی ممالک پر قبضہ کرلیا، وسط ایشیاء کی ۲۰ ریاستیں روس کے قبضہ میں چلی گئیں۔ چین میں چھ مسلم ریاستوں پر کمیونسٹوں کا قبضہ ہوگیا کیا اس طرح کے سیاسی زوال کا مسلمانوں کو اب تک کبھی سامنا کرنا پڑا ہے جواب نفی میں ہے، یہ الگ بات ہے کہ جنگ عظیم دوم کے بعد اس میں اکثر ریاستیں مسلمانوں کو واپس مل گئیں سوائے چین کی چھ ریاستوں کے۔ جہاں اس وقت ۹ کروڑ مسلمان ہیں اور روس کے زیر قبضہ تیرہ ریاستوں کے جہاں کی مسلم آبادی تین کروڑ سے بھی زائد ہے، اسی طرح عددی اعتبار سے مسلمانوں کا بدترین نقصان ۶۵۶ھ میں ہوا جب پوری دنیا کے سب سے پُر رونق و حسین شہر عالم اسلام کے دارالخلافہ بغداد پر تارتاریوں نے حملہ کیا اور چالیس دن تک ایسی تباہی مچائی کہ صرف بغداد میں ۸ لاکھ مسلمان مارے گئے اور ان کی لاشوں کے ڈھیر کی بدبو بغداد سے دمشق تک پھیل گئی (یہ فاصلہ اندازاً بمبئی سے کراچی تک کے برابر ہے) کیا اس صدی کے کسی بھی عشرہ میں شہید ہونے والے دس بیس ہزار مسلمانوں کا اس سے موازنہ کیا جاسکتا ہے، ظاہری و مادی اعتبار سے مسلمان اس وقت ترقی کی جس منزل پر ہیں اس کی مثال ماضی کی تاریخ میں نہیں ملتی، اقوامِ متحدہ میں شعبہ آبادیات کی رپورٹ کے مطابق اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے، اور وہ بھی بڑی تیزی سے اسلام قبول کرنے والے لوگوں کی وجہ سے، نہ کہ تعدد ازدواج اور افزائش نسل سے جس کا پروپیگنڈہ ہمارے ملک کی فرقہ پرست تنظیمیں بڑے زور و شور سے کررہی ہیں، عالمی ماہرین آبادیات کے مطابق ہر چھ سال میں عالمی آبادی میں مسلم آبادی ایک فیصد بڑھ رہی ہے، گذشتہ اٹھارہ سال میں دنیا کی مسلم آبادی میں ۳۵ کروڑ کا اضافہ ہوچکا ہے آبادی میں ان کے اضافہ کی یہی رفتار رہی تو ۲۰۲۵ء تک مسلمانوں کا تناسب ۲۵% ہوجائے گا اور وہ دنیا کی عیسائیت کے بجائے سب سے بڑی اکثریت ہونگے۔

مسلمان اس وقت الحمدللہ سیاسی و معاشی اعتبار سے بھی سب سے آگے ہیں ۲۲۴ ممالک میں ۶۰ ممالک ان کے قبضہ میں ہیں ۳ کروڑ عالمی افواج میں ۸۵ لاکھ سے زائد افواج ان کے پاس ہے، چھ ارب کی عالمی آبادی میں وہ ڈیڑھ ارب سے زیادہ ہیں، اسی طرح روئے زمین کے دو کروڑ مربع میل پر ان کی حکمرانی ہے، اقتصادی میدان میں اس وقت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھنے والے ۸۴ فیصدی پٹرول پر مسلمانوں کا قبضہ ہے، یہ الگ بات ہے کہ خود ہمارے مسلم حکمرانوں کو اس وقت

اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے بلکہ ہمارے دشمنوں کو ہماری اس طاقت کا ہم سے زیادہ احساس ہے چنانچہ عالم اسلام کے ایک صاحب بصیرت قائد والیٔ حجاز شاہ فیصل مرحوم نے اسرائیل کی مدد کرنے پر مغرب کے خلاف پٹرول کی سپلائی صرف بند کرنے کی جب دھمکی دی تو ان کو خود ان کے بھتیجے کے ذریعے شہید کرایا گیا اگر عالمی مارکیٹ میں مسلم ممالک کی طرف سے روزانہ سپلائی کئے جانے والے تیل میں ۲۵ فیصدی بھی کمی کردی جائے تو دنیا کا یہ صنعتی نظام درہم برہم ہوسکتا ہے اور اسرائیل ہی میں نہیں بلکہ پورے مغرب میں ایک اقتصادی زلزلہ آسکتا ہے اور پوری فوجی و صنعتی ٹیکنالوجی دھری کی دھری رہ سکتی ہے، خود یوروپی ماہرین کا کہنا ہے کہ عالم عرب کے پاس اس وقت جو پٹرول کے ذخائر ہیں وہ اگلے سو سال کے لئے کافی ہیں اور غیر اسلامی ممالک کے پاس جو ۱۶ فیصدی ذخیرہ ہے وہ اگلے پچیس سال تک بھی بمشکل نکل سکتا ہے۔

اب سوال بنیادی طور پر عالمی سطح پر مسلمانوں کی اس وقت دینی و دعوتی حیثیت کا ہے آیا ان ناگفتہ بہ حالات نے ان کو ملی و دینی اعتبار سے کوئی نقصان پہونچایا ہے۔۔۔۔ اس وقت عالم اسلام کے حالات کے تجزیہ کے نتیجہ میں جو بات سامنے آتی ہے وہ بڑی خوش کن اور ہمت افزا ہے بین الاقوامی سطح پر سیاسی اعتبار سے ہمت شکن حالات و واقعات نے ان میں نہ صرف سیاسی سوجھ بوجھ پیدا کردی ہے بلکہ ان کو ان کے دین کے سے بھی قریب کردیا ہے اور اس نے ان کے لئے غیر شعوری طور پر دعوتی مواقع پیدا کردئے ہیں برسوں کی محنت اور کوششوں سے بھی ان میں موجود اخلاقی اعتبار سے جو جمود ختم نہیں ہورہا تھا اس کو عالمی سطح پر ان کے خلاف ہونے والے ان سیاسی و فوجی واقعات نے توڑ دیا ہے، عالم اسلام بالعموم عالم عرب کے نوجوانوں میں ان حکمرانوں کی طرف سے ان کی زبان بندی اور اظہار رائے پر لگی روک ایک بڑے آنے والے دینی انقلاب کا پتہ دے رہی ہے، امریکہ کی اسرائیل نوازی پر ان کے حکمرانوں کی خاموشی نے ان کو بے چین کردیا ہے اور اس کو خود عرب قائدین اب محسوس کرنے لگے ہیں اور دبے الفاظ میں ہی سہی ان کی طرف سے احتجاج شروع ہوچکا ہے مجموعی طور سے یہ سب حالات مغرب کے خلاف آنے والے ایک سیاسی طوفان کا پیش خیمہ ہوسکتے ہیں،

مذکورہ بالا باتوں کی روشنی میں آپ صرف ہمارے ملک کے حالات کا تجزیہ کیجئے، ہندوستانی تاریخ میں سب سے تباہ کن فسادات ملکی سطح پر بابری مسجد کی شہادت کے بعد ۱۹۹۲ء میں رونما ہوئے جس میں ہزاروں مسلمانوں کو جانی اور اربوں کا مالی نقصان ہوا لیکن حکومت کی خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ بتاتی ہے کہ مسلمانوں میں مجموعی طور پر اس

> اگر عالمی مارکیٹ میں مسلم ممالک کی طرف سے روزانہ سپلائی کئے جانے والے تیل میں ۲۵ فیصدی بھی کمی کردی جائے تو دنیا کا یہ صنعتی نظام درہم برہم ہوسکتا ہے

کے بعد دینی، تعلیمی اور تنظیمی طور پر جو ترقی دیکھنے میں آئی ہے وہ پچھلے پچاس سال میں نہیں آئی ہے، صرف پچھلے دس سال میں مسلمانوں کے تعلیمی تناسب میں معمولی اضافہ ہوا ہے ۱۹۹۲ء میں مسلمانوں میں یہ تناسب صرف ۳۳ فیصدی تھا جو اب بڑھ کر ۳۸ فیصدی ہوگیا ہے ریاستی اور مرکزی عہدوں میں مسلمانوں کا فیصد ۲ سے ۳ ہوگیا ہے، ملک گیر سطح پر مسلمانوں کی مختلف تنظیموں میں اپنے مسلکی اختلاف کے باوجود ملت کے مشترکہ مسائل کو لے کر غیر معمولی اتحاد دیکھنے میں آرہا ہے، مسلمانوں میں تعلیمی و اقتصادی منصوبہ بندی پہلے سے کہیں زیادہ ہوگئی ہے، دینی مدارس کے قدیم نصاب و نظام میں زمانہ کے تقاضوں کے تحت بڑی تبدیلی آئی ہے، ان کے درجنوں انجینیرنگ اور ٹیکنیکل کالجس صرف دس سال کے عرصہ میں قائم ہوگئے ہیں، عراق کویت جنگ کے بعد مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے خود ملک میں سرمایہ کاری اور اپنے معاشی استحکام پر توجہ دینی شروع کردی ہے، یہ تو اپنے ملک کا حال ہے اگر عالمی سطح پر جائزہ لیا جائے تو حالات و واقعات اس سے زیادہ ہمت افزا ہیں ۱۱ر ستمبر کے واقعہ نے عالمی سطح پر مسلمانوں کے لئے پوری دنیا میں حیرت انگیز اور غیر معمولی دعوتی میدان فراہم کردیا ہے، کل آبادی میں انکے چار فیصد تناسب اور پچاسی لاکھ مسلم آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہورہا ہے ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملہ کے بعد صرف ایک امریکی شہر (اوکلاہاما) میں چار سو پچاس لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے، ایک امریکی ملک سوری نام میں پہلے سے موجود ۲۵ فیصدی مسلمان بڑی خاموشی سے دعوت کا کام کررہے ہیں جس سے ان کے تناسب میں برابر اضافہ ہورہا ہے، گیانا کے ۱۲ فیصد اور ٹرینی ڈاڈ ٹوباگو کے ۱۱ فیصدی امریکی مسلمانوں کا بھی کچھ یہی حال ہے، امریکہ میں مسلم تنظیمیں جن کی منصوبہ بند کوششوں سے ۱۹۹۰ء تک ملک کی مختلف جیلوں میں پچاس ہزار سے زائد لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوچکے ہیں حکومت کی طرف سے گذشتہ ایک سال سے مسلسل ہراسانی کے باوجود اپنے دعوتی مشن میں پہلے سے زیادہ سرگرم عمل نظر آتی ہیں۔ امریکہ کی خفیہ ایجنسی ایف بی آئی کے ایک جائزہ کے مطابق جو مسلمان ۱۱ر ستمبر کے واقعہ سے پہلے آوارگی اور تعیش کی زندگی گزار رہے تھے ان میں غیر معمولی تبدیلی دیکھنے میں آرہی ہے، دین سے ان کی وابستگی اور رغبت میں ناقابل یقین حد تک اضافہ ہوگیا ہے، ایک ہزار سے زائد امریکی مسجدیں پنجوقتہ نمازوں میں پہلے سے زیادہ بھری رہتی ہیں، ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء سے ۱۲ر ستمبر ۲۰۰۲ء تک ایک سال کے دوران جتنی

اسلامی کتابیں بالخصوص قرآن مجید کے تراجم فروخت ہوئے ہیں اتنے پچھلے ۶/۷ سال کے دوران نہیں ہوئے ہیں، امریکی عوام میں اسلام کے تعلق سے صحیح معلومات حاصل کرنے کی دلچسپی پیدا ہوگئی ہے، انٹرنیٹ پر مختلف اسلامی سائٹس میں جانے والے غیر مسلموں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور وہ متعلقہ اداروں کو ای میل کے ذریعے اسلام کے متعلق اپنی معلومات میں اضافہ کے لئے مختلف سوالات بھیج کر جوابات طلب کر رہے ہیں، خود امریکہ کو اس بات کا احساس ہے کہ اس کے اسلام کے متعلق غلط پروپیگنڈہ سے خود اس کی معیشت پر ناقابل یقین اثر پڑ رہا ہے۔ چنانچہ امریکی وزارت خارجہ کے تعاون واشتراک سے کام کرنے والے شہری سفارت کاروں کے نوبل انعام یافتہ بین الاقوامی ادارہ نیشنل کونسل آف انٹر نیشنل وزیٹرس (N.C.I.V) نے گزشتہ ماہ اس بات کا اعلان کیا ہے کہ عالمی سطح پر بالعموم اور امریکہ میں بالخصوص اسلام کے متعلق کئے جا رہے غلط پروپیگنڈہ کی روک تھام کے لئے وہ اپنے ادارہ کے ۸۰ ہزار رضا کاروں کو حرکت میں لا رہے ہیں اس کے لئے انہوں نے حضور ﷺ کی تعلیمات کا انسانی زندگی پر اثر دکھانے کیلئے ایک دستاویزی فلم تیار کی ہے جو ۱۸ر دسمبر ۲۰۰۲ء کو پبلک براڈکاسٹنگ سسٹم کے ذریعے دکھائی جانے والی ہے۔

یہ تو ۱۱ر ستمبر کے بعد مسلمانوں کو دعوتی نقطہ نظر سے حاصل ہونے والے مواقع تھے، دوسری طرف اس واقعہ کا خود حکومتِ امریکہ پر جو منفی اثر پڑا ہے وہ بھی سننے سے تعلق رکھتا ہے تجارتی مرکز پر حملہ نے عالمی سطح پر سیاسی واقتصادی میدان میں امریکہ کے زوال کی گھنٹی بجادی ہے خود امریکہ میں اس بات کا چرچا ہے کہ ۱۱ر ستمبر سے پہلے امریکہ کے زوال کے متعلق مسلمانوں میں جو خوش فہمی تھی وہ اب حقیقت میں بدلتی نظر آرہی ہے، گذشتہ صرف ایک سال میں سینکڑوں تجارتی کمپنیاں اپنے دیوالیہ ہونے کا اعلان کر چکی ہیں، متعدد امریکی فضائی کمپنیوں نے اپنے ملازمین میں ۲۵ فیصدی سے زائد تخفیف کر دی ہے۔ انشورنس کمپنیاں اپنے خسارے سے تنگ آکر حکومت سے مدد کے لئے درخواست کر رہی ہیں، کویت پر عراق کے حملہ کے بعد امریکہ کو سعودیہ اور کویت نے جملہ ۵۶ ارب ڈالر کے اخراجات میں سے ۴۸ ارب ڈالر ادا کر دئے تھے لیکن اب عراق پر خود امریکہ کی طرف سے کئے جانے والے ممکنہ حملوں اور اس جنگ کے طول کھینچنے کی صورت میں ماہرین اقتصادیات کا اندازہ ہے کہ کم از کم ۲۰۰ ارب ڈالر یعنی تقریباً ایک سو کھرب ہندوستانی روپیوں کا بوجھ خود امریکہ کو برداشت کرنا پڑے گا اگر یہ جنگ ہوتی ہے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اگلے سال امریکہ کا سالانہ بجٹ خسارہ کا پیش ہونے والا ہے ۱۱ر ستمبر کے بعد یوں بھی امریکہ سیاحت سے ہونے والی اپنی ایک تہائی آمدنی سے محروم ہو چکا ہے، اس پر اس نے مسلم ممالک سے آنے والوں کے لئے جو سخت سفری شرائط عائد کئے ہیں اس سے اس نے گویا خود اپنے پیر پر کلہاڑی ماردی ہے، امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ میں ۲۰ فیصدی سے زائد تناسب مسلمانوں کا تھا جس پر نہ صرف اس نے اب روک لگا دی ہے بلکہ پہلے سے موجود مصر، یمن، اردن، فلسطین، پاکستان اور سعودی کے طلبہ کی ایک بڑی تعداد کو مسلسل ہراساں کیا جانے لگا ہے جس سے انہوں نے امریکہ کو خیر باد کہنے ہی میں عافیت سمجھی ہے، اسی طرح جب القاعدہ اور طالبان سے تعلقات کے شبہ میں بعض عرب سرمایہ کاروں اور مسلم تاجروں سے پوچھ گچھ کی جانے لگی اور اس میں سے متعدد لوگوں کے سرمایے امریکی بینکوں میں منجمد کر دئے گئے تو اس خوف سے سینکڑوں مسلم تاجروں اور عرب حکومتوں کے شاہی افراد نے امریکہ سے پیشگی اپنے سرمایہ کو منتقل کرنے ہی میں عافیت سمجھی اس کا اثر انکے بینکنگ نظام پر ایسا سخت پڑا ہے کہ ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی خود امریکی حکومت بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی ہے، اس کے علاوہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملہ کے بعد عالم اسلام میں امریکی مصنوعات کے خلاف بائیکاٹ کی جو خاموش تحریک چلی ہے اس نے بھی اپنا غیر معمولی اثر دکھا دیا ہے، مشروبات میں کوکا کولا جیسی امریکی کمپنیوں نے اپنے اسٹاف میں کمی کر دی ہے اور اس نے اچانک اپنے گاہکوں کے لئے مختلف انعامی اسکیموں کے اعلان کے ذریعے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ۱۱ر ستمبر کے حملہ کے بعد ان کی تجارت پر بھی منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

ان سب کا مجموعی اثر امریکہ کی اقتصادی حالت پر جو پڑا ہے اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اقوام متحدہ کے جملہ اخراجات کا ۲۵ فیصدی حصہ خود امریکہ ادا کرتا آرہا ہے۔ لیکن گذشتہ سال اپنے واجب اخراجات کا یہ حصہ اس نے اب تک ادا نہیں کیا ہے اور U.N.O. میں اپنے مستقل نمائندوں کے ذریعے یہ آواز اٹھانی شروع کر دی ہے کہ اس کے اسٹاف میں تخفیف کی جائے دوسرے الفاظ میں آئندہ سے اس مالی بوجھ کو برداشت نہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔

غرض یہ ہے کہ عالمی سطح پر مسلمانوں میں اسرائیل کے تئیں امریکہ کی ناز برداری کے تناظر میں اسکے خلاف عمومی رائے عامہ کو ہموار کرنے کی جو کوششیں مختلف تحریکوں اور تنظیموں کی طرف سے کی جارہی تھیں اس نے دس سال میں وہ کام نہیں کیا اور اپنا وہ اثر نہیں دکھایا جتنا ۱۱ر ستمبر کے واقعات کے بعد مسلمانوں کے ساتھ اس کے سلوک نے کیا ہے اس طرح دعوتی نقطہ نظر سے اس ناگہانی حادثہ نے مسلمانانِ عالم کو مثبت دعوتی فائدہ ہی پہونچایا ہے اب یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ خدا کی طرف سے ان کے لئے فراہم کئے جانے والے اس دعوتی موقع سے فائدہ اٹھانے میں وہ کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔

محاسن اسلام

اسلام میں آزادئ اظہارِ رائے

مولانا محمود حسن حسنی ندوی

ان تمام حقوق کے ساتھ جو انسانوں کے انسانوں پر رکھے گئے ہیں، ایک بڑا حق آزادئ رائے وآزادئ اظہار خیال کا ہے جس کو نہ صرف اسلام نے باقی رکھا بلکہ دوسروں پر زور زبردستی اور جبر واکراہ کو پسند بھی نہیں کیا، البتہ احقاق حق وابطال باطل کے لئے تبلیغ وتعلیم اور دوسری کوششوں اور مناسب ذریعوں کو اختیار کرنے کو کہا، تاکہ صحیح بات دوسروں تک پہنچ جائے ماننے نہ ماننے کا اختیار اسی کے لئے باقی رکھا جائے، دوسرے کو اپنی رائے کا تابع بنانے کے لئے زبردستی کرنا یہ اس انسانی حق کی پامالی ہے، خالق کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ جسے سب سے زیادہ بری بات کفر وشرک لگتی ہے اور جسے سب سے زیادہ پسند توحید ہے جو کہ دین کا اصل ہے۔ اور دین وہ طریقہ ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ عزیز ہے اور دین کے متعلق یہ بات اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں صاف کردی کہ "إنّ الدين عندالله الاسلام" کہ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے، وہ چاہتا تو سارے ہی انسانوں کو اس کا تابع کر دیتا اور دین کی تعلیمات ماننے پر مجبور کرتا، کس کی مجال تھی کہ وہ سر بھی اُٹھاتا، یا ایک لفظ بھی زبان سے نکالتا کہ سب کچھ ایک اللہ کے ہی قبضہ وقدرت میں ہے۔ لیکن اس ذات عالی نے خیر وشر کو اپنی مخلوق کے لئے واضح کر کے اپنی پسند وناپسند بتادی اور یہ صاف کردیا کہ ایک کا نتیجہ جنت ہے اور ایک کا انجام جہنم ہے اور جب جب خیر وشر کی تمیز میں انسان دشواری میں پڑنے لگے تو اللہ عزوجل نے اس فرق کو صاف کرنے کے لئے نبی ورسول بھیجے اور جب حضرت محمد ﷺ پر نبوت ورسالت کا اختتام ہوگیا تو ان کی امت کو اس عظیم کام کے لئے کھڑا کیا، اور ان میں برابر ربانی علماء، مصلحین اور ہر زمانہ میں مجدد پیدا کرتا رہا، جس کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے اور تا قیام قیامت جاری رہے گا، ان پر یہ بار تبلیغ ودعوت ڈالا گیا، لیکن یہ بات صریح طور پر بیان کردی گئی ہے کہ "لا إكراه فى الدين" کہ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، یہ بات غور کرنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے اختیار میں سب کچھ ہے اور یہ سب کچھ اسی کا بنایا ہوا اور پیدا کیا ہوا ہے وہی خالق حقیقی اور صانع حقیقی ہے وہ فرما چکا ہے "الا له الخلق والامر" کہ یاد رکھو پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور نظام چلانا بھی اسی کا کام ہے" اس کے لئے دو الگ الگ ذات نہیں ہیں، وہ چاہتا تو سبھی ایمان لے آتے اور دین اسلام کے پابند ہوتے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "ولو شاء ربك لآمن من فى الأرض كلهم جميعاً" کہ اگر تیرا رب چاہتا تو یقیناً ایمان لے آتے زمین میں جتنے ہیں سارے کے سارے" (سورہ یونس ۹۹) اور دوسری جگہ ارشاد ہے: کہ اگر ہم چاہتے تو ہر ایک کو ہدایت پر لے آتے (سجدہ ۱۳) تو اگر اللہ چاہتا تو بیک جنبش ایسا کر دیتا اور سب کو ایک دین کا پابند کر دیتا، لیکن اس نے اپنی پسند واضح کردی، اور اس دین (جو کہ عقیدۂ توحید عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت سے مربوط ہے اور جس کا دستور قرآن حکیم ہے اور وہ طریقہ جس پر اللہ کے آخری نبی ورسول حضرت محمد ﷺ نے چل کر دکھلایا) پر عمل کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ "ان اكرمكم عند الله اتقاكم" کہ اللہ کو تم میں وہی اتنا مکرم ومعزز ہوگا۔ جو تم میں جتنا متقی (یعنی اس کے دین میں جتنا کھرا اور پختہ اترے گا) ہوگا۔

اسی سلسلہ کی ایک دوسری بات خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ میں نظر آئے گی، وہ یہ کہ آنحضور ﷺ کا وقت موعود قریب ہے کہ آپ اپنے اصحاب سے اب پردہ فرمانے والے ہیں، ورآنحالیکہ امت مسلمہ آپ کی ہی ذات گرامی پر جمع ہوئی ہے اس کا ایک ایک فرد آپ کے کسی بھی حکم کے آگے سر تسلیم خم کردینے والا اور آپ کے منشاء وخواہش کی تکمیل کے لئے بڑی سی بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت مستعد ہے، اور آپ اپنے صحابہ کو اس بات کے اشارے بھی دے رہے ہیں کہ یہ ایام آخری ایام ہیں، اور یہ کہ اب وحی کا سلسلہ بھی ختم ہو جائے گا اور اب کوئی نبی ورسول بھی نہیں آئے گا، اس لئے آنحضور ﷺ کو امت کی اجتماعیت کی بقا اور اتحاد واتفاق کے قائم رہنے کی فکر بڑی رہی اور اس لئے امارت واجتماعیت کی اہمیت وضرورت کو بار بار مؤکد فرماتے رہے، کہ اس کے بغیر نہ امت صحیح حالت پر قائم رہ پائے گی اور نہ دین صحیح طور پر محفوظ رہ سکے گا، ان سب کے باوجود کہ لوگوں کو اس بات کا انتظار بھی تھا کہ کون آپ کے بعد نیابت کے فرائض انجام دیتا ہے اور اجتماعیت برقرار رکھنے کا تقاضا بھی تھا کہ منصب امامت وخلافت کے لئے آپ خود کسی ایک کو نامزد کردیں اور اپنی امت کی اس کیفیت ومزاج کو دیکھتے ہوئے بھی جو امت کا اپنے پیارے نبی اور پیغمبر کے ساتھ تھا اور اس حالت کو خوب سمجھتے ہوئے بھی کہ آپ سے زیادہ کون ذہین وطباع ہوگا امت کے کسی

فرد کو اپنے بعد پوری امت کے لئے بڑا اور امیر بنا کر نامزد نہیں فرمایا اور امت کے کسی بھی شخص کو کسی ایک کے لئے مجبور نہیں کیا اور آزادی رائے کے حق کو باقی و برقرار رکھا تا آنکہ سانحۂ عظیم پیش آگیا، تو امت کے برگزیدہ افراد (اکابر صحابہ) سانحۂ عظیم کے عظیم ترین صدمہ کے باوجود کہ امت کو اب کبھی ایسا صدمہ پیش نہیں آنا ہے اس مسئلہ کی اہمیت و نزاکت کے پیش نظر کہ جس میں ذرا سی تاخیر بڑے فتنوں خطرات اور انتشار کا سبب بن سکتی تھی سقیفۂ بنوساعدہ (مدینہ منورہ) میں جمع ہوئے اس مسئلہ خلافت وامارت کو تجہیز و تکفین کے مسئلہ پر مقدم رکھا، اس وقت بھی مہاجر و انصار صحابہ نے زور زبردستی کے طریقہ سے جسے آمرانہ طرز کہا جاتا ہے بالکلیہ گریز کیا۔ اور لوگوں کو اپنی رائے دینے کا پورا حق دیا، چنانچہ یہ رائیں سامنے آئیں کہ خلیفہ انصار کا ہو، اور یہ کہ اہل بیت نبوی کا ہو، اور یہ کہ فلاں ہو، لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنھیں خاتم النبیین ﷺ کے رفیق غار ہونے کا شرف حاصل تھا کے اوپر پہلے اکثریت نے پھر ساری امت نے اتفاق کرلیا کہ وہ خلیفۂ رسول اللہ ﷺ اور امیر المومنین ہوں گے۔

پھر انہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو پہلا خطبہ اس عظیم ذمہ داری کو قبول کرنے کے بعد دیا اس میں بھی بڑا سامان نصیحت ہے، انھوں نے فرمایا کہ ”مجھے تم نے امیر بنایا حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں، اگر سیدھے راستہ پر چلوں تو میری مدد کرنا، اگر غلطی کروں تو میری اصلاح کرنا تم میں جو کمزور ہے وہ مجھ سے قوی ہے یہاں تک کہ اس کا حق دلوادوں اور تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ اس سے حقدار کا حق نہ دلوادوں میں جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں تو تم بھی میری اطاعت کرو، اور جب میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت باقی نہیں“۔

اسی ضمن میں ایک بڑی اہمیت کا حامل واقعہ پیش کیا جاتا ہے جو کہ عہد رسالت اور عہد صحابہ کے بعد کا ہے جس کے بڑے دوررس اثرات اس کے بعد کی تاریخ پر مرتب ہوئے، محدث کبیر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اس تفصیل سے بیان کیا ہے:

”کہ خلیفہ منصور عباسی نے امام مالک سے ان کی کتاب ”موطا“ کے بارے میں کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کی اس کتاب کے متعلق حکم دوں کہ اس کی نقلیں لی جائیں اور مسلمانوں کے پاس ہر شہر میں اس کا ایک ایک نسخہ بھیج دیا جائے اور یہ فرمان جاری کردو کہ وہ اسی کے مطابق عمل درآمد کریں اور اس سے تجاوز نہ کریں اس پر امام مالک نے کہا کہ اے امیر المومنین! ایسا نہ کیجئے کیوں کہ لوگوں کے پاس پہلے اقوال پہنچ چکے ہیں، انھوں نے بھی حدیثیں سنی ہیں، اور ان کو روایت کیا ہے، آپ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑئے اور ہر اقلیم والوں نے جو کچھ اپنے لئے پسند کر رکھا ہے اس کو رہنے دیجئے

یہ ہے غایت درجہ کا انصاف اور آزادی رائے کے حق کو لوگوں کے لئے باقی رکھنے کی اعلیٰ مثال کہ خلیفۂ وقت جس کے زیر سلطنت دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ ہے وہ یہ کہہ رہا ہے اور اپنے وقت کا امام نہایت تواضع کے ساتھ اور دوسروں کے حقوق کی رعایت میں جس میں مزاج وطبیعت اور ماحول وحالت کے فرق کے ساتھ حقوق مختلف پائے جاتے ہیں اور اس میں اہل علم وفضل کے حقوق بھی شامل ہیں معذرت کردیتے ہیں۔

یہ تاریخ اسلامی کا بڑا نازک موڑ تھا، اگر اس وقت امام مالکؒ یہ فیصلہ نہ لیتے تو یہ انسانیت کے لئے بڑا دشوار گزار وقت ہوتا، اور سب کو ایک مسلک کا پابند ہونا پڑتا، حالات و مناطق کے اختلاف اور زمانہ کے تغیرات کی صورت حال (جس کا امت کو برابر سامنا ہے۔ اور اسی لئے اجتہاد کا دروازہ امت کے لئے بند نہیں ہوسکا) کی وجہ سے شدید دشواریوں اور مشکلات پیش آسکتی تھیں، بلکہ زندگی دوبھر ہوجاتی اور اس سکون ورحمت سے محروم ہونا پڑتا جو آج اختلاف مسالک کی بنا پر دنیا کے مختلف گوشوں میں نظام زندگی کے فرق کی وجہ سے لوگوں کو حاصل ہے اس نکتہ کو امام مالک نے سمجھا تھا انھیں تمام لوگوں کی بہی خواہی عزیز تھی اور ان کے اندر نام ونمود کی ذرا فکر اور اپنی فکر ورائے کے غالب کرنے کا ذرا بھی جذبہ موجزن نہ تھا، ضرور یہ حدیث بھی ان کے پیش نظر رہی ہوگی کہ

"اختلاف أمتي رحمة"

اسلام جو کہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس نے انسانیت کو ہر طرح کی غلامی سے نجات دلائی صحیح اور حق بات کہنے کی چاہے وہ کسی کے خلاف جارہی ہو بار بار تاکید کی اور افضل ترین جہاد اس حق بات کو قرار دیا جو ظالم حاکم کے سامنے کہی جائے، اسلامی تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے، خلافت راشدہ کے دور پر نظر ڈالی جائے، یا بعد کے حالات کا جائزہ لیا جائے، ہمیں جا بجا اس کی مثالیں ملیں گی، جنگ بدر کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالنے کی بات فرمائی صحابی رسول حضرت خبابؓ نے پوچھا کہ کیا یہ اللہ کا حکم ہے یا آپ کی ذاتی رائے ہے؟ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا یہ میری ذاتی رائے ہے“ پھر

حضرت خبابؓ نے ایک دوسری رائے پیش کی جس آنحضور ﷺ نے زیادہ بہتر اور مفید سمجھا، اور اس رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دی، آنحضور ﷺ کی زندگی میں ایسے بڑے واقعات ملتے ہیں کہ آپؐ کے پیروکاروں نے ایک الگ رائے دی اور ان کی رائے کو سرکار دوعالم ﷺ نے اہمیت وفوقیت دی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تو ایسے بہت سے واقعات اور خود حضرت عمرؓ کے ساتھ دوسروں کے واقعات کثرت سے ملتے ہیں۔ اور اسی طرح حضرت عثمانؓ اور حضرت اور علیؓ کے زمانہ خلافت میں جمع قرآن، کتابت حدیث اور تدوین علوم، اور غزوات ومعرکوں میں ایسی بڑی مثالیں نظر آتی ہیں، اور یہ ایسا انسانی حق تھا جو کبھی دبنے نہ دیا گیا، اگر ظالم لوگوں نے ایسا کرنا چاہا، تو اہل علم و فضل سامنے آگئے، اور انھوں نے اس راستہ مین بڑی قربانیاں دیں، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) جنھیں عہدہ قضاء حاکم وقت کی جانب سے پیش کیا گیا مگر انھوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا اور انھوں نے حکومت کے تابع بن کر اظہارِ رائے پر آزادانہ اظہار رائے کو ترجیح دی، جس کے نتیجہ مین انھیں قید و بند کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں لیکن اس انسانی حق کو بقاء اور دوام حاصل ہوگیا، امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے خلیفۂ وقت نے اپنی رائے کو طاقت کے زور پر اور سطوت کے غرور کے ساتھ رکھا لیکن انھوں نے اپنی رائے سے سرِمو انحراف نہیں کیا جس کے نتیجہ میں ان کو ایسے شدید کوڑے لگائے گئے کہ اگر وہ ہاتھی کو لگائے جاتے تو وہ بھی چنگھاڑتا اس نے ان پر ایسے زخم چھوڑے جو انھیں برسوں ایسی تکلیف دیتے رہے جیسی انھیں کوڑے لگتے وقت بھی نہیں ہوتی تھی۔ لیکن ان کی استقامت نے ان کی رائے کو حق بجانب ٹھہرادیا۔ اور امت ایک بڑی آزمائش سے ایک فرد کی استقامت کے باعث نکل آئی اور جب زبردستی لوگوں سے خلافت وامارت کی بیعت لی جانے لگی تو اس وقت امام مالک نے برملا یہ فتویٰ صادر کیا کہ جبری طلاق واقع نہیں ہوتی، امام شافعیؒ کہ جن کی فقہ وآراء کو آج بارہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی بڑی مقبولیت وعمومیت حاصل ہے کی سیرت میں بھی اس استقامت و بے باکی کی بڑی نظیریں ملتی ہیں، بعد کے لوگوں میں امام ابن تیمیہؒ، شیخ احمد سرہندیؒ اپنی اپنی جگہوں اور میدانوں میں بڑے فائق اور ممتاز نظر آتے ہیں جن کے اثرات آج بھی دنیا کے چپہ چپہ میں پائے جاتے ہیں، یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے زمانہ کے دھارے کا رُخ بدلا اور انسانی اقدار کو پامال ہونے سے بچایا، اور یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ جب جب اس بنیادی انسانی حق کو غصب کرنے کی کوشش کی گئی تو زمین میں انتشار وفساد برپا ہوا، اس بنیادی حق کی پاسداری بڑے بڑے فتنوں کا سدباب کرتی ہے، یہ یقیناً ایک عظیم انسانی حق ہے لیکن اس حق کے بھی حدود ہیں انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اس اختیار کے استعمال میں ہوش وحواس باقی رکھے اور وہ اپنے خالق اور سب سے بڑے محسن کہ جس نے اس کو زندگی اور اس کی نعمتیں اور عقل و خرد اور قوت گویائی اور دوسرے مواہب و صلاحیتیں عطا کیں کو نہ بھولے اور اس کے احسانات جو لاتعد ولاتحصیٰ ہیں سے ایک لحہ بھی غافل نہ ہو یہ مالک کے آگے عبدیت کا تقاضا ہے اور خالق کا انسان پر حق ہے جس نے اسے اشرف المخلوقات بنایا اور دوسری مخلوقات کے مقابلہ اسے بڑی عظیم اور امتیازی صلاحیتوں سے نوازا۔

کاروانِ رفتگاں

حضرت مولانا اسعد مدنی کو صدمہ بھائی حبیب احمد صاحبؒ کا انتقال

جمعیت علماء ہند کے صدر حضرت مولانا اسعد مدنی کے چچازاد بھائی حبیب احمد صاحب کے جسد خاکی کو جنت البقیع میں سپرد خاک کردیا گیا، وہ ۸۶ برس کے تھے۔ جاری کردہ ریلیز کے مطابق مرحوم کی نماز جنازہ امام حرم نبوی نے پڑھائی وہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے چھوٹے بھائی سید محمود مدنی کے بیٹے تھے اور بزرگوں کی طرح انتہائی ملنسار اور خیر خواہ تھے۔

مرحوم مدینہ منورہ کے چیمبر آف کامرس کے مدت سے ڈائرکٹر جنرل بھی رہے اور حرم نبوی سے متعلق امور کی نگرانی بھی عرصہ تک انھیں کے ذمے رہی۔

ادارہ حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ العالی کے غم میں شریک ہے اور حبیب احمد صاحب مرحوم کے پس ماندگان اور اعزہ واقرباء کے لئے اظہارِ تعزیت کرتا ہے اور قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

مولانا حکیم محمد زماں حسینی کی اہلیہ کا انتقال

مفسر قرآن مولانا حکیم محمد زماں حسینی مرحوم کی اہلیہ کے جسد خاکی کو بعد نماز جمعہ کلکتہ کے سول آنہ قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

مرحومہ نے ۸ر نومبر ۲۰۰۲ء کی صبح ساڑھے چار بجے داعیٔ اجل کو لبیک کہا تھا۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

اطلاع کے مطابق جنازے کی نماز مولانا عبدالوحید صاحب نے پڑھائی۔ جنازہ میں خواجہ سید یوسف سمیت کئی مسلم وزراء اور کلکتہ کی اہم شخصیات نے شرکت کی۔

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

مولانا شہباز اصلاحی۔ مرحوم ہوگئے

طالبانِ علومِ نبوت ایک سچے معلم و مربی سے محروم

امین الدین شجاع الدین

"چلا جائے، نیند آرہی ہے۔"

یہ تھے وہ آخری الفاظ جو انتقال سے تین دن پہلے مولانا شہباز اصلاحی صاحب نے ان لوگوں سے کہے جو ان کی عیادت کے لئے پابندی سے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور اس وقت کہے جب حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ مولانا! رمضان المبارک شروع ہونے والا ہے۔ ماہ محرم سے مولانا بستر مرض پر تھے افسوس کہ وہ بستر مرگ ہی ثابت ہوا۔ محرم سے آخر شعبان تک دو تین بار خرابی طبیعت میں اس قدر شدت پیدا ہوئی کہ مولانا کی زندگی کی طرف سے مایوسی ہونے لگتی لیکن کریم آقا نے اپنے اس نیک بندہ کے لئے وقتِ موعود کی جس گھڑی کا فیصلہ کیا تھا، وہ رمضان المبارک کی تیسری شب کی گھڑی تھی۔ رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کی تیسری شب۔ یا یوں کہئے کہ رحمت کے عشرہ کی تیسری رات! اللہ انہیں اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لے۔ دس بج کر چالیس منٹ پر روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی اور مولانا شہباز صاحب بیماری آزاری کی کلفتوں سے آزاد ہوکر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے۔ سحر نرسنگ ہوم میں ان کی زندگی کی شام ہوگئی، دمِ واپسیں سے پہلے پہلے ڈاکٹروں نے چیک اپ کے بعد پورے اطمینان کا اظہار کیا تھا بلکہ کمرہ سے باہر نکل کر وہ اظہارِ اطمینان کرہی رہے تھے کہ مولانا کو مراجعت کا پروانہ مل گیا اور اس طرح۔۔۔

"چلا جائے، نیند آرہی ہے" کے ان کے الفاظ پورے اور سچے ہوکر رہے۔ یاایتھا النفس المطمئنه ارجعی الی ربك راضیة مرضیه فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ انتقال سے تھوڑی دیر پہلے مولانا کے نواسہ عمران ندوی نے ان کی مزاج پرسی کی، چونکہ مہینوں سے صاحبِ فراش تھے اس لئے عموماً مزاج پوچھنے والوں کو وہ رسمی جواب دیتے لیکن وقت موعود کے آن پہونچنے سے پہلے پہلے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ الحمدللہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔ نہ وحشت، نہ گھبراہٹ، نہ رنج، نہ کلفت۔ بلکہ بشاشت اور راحت کا اظہار! گویا تھکے ہارے مسافر کو اپنی منزل سامنے مسکراتی دکھائی دے رہی ہو!!

جنازہ سحر نرسنگ ہوم سے گھر لایا گیا، چہرہ سے چادر ہٹا کر ہم لوگوں نے دیکھا تو بڑا رشک آیا، چہرہ پُرنور تھا اور ایسا تبسم گویا انہیں بس ابھی ابھی کوئی خوشخبری سنا گیا ہو اور وہ سن کر مسکرا پڑے ہوں! ان کا چہرہ جس طرح کھلا ہوا تھا، کم از کم میری گنہگار آنکھوں نے تو کسی کے انتقال کے بعد ایسی نورانی اور مسکراتی صورتیں شاذ ہی دیکھی ہیں، اقبال کا مصرعہ۔ ع

چو مرگ آید برلب تبسم او ست

کا عملی روپ بھی دیکھ لیا۔ انتقال کے بعد ہم لوگ اپنے محسن و مربی کے جسد خاکی کے سرہانے کھڑے تھے ندوہ میں مولانا کی رہائش گاہ کے اس کمرہ میں۔ جہاں اس سے قبل ہم لوگ اکثر و بیشتر حاضر ہوا کرتے تھے۔ نیاز مندانہ اور طالب علمانہ طور پر اور مولانا سے خوب خوب باتیں ہوتی تھیں۔ ع

وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

لیکن آج بولتا ہوا یہ چمن ہمیشہ کے لئے خاموش ہوچکا تھا، اب صرف یادیں ہی باقی ہیں۔ ع

باتیں ہماری یاد رہیں، پھر باتیں ایسی نہ سنئے گا

مولانا شہباز صاحب اصلاحی بنیادی طور سے ایک معلم تھے اور اس سطح اور اس نوعیت کے معلم جو درس وتدریس کو کارِ پیمبری سمجھتے ہیں اور جن کے نزدیک تربیت کے بغیر تعلیم کا تصور ہی ناقص ہے۔ چنانچہ مولانا نرے معلم نہیں تھے بلکہ سچے معلم تھے اور ایک سچا معلم، مربی ہوتا ہی ہے! تقریباً نصف صدی تک وہ تعلیم وتربیت سے وابستہ رہے، وہ اس مقدس مشن کے لئے ایسے یکسو ہوئے کہ تعلیم وتربیت کے ساتھ انہوں نے کسی بھی قسم کی دوسری مصروفیت یا مشغولیت کی 'آمیزش' کو قبول نہیں کیا، ورنہ مولانا کا مطالعہ بھی وسیع وعمیق تھا اور قدرت نے انہیں شاداب وشگفتہ قلم بھی دیا تھا اگر وہ چاہتے تو تصنیف وتالیف کے میدان کے بھی شہ سوار ہوتے۔ تصنیف وتالیف یا کسی اور شغل کو اپنانے کے بجائے بحیثیت ایک معلم ومربی مردم گری اور مردم سازی کو انھوں نے اپنا میدان بنایا ان کی مثال محض ایک ایسے جوہری کی نہیں تھی جو ہیرے کو پہچان لے اور پھر اس کی تراش خراش پر لگ جائے بلکہ ایسے معلم ومربی کی تھی جس کی فکر وتوجہ کی بدولت ذرہ بھی آفتاب بن جاتا ہے، اور مٹی بھی سونا ہوجاتی ہے وہ ایسے معلم تھے جو فصلِ بہاراں کی امید میں اپنی جان کھپاتا ہے۔ ہر کام اور پیشہ (Profession) کی اخلاقیات

(Ethics) ہوتی ہیں، مولانا نے اپنے طرز عمل سے درس وتدریس کی Ethics کی جس طرح پاسداری کی، وہ پاسداری کی ایک روشن مثال ہے جو انحطاط کے اس دور میں خال خال ہی دکھائی دیتی ہے۔

مولانا مرحوم نے خود کو تعلیم وتربیت کے لئے فارغ کر رکھا تھا، بلکہ وقف کر رکھا تھا یہی وجہ تھی کہ طلباء تو طلباء، دوسری صف کے اساتذہ کے سامنے بھی کوئی گتھی آتی تو وہ بلا تکلف مولانا سے رجوع کرتے اور مطمئن ہوکر لوٹتے۔ انہیں بجا طور پر 'چلتا پھرتا کتب خانہ' کہا جاتا تھا۔ طلباء کے ہر سوال کا جواب دینا مولانا ہی کے بس کا روگ تھا، ہر معقول اور نامعقول سوال اور ہر کس وناکس کا جواب دیتے اور بشاشت کے ساتھ دیتے۔ قدرت نے انہیں علم کے ساتھ حلم بھی عطا فرمایا تھا اس امتزاج نے ان کی نافعیت کو عام کیا اور استحکام بخشا اور کئی دہائیوں تک نئی نسلیں ان سے اکتسابِ فیض کرتی رہیں، اب ایسے سچے معلم ومربی کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس جائیں گی کہ ایک طرف جس کے علم وفضل پر بھی اعتبار واعتماد کیا جاسکے اور اسی کے ساتھ جس سے اس قدر آسانی وسہولت سے ملاقات بھی ممکن ہوسکے۔ ع

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

حال میں کی گئی توسیع سے قبل مسجد دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سامنے ایک کنواں ہوا کرتا تھا، عصر بعد مولانا اسی کنویں کے منڈیر پر جا بیٹھتے طلباء جمع ہونے لگتے اور پھر بھانت بھانت کے سوالات کا سلسلہ چل پڑتا، مولانا جوابات دیتے رہتے۔ مختلف ذوق رکھنے والے طلباء اپنے اپنے ذوق کے مطابق سوالات پوچھتے، اشکالات کرتے، اپنی گتھیاں سلجھاتے، بلا تکلف مولانا کے سامنے اپنی کچی پکی فکر اور نا پختہ رائے کا اظہار کرتے اس طرح مولانا کی یہ مجلس علمی، تعلیمی، مذہبی، تحریکی، ادبی اور سیاسی جیسے مختلف موضوعات پر محیط ہوا کرتی۔

پھول کھلے ہیں گلشن گلشن

لیکن اپنا اپنا دامن

مولانا ایک عالمِ دین کی حیثیت سے ان مختلف النوع سوالات کے جوابات دیتے تو محسوس ہوتا کہ قدرت نے انھیں دینی بصیرت سے نوازا ہے۔ مولانا کی ان مجلسوں کی ایک خصوصیت تھی: تنوع۔ لیکن اس سے زیادہ اہم خصوصیت تھی: بے تکلفی، نہ ہٹو بچو کا ماحول، نہ علم کے پندار کا اظہار اور نہ سوال پوچھنے والے کے لئے شرمسار ہونے کا کوئی اندیشہ نہ ناراضگی وخفگی کا کوئی خطرہ! طلباء گزرتے ہوئے سرِ راہ کنویں کے پاس ٹھہر جاتے، سوال پوچھا، جواب سنا اور چلتے بنے۔ قدرت کا نظام ہے جو چیز زندگی کے لئے جتنی ضروری ہے وہ اتنی ہی عام بھی ہے مثلاً ہوا، پانی اور روشنی۔ میرے خیال میں اس فہرست میں علم نافع کا اضافہ بھی کیا جانا چاہئے، مولانا علم کے عام ہونے کے علمبردار تھے، مدتوں ندوہ کی مسجد کے قریب کنویں کی منڈیر سے تشنہ کامانِ علم کی پیاس بجھانے کا کام کرتے رہے جغرافیہ کے طلباء جانتے ہیں کہ آبِ رواں اپنا راستہ بدلتا رہتا ہے۔ توسیع مسجد میں جب کنواں زیرِ زمیں ہوگیا تو "کنویں کی منڈیر" کی یہ مجلس صحن مسجد سے متصل بچھی چٹائیوں پر منتقل ہوگئی اور مولانا کے صاحب فراش ہونے کے ایک دن پہلے تک مستقل لگتی رہی۔

مولانا کی اس مجلس کے متعلق مشہور تھا کہ اگر طلباء سوال کا جواب اپنے منشا کے مطابق کہلوانا چاہیں تو وہ اپنے سوال کو مخالف رخ دے کر پوچھیں ایسی شرارت کرنے کا گناہ گار راقم السطور بھی ہے۔ مولانا کا یہ اپنا ایک نرالا انداز تربیت تھا وہ طلباء میں اعتدال وتوازن پیدا کرنا چاہتے تھے اور افراط وتفریط سے انہیں بچانا چاہتے تھے اس سے مولانا کا ایک مقصد یہ بھی ہوا کرتا تھا کہ وہ طالب علم کو جانچیں اور پرکھیں کہ یہ جو بات کہہ رہا ہے، اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اس کے پاس کچھ دلائل ہیں بھی یا نہیں اس طرح وہ طلباء میں تفکیری صلاحیت، قوتِ استدلال، وسعتِ مطالعہ اور خود اعتمادی جیسی صفات پیدا کرنا چاہتے تھے۔ مولانا کی ایسی مجلسوں کے طفیل طلباء کی فکری تعمیر، ان کے شعور کی تربیت اور ان کی صلاحیتوں کو پہچاننے اور نکھارنے اور طلباء میں خود شناسی پیدا ہونے کا جو کام ہوا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ وہ ساقی تھے، جہاں بیٹھ جاتے وہ جگہ مے خانہ بن جاتی۔ 'مریدانِ باصفا' کے جمگھٹ میں "مرشد شہباز" فکر کی غذا تقسیم کررہے ہوتے، اس میں "علم" کی لذت بھی ہوتی اور "عشق" کی حلاوت بھی، اس سے دماغ کو تراوٹ بھی ملتی اور دل کو تقویت بھی پہونچتی!

جس طرح ایک طرف علم کے ساتھ حلم نے ان کی نافعیت کو عام کیا، اسی طرح "علم" کے ساتھ "عشق" کے امتزاج نے بھی انہیں اعتبار بخشا۔ ایک طرف مولانا مرحوم بیسویں صدی کے صفِ اول کے اُن علماء کرام، متکلمینِ اسلام اور عالی مرتبت مصنفین کی تحریروں کے قدرداں اور تحسین آشنا تھے جن کو دنیا اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے نقیب کی حیثیت سے جانتی اور مانتی ہے اور جن میں ایک نمایاں نام عالم ربانی اور داعی کبیر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا بھی ہے تو دوسری طرف وہ حضرت شاہ وصی اللہ کے بھی عاشق زار تھے، حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھی اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہ العالی کی مجلسوں میں بھی

وہ نیاز مندانہ حاضر ہوا کرتے۔ صاحب دل بزرگوں ہی کا نہیں، صاحب دل شعراء کا بھی اپنی مجلسوں میں تذکرہ کرتے اور ان کے اشعار پڑھا کرتے خصوصیت کے ساتھ اصغر گونڈوی کے اشعار مثلاً

لذت درد و خستگی ، دولت دامن تہی
توڑ کے سارے حوصلے اب مجھے یہ صلہ دیا

اور یہ شعر

پھر اس کی شانِ کریمی کے حوصلے دیکھ
گناہ گار یہ کہہ دے گناہ گار ہوں میں

اور حفیظ میرٹھی کا یہ شعر

اجازت ہو تو شاہ پیش کردوں
میرے پہلو میں ہے ٹوٹا ہوا دل

مولانا علماء کی اس صف کے فرد تھے جن کو قدرت رسوخ فی العلم کی دولت عطا کرتی ہے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں انہوں نے مولانا اختر احسن اصلاحیؒ سے تفسیر پڑھی تھی۔ فن تفسیر سے انہیں خاص مناسبت تھی۔ آج سے تقریباً ایک ربع صدی پہلے وہ ندوہ آئے اور پھر ندوہ ہی کے ہو کر رہ گئے۔ حضرت مفکر اسلامؒ سے انہیں عشق تھا حضرت مولاناؒ کی مجلسوں میں سنی باتوں کا تذکرہ فرماتے۔ ایک مرتبہ راقم السطور نے پوچھا حضرت مولاناؒ کے پسندیدہ اشعار جو آپ نے خود ان کی زبانی سنے ہوں؟ تو کہا کہ جگر کی یہ غزل حضرت مولاناؒ کی پسندیدہ غزل تھی جس کے چند اشعار یہ ہیں :

بیٹھے ہم ہر بزم میں لیکن
جھاڑ کے اٹھے اپنا دامن
کامل رہبر، قاتل رہزن
دل سا دوست نہ دل سا دشمن

حضرت مولاناؒ پر ایک کتاب آئی جس کا نام تھا "میری تمام سرگزشت" کتاب کا نام سن کر پھڑک اٹھے اور کہا کہ حضرت مولاناؒ کی سوانح اور ان کے افکار پر کوئی کتاب ہو تو اس کے لئے "میری تمام سرگزشت" بہترین نام ہوسکتا ہے۔ پھر حضرت مولاناؒ کی کتابوں میں سے 'تاریخ دعوت وعزیمت' کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس سلسلۂ کتب کو سامنے رکھئے اور پھر یہ مصرعہ پڑھئے۔ ع

میری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

مولانا کی زندگی کا ایک باب ان کا ادبی و شعری ذوق بھی ہے، دوران گفتگو برجستہ و برمحل کوئی شعر پڑھتے تو لطف دوبالا ہو جاتا۔ گجرات میں فسادات کی خبریں مسلسل آرہی تھیں اور مسلمانوں کی جان پر بن آئی تھی۔ اخبار پڑھ کر مولانا مرحوم، منیر صاحب کی کینٹین میں بیٹھے تھے راقم السطور پہنچا خبروں سے دلگیر تھا، مولانا سمجھ گئے کہ تاثر کس بات کا ہے چنانچہ درج ذیل دو اشعار سنائے۔

ننگِ اسلام تھا لیکن یہ میری خوش بختی
مجھ کو مارا ہے مسلمان سمجھ کر آقا

اور

اس دور میں پہچان بھی گم ہوگئی اپنی
اب لوگ پوچھتے ہیں کہ تم کون دھرم ہو

راقم السطور کو اعتراف ہی نہیں بلکہ فخر ہے کہ اس کے اکثر مضامین مولانا کی گفتگو سے متاثر ہو کر سپرد قلم ہوئے اور یہ مولانا کے اخلاص ہی کی تاثیر تھی کہ وہ مضامین مقبول بھی ہوئے مثلاً "کیا روئے زمین پر کوئی آئیڈیل اسلامی بستی بھی ہے؟" اور "یہ بے بسی تو اپنے بس میں ہے؟ وغیرہ وغیرہ!! مضمون دیکھ کر خوش ہوتے، تنہائی میں کوتاہیوں کی نشاندہی کرتے لیکن لوگوں کے سامنے اس کی تحسین کرتے ایسے موقعوں پر مولانا ایک شعر پڑھا کرتے تھے ؎

طرزِ ادا کا نام ہے میرا ہو یا کہ میر
کس نے کہا ہے وہ جو کسی نے کہا نہ تھا

استاذ شعراء کے علاوہ حفیظ میرٹھی اور پروفیسر رشید کوثر فاروقی کے اشعار بھی مولانا کو خوب یاد تھے مولانا اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے:

یہ احباب واقارب جن میں ساری زندگی گزری
وہ کوثر کو نہیں سمجھے، انہیں کوثر نہیں سمجھا
اک عبادت جان کر کوثر یہ کرب وتکلیف سہو
قدرِ ہنر کی بات نہ چھیڑو، قدرِ ہنر تو عنقا ہے
ظلم ہے یہ بھی سراسر، یہ بھی ایک توہین ہے
جانِ محفل کو اگر ہم رونقِ محفل کہیں

ایک مرتبہ فرمایا کہ حفیظ میرٹھی کے مجموعہ کلام "متاعِ آخر شب" میں یہ شعر شامل تھا۔

مے خانہ کی سمت نہ دیکھو جانے کون نظر آجائے

لیکن 'کلیات حفیظ' میں یہ شعر نہیں ہے، آپ خط وکتابت کیجئے کہ کیا قصہ ہے؟

مولانا سے ملی مسائل پر اکثر وبیشتر گفتگو ہوتی تو وہ اس بات پر خاصا زور دیتے کہ کرنے کا اصل کام شعور کی بیداری کا کام ہے۔ جب تک ملت کا شعور بیدار نہیں ہوگا اور ملت اپنے منصب ومقام کو پہچانے گی نہیں، اس وقت تک گتھی کا سرا ہاتھ نہیں آئے گا، اور مسائل پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتے چلے جائیں گے۔

جس شخصیت کے چراغ سے نہ معلوم راقم السطور جیسے کتنے طلباء نے فکرونظر کے چراغ روشن کئے افسوس کہ اس شخصیت کی زندگی کا چراغ گل ہوگیا۔ ع رہے نام اللہ کا۔ باقی رہنے والا نام اللہ کا ہے اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ مولانا مرحوم حفیظ میرٹھی کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

مجھ کو بھی اشارہ ہو کہ آتو بھی حفیظ آ
جب آپؐ کے ہاتھوں میں شفاعت کا علم ہو

رب کریم مولانا کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کی حسنات کو قبول فرمائے، اور

(بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

تعارف وتبصرہ

کتابوں کی دنیا

مطالعہ شعروادب
Special Issue of
'The Fragrance' On Gujrat Carnage

نام کتاب: مطالعہ شعروادب
مصنف: ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی
ناشر: رابطۂ ادب اسلامی (عالمی)
صفحات: ۲۰۸
قیمت: ۷۰/- روپے
ملنے کا پتہ: رابطۂ ادب اسلامی پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ
مجلس تحقیقات ونشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ
مکتبۂ ندویہ، ندوہ، پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ ۔۷
مبصر: (مولانا) خالد سیف اللہ رحمانی، المعہد العالی، حیدرآباد۔

قدرت کی طرف سے انسان کو جو امتیازی اوصاف عطا کئے گئے، ان میں ایک زبان وبیان کی قدرت بھی ہے، یہ بیان کی صلاحیت بھی عجیب صلاحیت ہے جو لفظوں میں قند ونبات کی مٹھاس پیدا کردیتی ہے اور گاہے شعلہ بن کر دلوں کو گرماتی اور گاہے شبنم بن کر جذبات کو ٹھنڈا کرتی ہے، کبھی رلاتی اور کبھی گدگداتی ہے، زبان وبیان کی اسی کیفیت کا نام "ادب" ہے یعنی ایسی تعبیر جو مخاطب کے ساز دل کو بجانے لگے اور سننے اور پڑھنے والے کو قلم کار کے جذبات میں شامل کرلے، یہی حسن اظہار جب موزونیت اختیار کرلیتا ہے تو نثر سے شعر کے ڈھانچے میں ڈھل جاتا ہے۔

انسان کا یہ جوہر دو دھاری تلوار ہے، اگر اس کا استعمال معاشرہ کی تعمیر اور فکر کی اصلاح کے لئے ہو تو یہ انسانیت کے لئے نسخۂ شفا ہے اور اگر اس صلاحیت کو مادی مقاصد اور شہوانی اغراض کے لئے وقف کردیا جائے تو اس سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی زہر ہلاہل نہیں، بدقسمتی سے کیمونسٹ تحریک کے ارتقاء کے دور میں ایک نئی ادبی فکر نے بھی جنم لیا اور بہت تیزی سے فروغ پایا، اس نام نہاد ترقی پسند ادبی تحریک نے ایسے قلم کاروں کو پیدا کیا جن کا قلم احتجاج و بغاوت کے نشہ میں سرشار تھا، اس بغاوت، احساس محرومی اور سرمایہ داروں کے خلاف بغاوت نے انہیں مذہب سے انکار اور اخلاقی اقدار سے انحراف کی راہ پر ڈال دیا، اس ادب نے ایک ایسے مادہ پرست انسان کی تصویر پیش کی جو قلب وروح کے بجائے صرف پیٹ رکھتا تھا۔

دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یورپ کے صنعتی انقلاب نے مشرق کو نہ صرف صنعت و حرفت اور تہذیب وثقافت میں بلکہ زبان وادب میں بھی صرف مغرب کا اسیر بنا کر رکھ دیا اور جدیدیت کے نام پر ایک ایسے ادب کا ارتقاء ہوا جس میں اخلاقی اقدار تعمیر، کردار، شرم وحیا اور روحانیت کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رکھی گئی بلکہ جو ادب روح کی غذا فراہم کرتا، اسے ادب کے دائرہ ہی سے نکال باہر کیا گیا۔

ان حالات میں ایک ایسے شخص نے جو زبان وادب کا رمز شناس، ادبی تنقیدات کا غواص اور مختلف ادوار کے ادبی اسالیب اور ادبی تحریکات کا محرم اسرار تھا (میری مراد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے ہے) نے تعمیری ادب کا ایک کارواں ترتیب دیا، یہ ادب انسان کو پاکیزہ محبت، اخلاقی اقدار کا پاس ولحاظ اور انسانی تکریم کا نغمہ سناتا ہے اور جس کے اظہار و بیان کا دائرہ محض پیٹ تک محدود نہیں۔

اسی ادبی کارواں کی ایک نمائندہ شخصیت ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی کی ہے، ان کی تحریر میں بلا کی کشش، خوبصورتی اور اس کے ساتھ ساتھ بے ساختگی بھی ہے، وہ بہت سی جگہ طبع زاد تعبیرات اختیار کرتے ہیں اور اپنی تحریر کی معنویت اور پیکرِ الفاظ سے قاری کے ذہن پر چھا جاتے ہیں، ان کی کتاب "مطالعہ شعر وادب" اس وقت میرے سامنے ہے، اسلامی ادب کیا کردار ادا کرتا ہے؟ وہ اس سلسلہ میں رقم طراز ہیں:

"وہ خاموشی سے دلوں کو جیتنے کی کوشش کرتا ہے، وہ گیسوئے جاناں بن کر شوق کی الجھن کو بڑھاتا اور شمیم گل بن کر مشامِ جاں کو معطر کرتا ہے، وہ تیز روی سے کام نہیں لیتا، وہ تلوار نہیں اٹھاتا ہے، وہ سوشل ورکر یا مبلغ یا ریفارمر کا رول بھی ادا نہیں کرتا ہے، بلکہ وہ اپنے فن کے ذریعہ تعمیری رجحان کی داغ بیل ڈالتا ہے، احساس کی تربیت کرتا ہے، اور باطن کو نور سے جگمگاتا ہے، فکر انسانی کی مشاطگی میں نرمی اور محبت سے کام لیتا ہے، وہ دلیل سے زیادہ دل کے دروازوں پر دستک دینے کا قائل ہے، اور یہ دستک بھی دھیمی، مدھم، رومانی اور دلکش ہوتی ہے، لیکن یہ باتیں تخلیقی اور تحقیقی ادب کے تناظر میں ہیں جو خطابت اور مقالہ نگاری سے الگ ایک چیز ہے"۔

مضامین کے اس مجموعہ میں ۱۷ مقالات ہیں جن میں بعض ادب اسلامی اور ادبی تحریکوں سے متعلق ہیں، ادب کی دو مخصوص نوع نعتیہ شاعری اور قصہ نگاری پر دو مضامین ہیں، مولانا عبدالحی صاحب کی 'گلِ رعنا' اور قدرت اللہ شہاب کی مقبول آپ بیتی "شہاب نامہ" کے تعارف پر دو مقالات ہیں، علامہ شبلی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالماجد دریابادی، کمال عظیم آبادی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، ڈاکٹر طٰہٰ حسین اور رشید احمد صدیقی کے ادبی نظریہ اور اسلوب پر نہایت مفید تحریریں اس مجموعہ میں شامل ہیں، علامہ اقبال سے مصنف کو خاص مناسبت ہے چنانچہ تین مقالات اسی نسبت سے ہیں، مصنف نے تخریبی ادب پر کاری نقد کیا ہے، اسی سلسلہ میں "قصہ نگاری کا فن --- غیرت فروش فنکاروں کے ہاتھ" کے عنوان سے مصنف کا غیور قلم پڑھنے کے لائق ہے، مصر کے مشہور ادیب ڈاکٹر طٰہٰ حسین کے فکری انحراف پر بھی اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مصنف نے اپنے ممدوح اہل قلم کے محاسن تو بڑی

آب وتاب سے ذکر کیے ہیں، لیکن نقد کے پہلو سے زیادہ تر اعراض کیا گیا ہے۔

کتاب حضرت مولانا رابع صاحب ندوی کے پیش لفظ اور پروفیسر عبد الحق (شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی) کے ابتدائیہ سے مزین ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب اسلامی ادب کے ذخیرہ میں ایک گراں قدر اضافہ ہے، جس میں قاری کو متعدد اصحاب قلم کے اسلوب اور زبان وادب کی آگہی بھی حاصل ہوتی ہے، اور یہ پیغام بھی ملتا ہے کہ ادب کا رخ کیا ہونا چاہیے؟ اور انسانی سماج میں اسے کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟ خود مصنف کا اسلوب ذوق سلیم کو بھا جانے والا ہے کہ اگر معاصر اہل قلم کو ان سے حسد ہو جائے تو یہ مصنف ہی کا قصور ہوگا نہ کہ حسد کرنے والوں کا۔

کتاب بڑی تختی کے ساتھ دو سو آٹھ صفحات پر مشتمل ہے، رابطہ ادب اسلامی ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اسے شائع کیا ہے، اور ۷۰ر روپے کتاب کی قیمت ہے۔ شاید "قدیم صالح" سے مصنف کی مناسبت کی بات ہے کہ کمپیوٹر کے بجائے دستی کتابت ہے، جس میں نمایاں طور پر ناہمواری محسوس ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

نام: گجرات کارنج ۲۰۰۲ء

(The Fragrance Of East, Gujrat Carnage)

(خصوصی شمارہ)

اڈیٹر: شارق علوی

صفحات: ۳۷۲

قیمت: سو روپے

ملنے کا پتہ: دفتر تعمیر حیات، ندوہ، پوسٹ بکس ۹۳ ٹیگور مارگ لکھنؤ۔ 226007۔

تبصرہ نگار: اے۔ اچ۔ نعمانی

گجرات کارنج ۲۰۰۲ء ندوۃ العلماء سے شائع ہونے والے انگریزی سہ ماہی "دی فریگرنس آف ایسٹ" کا خاص شمارہ ہے جس میں اس کے ایڈیٹر شارق علوی صاحب نے بڑی لگن اور عرق ریزی کے ساتھ گجرات سانحہ سے متعلق مختلف تاثراتی اور دستاویزی نوعیت کے انگریزی مضامین کو یکجا کر دیا ہے فریگرنس کا یہ خصوصی شمارہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔ (۱) گجرات سانحہ پر لکھے گئے مضامین (۲) قومی اخبارات کے اداریے اور (۳) مختلف سرکاری ونیم سرکاری تنظیموں کی رپورٹیں۔

ایڈیٹر فریگرنس نے اپنے اداریہ میں جہاں گجرات کے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات پر اپنے غم و تاسف کا اظہار کیا ہے وہیں ملک کے ان غیر مسلم دانشوروں، صحافیوں اور مفکرین کی حق گوئی، بے باکی اور ہوشمندی کی تعریف بھی کی ہے اور انسانیت کی بقاء کے لئے، ملک کی سلامتی کی خاطر، صلح وامن کے راستے پر چلنے کا مشورہ بھی دیا ہے۔

دراصل ایسے ہی غیر مسلم حضرات کے مضامین، اداریوں، ان کی مرتب کی ہوئی عینی شواہد پر مبنی رپورٹوں کو اس خصوصی شمارے میں یکجا کر دیا گیا ہے تاکہ سند رہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔

اس خصوصی شمارہ میں تقریباً ۳۵ مضامین ہیں جن میں سرفہرست حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا گرانقدر مضمون "گجرات کا المیہ اور اس کے اثرات" ہے اس کے علاوہ کلدیپ نیر، سدھارت بھاٹیا، سدھارت وردھراجن، ہرنمئے، کارلیکر، امل گنگولی، کنگ شک ناگ، سگار کا گھوش، رومیلا تھاپر، سرمیلا بوس، گیل اوم وید جیسے نامور مفکرین وصحافیوں کے مضامین ہیں جن میں فسادات کا مختلف نظریوں سے تجزیہ کیا گیا ہے اور صاف گوئی وجسارت سے کام لیا گیا ہے۔ ایم جے اکبر، اے جی نورانی، سید شہاب الدین اور مشیر الحسن صاحبان کے مضامین بھی شامل اشاعت ہیں جو نہ صرف حقائق پر مبنی ہیں بلکہ ان میں ایسے مخلصانہ مشورے بھی شامل ہیں، جو حکومت وقت کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

خصوصی شمارہ کے دوسرے حصہ میں ملک کے مشہور انگریزی اخبارات مثلاً۔ ہندو، ہندوستان ٹائمز، ٹائمس آف انڈیا، پائنیر، انڈین اکسپریس، ایشین ایج، دی ٹیلی گراف وغیرہ کے اداریوں کو یکجا کر دیا گیا ہے جن میں فسادات کی مذمت کی گئی ہے۔

شمارہ کے تیسرے حصے میں قومی حقوق انسانی کمیشن، قومی کمیشن، قومی کمیشن برائے مستورات وغیرہ کی رپورٹوں کے اقتباسات دیئے گئے ہیں۔

مجموعی طور پر "فریگرنس" کا یہ خاص شمارہ ایک تاریخی اور دستاویزی حیثیت کا حامل ہے جسے ہر لائبریری اور ادارے میں محفوظ تو کیا ہی جانا چاہیے ساتھ ہی ساتھ اس میں یکجا کی گئی معلومات اور خیالات کو عام کیا جانا چاہیے، لائق ایڈیٹر اس شمارے کی تالیف کے لئے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

☆☆☆☆☆

ایک اہم بنیادی ضرورت

اس ایمان سوز دور میں معصوم بچوں کے ذہنوں کو کفر و شرک کے زہریلے اثرات سے کیسے محفوظ رکھا جائے اور ان کے دل ودماغ میں ایمان کی تخم ریزی کیسے کی جائے تاکہ وہ بچے مستقبل میں ایک سچے اور پکے مومن کی حیثیت سے زندگی گزار سکیں۔ اس کے لئے آپ مکتبہ دین ودانش مکارم نگر لکھنؤ سے فوراً رابطہ قائم کیجئے۔ مکتبہ نے چھوٹے بچوں کے لئے بہت ہی دلنشیں اور آسان زبان میں یہ کورس تیار کیا ہے جو ہزاروں مدرسوں میں آزمایا جا چکا ہے۔

مکمل سیٹ سو روپے ڈاک خرچ مزید ۳۰ روپے تاجروں کے لئے خصوصی رعایت (بعد کمیشن) پانچ ہزار کی نقد خریداری پر ۴۰ فیصد رعایت۔ پیشگی رقم بذریعہ بینک ڈرافٹ "Maktaba Deen-Wa-Danish" کے نام روانہ کیجئے۔

مکتبہ دین ودانش مکارم نگر لکھنؤ

فون: 0522-327970 موبائل: 9415005204

(اخبار وافکار)

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی ایک مجلس

۲۳ شعبان سے دار العلوم ندوۃ العلماء میں تعطیلات کا آغاز ہو چکا تھا اکثر طلبہ واساتذہ اپنے اپنے وطن تشریف لے جا چکے تھے کہ اچانک حضرت تھانویؒ کے آخری خلیفہ عالم ربانی ومرشد روحانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے ندوہ تشریف آوری کی خبر ملی۔

حضرت کی تشریف آوری کی اطلاع سے اس وجہ سے بھی بڑی خوشی ہوئی کہ حضرت والا اپنی طویل بیماری اور ضعف کے بعد پہلی مرتبہ یہاں تشریف لا رہے تھے ندوہ کے مہمان خانہ میں ہی حضرت کی مجلس ہوئی، جس میں پہلے تو آپ نے فرمایا کہ میری طبیعت بہت ناساز ہے اور ڈاکٹروں نے بیس منٹ سے زائد گفتگو کرنے سے منع کیا ہے اس لئے مختصر سی بات آپ حضرات سے کروں گا۔

☆ فرمایا کہ بھائی! طلبہ کی ایسی تربیت ہونی چاہیے کہ اس سے طلباء میں دیانت پیدا ہو جائے، ایمانداری کی صفت ان میں آجائے۔ بے ایمانی کی سب سے بڑی وجہ حب مال وحب جاہ ہے، پھر آپ نے "تبلیغ دین" نامی کتاب پڑھنے کا مشورہ دیا۔

☆ ہر کام اخلاص وبشاشت کے ساتھ کرنا چاہیے کبھی کبھار کام کرنے میں اخلاص ہوتا ہے بشاشت نہیں ہوتی، اخلاص یہ ہے کہ اللہ کے لئے کیا جائے اور بشاشت کہتے ہیں دل کے چاہنے کو۔ تو اگر جی نہ چاہتا ہو طبیعت میں بشاشت نہ ہو تب بھی نیک اعمال کرنا چاہیے بلکہ اس سے دگنا اجر ملتا ہے، حدیث میں آتا ہے "حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِه"

☆ اس طرح سے اپنے اندر اخلاص حمیدہ کو پیدا کرنے کی کوشش کیجائے اور اخلاق حمیدہ کہتے ہیں صبر، شکر، محبت اور تقویٰ جیسی صفات کا پیدا ہونا اور حسد، کینہ، بغض اور نفاق وغیرہ کا دور ہو جانا، اور ہم میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے اور اتنا خوف پیدا ہو جائے جو ہم کو گناہوں سے روک دے "اللهم انی اسئلك من خشيتك ما تحول به بيننا و بين معاصيك"

☆ اور گناہ کا جہاں تک تعلق ہے تو ہر گناہ چھوڑنا چاہیے اور تمام طرح کے گناہ کو چھوڑنے کو ہی طاعت کہتے ہیں، اور اگر طاعت نہ چھوٹے اور فرائض وواجبات وسنن کی پابندی کرلے تو ایسا شخص ولی اللہ ہے اگر کسی کو ایک گناہ کے کرنے کی بھی عادت ہو تو وہ ولی اللہ نہیں بن سکتا، چاہے اس سے کتنے ہی عجائبات صادر ہوں اس لئے کہ یہ تو سفلی کام کرنے والوں سے بھی صادر ہوتے ہیں، ہاں اگر متبع سنت سے خارق عادت باتیں یا کام صادر ہوں تو اسے کرامت کہتے ہیں، اور پھر فرمایا کہ گناہ ظاہری بھی چھوڑنا ہے اور باطنی بھی" وذروا ظاهر الاثم و باطنه"

بعض حضرات ذکر واذکار کا خوب اہتمام کرتے ہیں لیکن گناہ سے نہیں بچتے ہیں، اس لئے برائیاں مدارس وخانقاہوں تک پہونچ گئی ہیں گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔

☆ شرعی پردہ کا اہتمام کیا جائے آج کل اس طرف سے بڑی غفلت ہے عام طور پر خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، چچا زاد بہنوں وغیرہ سے پردہ کرنے کا اہتمام ہی نہیں ہے حالانکہ ان سے شرعاً پردہ کرنا چاہیے، اس طرف توجہ اور فکر کی ضرورت ہے۔

☆ ایک قصہ اپنے مدرسہ کے طالب علم کا سناتے ہوئے فرمایا کہ اشرف المدارس کے حفظ کے ایک طالب علم نے اپنی ممانی سے پردہ شروع کیا تو لوگوں نے کہا کہ مولوی حضرات تو پردہ نہیں کرتے ہیں ان سے تو پردہ نہیں ہوتا ہے دیکھیں تو کب تک قائم رہتا ہے لیکن وہ طالب علم ماشاء اللہ اس پر ڈٹا رہا تو اس کا یہ اثر ہوا کہ اس کی ممانی نے بھی پردہ شروع کر دیا۔

☆ منکرات کی اصلاح کے لئے ایک جماعت ہونی چاہیے، ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير و يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾ (آل عمران)

☆ قانون شکنی جرم ہے اور اس پر پکڑ ہے تو منکرات کے کرنے یا ہونے پر پکڑ ہونی چاہیے اس سے باقاعدہ روکا جانا چاہیے۔

☆ بہت سے عصری علوم کے ماہر افراد وکلاء وڈاکٹرس وغیرہ اپنے اپنے دائرہ کار میں خوب کام کر رہے ہیں لٹریچر شائع کرتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں، پھر یہ آیت پڑھی ﴿وان تتولوا يستبدل قوما غيركم﴾۔

☆ پھر آپ نے عالم میں جوامر بالمعروف کے کام اجتماعی طور پر ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جسے قبول عام سے نوازا ہے اس کی تعریف کرتے ہوئے اور اس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ سارے کام ہو رہے ہیں لیکن منکرات پر روک ٹوک نہیں ہو رہی ہے اس لئے اچھی اچھی جگہوں پر مصیبتیں آرہی ہیں بعض جگہوں پر تو کام ہے ہی نہیں، اور جہاں ہے تو وہاں بھی اس مقدار میں نہیں جس مقدار میں ہونا چاہئے، انفرادی کام ہو رہا ہے اجتماعی طور پر نہیں ہو رہا ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿ما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم﴾

☆ فرمایا کہ "مدارس میں سیکھنے سکھانے کا اہتمام اور عملی مشق نہیں ہے، عملی مشق ہونی چاہیے نماز کی، مصافحہ کی، سلام کی اسی طرح سے فرائض وسنت کی، نیز ہر مسجد میں امام صاحب روزانہ ایک سنت بتائے اور ایک گناہ کبیرہ کا ذکر کرے، گناہوں کو چھوڑنے کی بات کرے اور سنت کو یاد

کرادے، پھر انشاء اللہ عذاب سے حفاظت ہوسکتی ہے اس کی تفصیل اور طریقہ کار اشرف المدارس ہردوئی سے شائع شدہ کتاب ''ایک منٹ کا مدرسہ'' میں انشاء اللہ ملیں گی۔

☆ تعلیم کے سلسلے میں یہ بھی فرمایا کہ عوام کا عام طور پر مزاج ہندی، انگریزی وغیرہ کی تعلیم کے لئے مہنگے اساتذہ کے ڈھونڈنے اور عربی دینی تعلیم کے لئے سستے اساتذہ کے ڈھونڈنے کا ہے اس پر بھی بڑے افسوس کا اظہار کیا۔

واضح رہے کہ حضرت والا کا یہ سفر لکھنؤ اپنی اہلیہ محترمہ مدظلھا کی عیادت کے سلسلے میں ہوا تھا جو اپنی بیماری کی باعث لکھنؤ کے ایک ہسپتال ''سحر نرسنگ ہوم'' میں داخل تھیں، اللہ تعالی شفاء کاملہ عاجلہ مستقلہ نصیب فرمائے۔ آمین

(ترتیب وپیشکش: مولانا عبدالسلام بھٹکلی ندوی)

عالمی اسلامی شخصیت ایوارڈ کے لئے

ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی منتخب

ممتاز اسلامی اسکالر اور رابطۂ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی کو ''قرآن کریم فاؤنڈیشن دبئی'' نے سال ۲۰۰۲ء کی ممتاز ''اسلامی شخصیت'' قرار دیا ہے اور ''عالمی شخصیت ایوارڈ'' کے لئے منتخب کیا ہے۔ دس لاکھ درہم پر مشتمل یہ ایوارڈ ان کو دبئی میں حفظ قرآن حکیم کے چھٹے بین الاقوامی مقابلے کے موقع پر دیا جائے گا یہ مقابلہ ہر سال رمضان المبارک کے مہینے میں متحدہ عرب امارات کے وزیر دفاع اور دبئی کے ولی عہد عزت مآب شیخ محمد بن راشد آل مکتوم کی سرپرستی میں منعقد ہوتا ہے۔ امسال ۲۱ر رمضان المبارک کو یہ مبارک تقریب منعقد ہوگی۔ فاؤنڈیشن کے چیئرمین استاذ ابراہیم محمد بوملحہ ہیں مقابلہ حفظ قرآن میں ۱۰۴ ملکوں کی شرکت متوقع ہے۔ فاؤنڈیشن کے اراکین نے اتفاق رائے سے موصوف کو اس ایوارڈ کے لئے منتخب کیا ہے۔

یاد رہے کہ ہندوستانی علماء میں یہ ایوارڈ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو ۱۹۹۹ء میں دیا گیا تھا۔ حضرت مولاناؒ کے علاوہ یہ عالمی اسلامی شخصیت ایوارڈ' ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ علی عزت اور مصری عالم شیخ شعراوی کو دیا جاچکا ہے۔

ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی ایک ممتاز عرب اسکالر ہیں۔ اس وقت وہ عالم اسلام کی سب سے ممتاز تنظیم رابطۂ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل ہیں۔ اس سے قبل وہ مملکت سعودی عرب میں وزیر برائے امور اسلامی، وقف اور دعوت رہ چکے ہیں۔ ۶۶ سالہ ڈاکٹر عبداللہ الترکی نے ۱۹۶۳ء میں شرعیۃ کالج ریاض (سعودی عرب) سے اسلامی قوانین کے مضمون میں بی اے کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ۱۹۷۳ء میں عالم اسلام کی ممتاز اور قدیم یونیورسٹی جامعۃ الازہر قاہرہ (مصر) سے شرعی قوانین اسلامی کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی نے اسلامی کاز کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور ملت اسلامیہ کے مسائل کے حل کرنے کی خاطر بڑی جدوجہد کی ہے۔ وہ اسلامی موضوعات پر اپنی تحریروں اور تصانیف کے لئے بھی ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں ادارہ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی کی خدمت میں اس اعزاز پر ہدیۂ تہنیت پیش کرتا ہے۔ (حسین امین)

حضرت مہتمم صاحب کی صدارت میں دبئی میں تعزیتی جلسہ

مولانا شہباز اصلاحی کو خراج عقیدت

دبئی وامارات کی ندوی برادری اور متعلقین ندوہ کے حلقہ میں یہ خبر انتہائی غم وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ایک سینیر، صاحب علم وبصیرت اور ہر دلعزیز استاذ مولانا شہباز صاحب اصلاحی، ایک طویل علالت کے بعد رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جمعیت ابناء ندوہ امارات نے دعاء مغفرت واظہار تعزیت کیلئے ایک ہنگامی تعزیتی جلسہ کا اہتمام کیا مورخہ ۱۲ر نومبر مطابق ۷ر رمضان بروز منگل نماز عشاء کے بعد بمقام مسجد السلام دبئی حضرت مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی مدظلہ العالی کی صدارت میں یہ جلسہ منعقد ہوا جسمیں دبئی وشارجہ کی ندوی برادری کے علاوہ ہندوستان سے آئے ہوئے ندوی فضلاء اور دیگر متعلقین نے شرکت کی۔ حافظ خورشید عالم کی تلاوت سے جلسہ کا آغاز ہوا، افتتاحی کلمات میں حبیب اللہ ندوی نے مولانا مرحوم کے حالاتِ زندگی مختصراً بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مولانا جامع الصفات والکمالات شخصیت کے مالک تھے۔ اخلاص، سادگی، دینداری کا نمونہ، طلبہ کے محبّ ومحبوب، تحریکی وانتظامی اور تدریسی کمالات سے متصف، تفسیری وفقہی بصیرت کے حامل تھے، ایسی ہستی کا اٹھ جانا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔

دبئی میں مشہور ومعروف ندوی فاضل مسجد السلام کے امام وخطیب قاری عبدالحمید ندوی صاحب نے مولانا کی للّٰہیت، سادگی، اخلاص اور تمسک بالدین کے پہلو پر روشنی ڈالی اور کہا کہ مولانا اپنے تلامذہ اور پس ماندگان کیلئے بہترین نمونہ تھے۔ لوگوں کو چاہئے کہ ان کے طریقہ کو اختیار کرکے ان کو سچا خراج پیش کریں۔ مولانا قاضی محمد فاروق ندوی بھٹکلی صاحب نے مولانا کے جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے دور اہتمام کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی انتظامی صلاحیت، سب کو ساتھ لیکر چلنے کی خصوصیت، اخلاص ومحبت اور باہمی تعاون پر روشنی ڈالی۔

آخر میں صدر جلسہ استاذ محترم حضرت

مولانا سعید الرحمان الاعظمی ندوی مدظلہ العالی نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا سے میرا تعلق ۱۹۵۰ء میں قائم ہوا اور تا حیات قائم رہا۔ میں ان کی سادگی، دینداری، اخلاق اور پابندیٔ اوقات سے بہت متاثر رہا ہوں۔ مولانائے محترم نے فرمایا کہ مولانا مرحوم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت وتعلق رکھتے تھے۔ تلاش مرشد میں جب ان تک پہونچے تو پھر اسی آستانہ کے ہوکر رہ گئے مولانا ہی کے کہنے پر بھٹکل گئے اور اس کے بعد ندوہ سے متعلق ہو گئے۔ مولانا کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا کا ذکر کرتے ہوئے مولانا موصوف نے فرمایا کہ ایسی معاون وہمدرد شخصیت، صاحب صلاحیت وذی علم مدرس، طلبہ سے محبت رکھنے والے اور ہر وقت تعاون کو تیار استاد کا اٹھ جانا یقیناً ندوہ کیلئے ایک بڑا خسارہ ہے۔ اللہ تعالی اس خلا کو پر کرنے کی سبیل پیدا فرمائے اور نقصان سے محفوظ رکھے۔ اخیر میں صدر جلسہ کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

حبیب اللہ ندوی
جمعیت ابناء ندوۃ العلماء
متحدہ عرب امارات۔ دبئی

بھٹکل میں تعزیتی جلسہ

۱۱ر نومبر ۲۰۰۲ء بروز اتوار صبح گیارہ بجے مولانا ابوالحسن ندوی اسلامک اکیڈمی بھٹکل کے کانفرنس ہال میں اکیڈمی، جامعہ اسلامیہ اور ابناء جامعہ کی طرف سے مولانا شہباز صاحب اصلاحیؒ سابق مہتمم جامعہ واستاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے انتقال پر مشترکہ تعزیتی اجلاس منعقد ہوا، مولانا عبدالباری نے کہا کہ مولانا شہباز صاحب کی آمد کے بعد جامعہ کا سنہرا دور شروع ہوا، مولانا عبدالحمید ندویؒ کے بعد سب سے زیادہ جامعہ پر احسان مولانا ہی کا ہے، آپ نے جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داری نبھانے کے ساتھ عوام سے بھی گہرا تعلق رکھا، انجمن کالج میں ان ہی کے زمانہ میں درس قرآن کی ابتداء ہوئی، مولانا طلباء کی نفسیات سے بہت زیادہ واقف تھے، ہمارے دلوں میں بچپن ہی سے انہوں نے علماء کی عظمت بٹھادی، آپ کی تربیت کا انداز نرالا تھا۔

مولانا اسامہ صاحب ندوی نے کہا کہ مولانا تمام لوگوں سے بڑی محبت سے ملتے تھے، اور مشفقانہ برتاؤ کرتے، بڑے متواضع اور با اخلاق تھے، ندوہ جانے والے بھٹکلی طلباء کے ساتھ آپ کا تعلق معلم سے زیادہ مربی کا ہوتا تھا، مولانا خواجہ صاحب ندوی نے کہا کہ مولانا اپنے طلباء اور ماتحت افراد پر بہت زیادہ توجہ دیتے تھے، اپنے اہتمام کے زمانہ میں ہر ہفتہ مکتب تشریف لاتے اور طلباء کا امتحان لیتے اور اساتذہ کی رہنمائی فرماتے، مولانا کے جامعہ اسلامیہ کے رفیق سعید صاحب نے کہا کہ مولانا جامع الصفات شخصیت تھے، آپ نے اہتمام کی ذمہ داریاں بہترین انداز میں انجام دیں، آپ میں انتظام وتنظیم کی بڑی عظیم صلاحیتیں موجود تھیں، مولانا محمد حسین صاحب نے کہا کہ عصری علوم پر بھی آپ کو مہارت حاصل تھی اور ہر مشکل مسئلہ کو آسان کرکے پیش کرتے تھے، جامعہ کو منظم کرنے میں مولانا کا بڑا ہاتھ ہے، مولانا مقبول صاحب نے کہا کہ آج مولانا کا تذکرہ صرف مولانا کی ذات کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ جامعہ کے تعلق سے بھٹکل کی تاریخ کے ایک سنہرے باب کا تذکرہ ہے، جامعہ میں انکی آمد بھٹکل میں دینی چھاپ کے غلبہ کی بنیاد ہے، اس کے بعد اکیڈمی کے جنرل سکریٹری مولانا الیاس صاحب ندوی نے کہا کہ بھٹکل کی نشاۃ ثانیہ کے فکری اور تربیتی دور میں سب سے زیادہ حصہ مولانا عبدالحمید صاحب ندوی کا ہے پھر مولانا شہباز صاحب اصلاحی کا، مولانا کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ مولانا کامیاب عملی مربی تھے، مولانا کا عوام کے ساتھ بھی اس دوران تعلق رہا، بھٹکل سے جانے کے بعد بھی مولانا نے بھٹکل والوں کے ساتھ برابر تعلقات رکھے، بھٹکل والوں پر مولانا کے بہت سارے احسانات ہیں، مولانا عبدالعظیم صاحب ندوی نے کہا کہ مولانا عبدالحمید صاحب کے بعد مولانا شہباز صاحب نے جامعہ اسلامیہ کو ترقی دی اور منظم کیا، مولانا میں ہمت افزائی کی صفت تھی، کوئی بھی درجہ میں سوال کرتا تو اس سوال کی بڑی تعریف کرتے اور ایسا تشفی بخش جواب دیتے کہ طالب علم اپنے اندر خود اعتمادی پاتا تھا، مولانا کا سلطانی مسجد میں درس ہوا کرتا تھا جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے، اس کے بعد مولانا اقبال صاحب ملا ندوی نے کہا کہ بہت سے لوگ مولانا شہباز صاحب کو اپنا روحانی باپ سمجھتے تھے، ان میں میں بھی ہوں، ان کے جانے کے بعد بہت سے لوگوں نے محسوس کیا کہ ان کے سروں سے باپ کا سایہ اٹھ گیا، آپ کا سب سے پسندیدہ اور اہم ترین موضوع تفسیر تھا، لوگوں کو کوئی بھی اشکال ہوتا تو وہ مولانا کے سامنے رکھتے اور مولانا پورے اطمینان کے ساتھ تسلی بخش جواب دیتے، مولانا جامعہ کے اہتمام اور انتظام میں اپنے ساتھیوں کے مشورے سے کام کرتے تھے اور بہترین انداز میں مسائل کو سلجھاتے تھے، اخیر میں مولانا عبدالعلیم صاحب قاسمی نے کہا کہ مولانا میں حد درجہ سادگی تھی، اس طرح کی سادگی ہم نے بہت کم لوگوں میں دیکھی، مولانا شبیر احمد صاحب قاضی جماعت المسلمین کی دعاء پر اجلاس کا اختتام ہوا، اس نشست میں کثیر تعداد میں علماء اور جامعہ کے ذمہ داران شریک تھے۔ (عبدالحمید اطہر ندوی)

رابطہ قائم کریں
ندوۃ العلماء کی ویب سائٹ پر اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
رابطہ کے لئے
www.nadwatululama.org
e-mail : nadwa@sancharnet.in

نتیجہ امتحان سالانہ شعبان ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

نتیجہ امتحان سے متعلق تمام امور میں دفتر اہتمام کا ریکارڈ مستند قرار دیا جائے گا۔

ثانویہ خامسہ (الف)

۱	محمد اعجاز	پاس
۲	نذر الحسن	//
۳	فرحان احمد	//
۴	محمد فاضل	//
۵	شمس الرحمن بیگ	//
۶	سید ولی اللہ	//
۷	محمد شکیل اختر	//
۸	محمد عارف	//
۹	سعید احمد	//
۱۰	محمد شارق	مترقی
۱۱	محمد محسن	پاس
۱۲	ازہر صدیق صدیقی	//
۱۳	رفیع الدین	مطالعہ مطبخ
۱۴	سید فیض الحق	پاس
۱۵	سمیع اللہ خاں	مطالعہ مطبخ
۱۶	محمد ارشاد	پاس
۱۷	سید عتیق الرحیم	//
۱۸	محمد فیضان خاں	مترقی
۱۹	عبد القدیر	پاس
۲۰	محمد توقیر عالم	//
۲۱	اشفاق عالم	//
۲۲	سید نور اشرف	//
۲۳	محمد مجاہد	مترقی
۲۴	محمد طہ	غیر حاضر
۲۵	یاسر عرفات	مطالعہ مطبخ
۲۶	محمد شعیب صدیقی	پاس

ثانویہ خامسہ (ب)

۱	محمد ناظم اقبال	پاس
۲	زاہد علی	مترقی
۳	محمد شمشاد	پاس
۴	محمد اکبر علی	مطالعہ مطبخ
۵	محمد مستقیم احمد	//
۶	محمد انجم شمیم	//
۷	تبریز عالم	//
۸	محمد ناصر الدین	//
۹	محمد قطب الدین	//
۱۰	مجاہد الاسلام	//
۱۱	راشد ظہیر	//
۱۲	محمد اعجاز	مطالعہ مطبخ
۱۳	مہتاب عالم	//
۱۴	محمد ممتاز علی	//
۱۵	محمد انتظار	//
۱۶	نقیب احمد	//
۱۷	شہنواز عالم	مطالعہ مطبخ
۱۸	نہال احمد اعظمی	مترقی
۱۹	مدثر نظر	پاس
۲۰	محمد اشرف آزاد	//
۲۱	عبد الرحیم خاں	مترقی
۲۲	محمد علی عالم	پاس
۲۳	محمد عبید	//
۲۴	محمد یوسف	مترقی
۲۵	محمد عامر	پاس
۲۶	محمد مظہر الحق	//

ثانویہ خامسہ (ج)

۱	طالع محمود	پاس
۲	عبد التواب	//
۳	محمد عمار عثمان	//
۴	فواد محمود	//
۵	محمد تجمل حق	//
۶	محمد عرفان	غیر حاضر
۷	محمد جاوید	پاس
۸	محمد وسیم باری	//
۹	عبد اللہ	//
۱۰	راشد الفرحان	//
۱۱	محمد ابصار	//
۱۲	تکرم علی	//
۱۳	سید اویس علی	//
۱۴	اشرف علی	مترقی
۱۵	محمد اشتیاق	مترقی
۱۶	گلزار احمد ٹاک	پاس
۱۷	قیصر علی	//
۱۸	شہود الحسن خاں	//
۱۹	وحید الزماں	//
۲۰	جاوید اختر	//
۲۱	سید خالد مرتضیٰ	فیل
۲۲	محمد تبریز صدیقی	پاس
۲۳	محمد آصف	مترقی
۲۴	نوشاد احمد	پاس

عالیہ اولیٰ (الف)

۱	محمد مونس صدیقی	پاس
۲	صادق علی	//
۳	شاہ اعظم	مطالعہ مطبخ
۴	محمد طاہر	پاس
۵	مصدق مجید	//
۶	محمد منصور عالم	//
۷	امیر حسن	//
۸	عطاء الرب	//
۹	محمد انیس بیگ	//
۱۰	محمد راشد	//
۱۱	محمد کلیم	مترقی
۱۲	محمد غفران	مطالعہ مطبخ
۱۳	اعجاز احمد خاں	غیر حاضر
۱۴	محمد عمر خاں	پاس
۱۵	سیار محمد افضال کاشف	//
۱۶	محمد حسین پٹنی	مترقی
۱۷	محمد سلمان	پاس
۱۸	محمد فیصل	مطالعہ مطبخ
۱۹	محمد مسعود عالم	پاس
۲۰	جاوید	//
۲۱	محمد محی الدین	//
۲۲	محمد خالد	//
۲۳	مقصود عالم	غیر حاضر
۲۴	شعیب احمد	مطالعہ مطبخ
۲۵	سید محمد محبوب	فیل
۲۶	محمد غفران	پاس

عالیہ اولیٰ (ب)

۱	محمد عادل	پاس
۲	محمد عدنان	//
۳	شمس الاسلام	مترقی
۴	فیضان سلیم	پاس
۵	محمد مقبول خان	//
۶	محمد عاصم	مطالعہ مطبخ
۷	عبد السبحان	پاس
۸	محمد لقمان	غیر حاضر
۹	جمشید احمد	پاس
۱۰	محمد مصطفیٰ	مترقی
۱۱	محمد اشفاق	پاس
۱۲	بلال احمد خاں	//
۱۳	عزیز الرحمن	//
۱۴	محمد ثاقب	//
۱۵	مشکور حبیب	پاس
۱۶	محمد منیر	مطالعہ کتب خانہ
۱۷	احمد حماد لاری	مترقی
۱۸	جواد علی	پاس
۱۹	انیس الرحمن	//
۲۰	نجیب اللہ	//
۲۱	تجلی رب	//
۲۲	امجد اللہ	//
۲۳	محمد معراج الحسن	//
۲۴	شاہ عالم	//
۲۵	صلاح الدین	//
۲۶	محمد نظام الدین	غیر حاضر

عالیہ اولیٰ (ج)

۱	محمد شاداب احمد	مترقی
۲	نوشاد احمد	غیر حاضر
۳	عبد الباسط میرٹھی	پاس
۴	محمد ساجد خاں	//
۵	محمد نعمان	پاس
۶	محمد شارق	//
۷	محمد ساجد	مترقی
۸	عبد الودود	پاس
۹	محمد اسامہ اشرف	//
۱۰	محمد اختر	//
۱۱	محمد شبیر عالم	//
۱۲	محمد شمیم احمد	مطالعہ مطبخ
۱۳	محمد ارقم خاں	پاس
۱۴	محمد علاء الدین	فیل
۱۵	نوشاد عالم	پاس
۱۶	اشرف کمال	//
۱۷	محمد مقیم	//
۱۸	محمد خالد	//
۱۹	مجیب الرحمن	غیر حاضر
۲۰	عبد الصمد	پاس
۲۱	محمد شبلی	فیل
۲۲	محب الحسن	پاس
۲۳	ساجد علی	//
۲۴	وہاب الدین	مترقی
۲۵	احمد زکریا	مترقی

معہد الفردوس الرحمانی

۱	خصال احمد	[illegible]
۲	ریاض احمد	فیل
۳	عبد الکریم	//
۴	محمد نوشاد عالم	//

جامعہ رحمانیہ اسلامیہ کشی نگر

۱	محمد جبرئیل	پاس
۲	محمد احمد	مترقی
۳	ارشاد احمد	پاس
۴	مسرور احمد	//
۵	محی الدین	//

معہد الرشید الاسلامی جگادھری

۱	محمد عارف ناظر	پاس
۲	محمد معروف ناظر	//
۳	محمد اسران	//

مدرسہ سید احمد شہید دارارم

۱	امان اللہ	[illegible]
۲	محمد مظفر علی	//
۳	محمد داور حسین	//
۴	حفیظ الرحمن	//
۵	محمد ناصر حسین	//

جامعہ اسلامیہ عربیہ بھدوہی

۱	محمد اکبر محفوظ	پاس
۲	تنویر احمد	//
۳	ذکر اللہ	مترقی
۴	عباد اللہ	پاس
۵	محمد اکرم	مترقی
۶	شوکت علی	پاس
۷	رضوان اسلم	مترقی
۸	منیر احمد	//
۹	محمد اکرام الحق	//
۱۰	محمد ذکاء اللہ	فیل
۱۱	امتیاز احمد	پاس
۱۲	زبیر احمد	//
۱۳	عبد اللہ	//
۱۴	افضل حسین	//
۱۵	شاہنواز عالم	//
۱۶	مسعود عالم	//
۱۷	محمد طیب	//
۱۸	شاداب علی	مترقی
۱۹	محمد شفیق	پاس
۲۰	محمد صابر	//

مدرسہ فیض القرآن حیدر گڑھ

۱	محمد اسحٰق	مترقی
۲	محمد ذاکر حسین	مترقی
۳	عبد الصمد خاں	//
۴	محمد اکرام الحق	//
۵	محمد نسیم اختر	پاس
۶	محمد زبیر	مترقی
۷	محمد فیض الحق	//

مدرسہ چشمہ فیض ململ مدھوبنی

۱	مبشر عبد اللہ	پاس
۲	محمد نقیب الدین	//
۳	عبد الوحید ظفر	//
۴	نور الدین ارشد	//
۵	محمد شمس الہدیٰ	//
۶	سرفراز عالم	فیل
۷	نور الاسلام	مترقی

مدرسہ اصلاح المسلمین گوپامئو

۱	محمد ارشاد	مترقی
۲	شاہنواز عالم	فیل
۳	عبد الجبار خاں	مترقی

مدرسہ تجوید القرآن باندہ

۱	محمد ممتاز عالم	پاس
۲	محمد شفیع الدین	فیل
۳	شیخ عباس حسین	پاس
۴	محمد حسنین اختر	مترقی

دار العلوم عربیہ جلیلیہ فرقانیہ جرول

۱	محمد آصف خاں	پاس
۲	محمد عمران خاں	//
۳	علیم الدین	//
۴	محمد سلمان	مترقی
۵	معصوم احمد	//
۶	محمد عرفان خاں	----
۷	حمایت اللہ	فیل

مدرسہ اسلامیہ عربیہ جموئی

۱	محمد کوکب الباری	مترقی
۲	محمد انظر الحق	//
۳	محمد شاہدین	//
۴	محمد مہتاب عالم	غیر حاضر

جامعہ خلفاء راشدین پورنیہ

۱	مہتاب عالم	پاس
۲	رضوان حامی	مترقی
۳	نشاط احمد	پاس
۴	شوکت علی	مترقی
۵	اشفاق احمد	پاس
۶	امتیاز احمد	//
۷	شمس تبریز	//
۸	حامد الغازی	//
۹	اخلاق احمد	//
۱۰	پرویز عالم	فیل

مدرسہ عربیہ نور العلوم دھورہرہ

۱	شکیل احمد خان	مترقی
۲	محمد اقبال	//
۳	محمد کلیم	فیل
۴	محمد مبین	//
۵	محمد اشرف	//
۶	محمد مفیض	//
۷	محمد حنیف	//
۸	محمد ریحان	مترقی

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن سریاواں

۱	محمد عنایت اللہ	پاس
۲	شرف الدین	//
۳	محمد فیضان نسیم	//
۴	محمد صغیر ایوبی	//
۵	عبد الرحیم	مترقی
۶	عبد الوحید اقبال	//
۷	محمد یوسف	فیل
۸	کلیم اللہ	مترقی
۹	فاروق احمد	//
۱۰	محمد عظیم خاں	پاس
۱۱	عبد القادر	فیل

دار العلوم اسلام نگر رانچی

۱	اعجاز الحق	پاس
۲	محمد صبغت اللہ جمالی	//
۳	افروز عالم	مترقی
۴	عبد الرحمن	پاس
۵	روح الامین	مترقی
۶	محمد ریاض الحق	پاس
۷	محمد ساجد عالم	فیل

جامعۃ الفرقانیہ بسواں

۱	محمد طیب	فیل
۲	شمس الرضاء	پاس
۳	حسام الدین	مترقی

مدرسہ نور الاسلام کنڈہ

۱	محمد زاہد	پاس
۲	غفران احمد ادریسی	//
۳	شکیل احمد خاں	مترقی
۴	غفران احمد قریشی	مترقی
۵	محمد فرید قریشی	//
۶	تسلیم احمد	پاس
۷	محمد شمیم قریشی	//
۸	منیف احمد	//
۹	محمد عتیق	//
۱۰	محمد تبریز نعیم	//
۱۱	انعام الحسن	//
۱۲	ابو الکلام خاں	//
۱۳	سعید احمد	//
۱۴	محمد ارشد صدیقی	مترقی

دار العلوم عثمانیہ کاکوری

۱	محمد حامد	فیل
۲	محمد عادل امام	//
۳	محمد ضیاء الحق	//
۴	محمد سالم	//
۵	محمد فاروق	مترقی
۶	محمد عاشق امام	//
۷	محمد عمر فاروق	فیل
۸	محمد انعام الحق	مترقی
۹	بلال احمد	//
۱۰	فضل کبریا اجمل	//
۱۱	محمد اعظم	فیل

مدرسہ اسلامیہ احسانیہ سمرا

۱	محمد تبریز انور	پاس
۲	ریاض احمد	//
۳	محمد جاوید اختر	//
۴	نفیس احمد	//
۵	محمد اسامہ شمیم	مترقی
۶	محمد واجد عالم	پاس
۷	محمد عمر	مترقی
۸	محمد بدر الزماں	//
۹	منصور عالم	فیل
۱۰	محمد علی	مترقی
۱۱	محمد شمیم اختر	//
۱۲	جمشید عادل	//
۱۳	نسیم احمد	فیل
۱۴	محمد شہاب الدین	پاس

دار العلوم ضیاء الاسلام بوجگاؤں

۱	محمد عمران	پاس
۲	محمد ذاکر حسین	//
۳	محمد مزمل حسین	//
۴	محمد اسعد حسین	//
۵	محمد شہباز احمد	پاس

مدرسہ عربیہ فیض العلوم جالنہ

۱	شیخ بناف	مترقی
۲	سید انیس	//
۳	شیخ نعیم	//
۴	سید اسرائیل	فیل
۵	ظہیر الحق	مترقی

معہد سیدنا ابی بکر صدیق مپت مئو

۱	مظفر علی انصاری	پاس
۲	محمد عرفان	//
۳	کمال الدین	مترقی
۴	نسیم اختر	//
۵	عبد الستار	//
۶	محمد یوسف	//
۷	ضیاء الحق	فیل
۸	نظام الدین انصاری	//
۹	تنویر رضا	مترقی
۱۰	محمد زاہد اقبال	پاس
۱۱	مسرور احمد	//
۱۲	عبد العزیز	//
۱۳	فتح علی ٹیپو	//
۱۴	سید امین اشرف	مترقی
۱۵	سرفراز عالم	فیل
۱۶	محمد احسن ظہیر	پاس
۱۷	ذاکر حسین	فیل
۱۸	محمد ارشد	پاس
۱۹	محمد طاہر	مترقی
۲۰	راشد خاں	پاس
۲۱	محمد راشد جیلانی	//
۲۲	محمد اسلم	مترقی
۲۳	مظہر الکبریا صدیقی	پاس
۲۴	محمد کلیم اللہ	//
۲۵	محمد شایان الحق صدیقی	فیل
۲۶	محمد اشتیاق اظہر	فیل
۲۷	فرحان حبیب	پاس
۲۸	متین احمد	مترقی
۲۹	محمد عادل	پاس
۳۰	محمد عرفان	//
۳۱	شبیر احمد	//
۳۲	شکیل الرحمٰن	غیر حاضر
۳۳	عمر فاروق	پاس
۳۴	شفقت اظہر	//
۳۵	عبد الغافر	//
۳۶	محمد توفیق خاں	//
۳۷	حسان عبد الوحید	//
۳۸	حبیب الرحمٰن	فیل
۳۹	نذیر احمد	پاس
۴۰	مزمل ئی	مترقی
۴۱	محمد گلزار خاں	پاس
۴۲	محمد الیاس خاں	//
۴۳	فضل حق	فیل
۴۴	محمد منصور خاں	فیل
۴۵	عبد القادر سندیلوی	پاس
۴۶	عرفان احمد	پاس
۴۷	محمد جاوید خاں	فیل
۴۸	شیخ محمد عبد الوہاب	پاس
۴۹	حماد احمد خاں	زیر غور
۵۰	محمد شمشاد	پاس
۵۱	منصور احمد	//

مدرسہ انوار الاسلام مادھوپور سیوان

۱	محمد حسن	پاس
۲	محمد فتح عالم	//
۳	محمد عبد الرب	//
۴	محمد رفیق احمد	مترقی
۵	محمد رضاء الرحمٰن	//
۶	محمد شجاع اللہ	//
۷	اعظم علی	پاس
۸	محمد آفتاب عالم	//

مدرسہ ریاض العلوم گجرانہ اندور

۱	محمد اسماعیل	مترقی
۲	شہزاد بیگ	پاس
۳	محمد رئیس	//
۴	نور الدین	فیل
۵	محمد رمضان	پاس
۶	محمد عباس	مترقی
۷	محمد طلحہ	فیل

مدرسہ مظہر الاسلام بلوچپورہ لکھنؤ

۱	محمد اسحٰق فاروقی	مترقی
۲	عبد النافع	فیل
۳	محمد طالب	//
۴	معاذ احمد علوی	//
۵	عبد الخالق	//
۶	پرویز عالم	مترقی
۷	ابو الکلام خاں	پاس
۸	محمد صادق خاں	فیل
۹	عبد الرب	پاس
۱۰	محمد امان اللہ	فیل
۱۱	محمد صابر علی	//
۱۲	محمد ابو بکر	پاس
۱۳	محمد نوشاد عالم	فیل
۱۴	محمد جاوید انور	پاس
۱۵	انصار عالم	//
۱۶	مرتضیٰ علی	فیل
۱۷	مشیر احمد	مترقی
۱۸	محمد مصطفیٰ	پاس
۱۹	رضوان عالم	//
۲۰	محمد شعیب	//
۲۱	محمد امجد انصاری	//
۲۲	عبد اللہ	//
۲۳	محمد اشتیاق	پاس
۲۴	مسرور حسین فاروقی	مترقی
۲۵	محمد اکرام الحق	فیل
۲۶	عبد العظیم	مترقی
۲۷	محمد عاصم	فیل
۲۸	افضل حسین	//
۲۹	انس شاہد	غیر حاضر
۳۰	محمد صابر معین	فیل
۳۱	محمد عارف انصاری	پاس
۳۲	محمد اکمل	مترقی
۳۳	سید توقیر احمد	فیل
۳۴	محمد مختار عالم	//

مدرسہ مدینۃ العلوم سنبھل

۱	محمد عمر عثمان	پاس
۲	فہیم الرحمٰن حفیظ	//
۳	محمد اطہر	//
۴	محمد شعیب شریف	غیر حاضر
۵	محمد ناصر الدین	پاس
۶	محمد تسلیم	غیر حاضر

مدرسہ سید امیر علی شہید حلیم نگر فیض آباد

۱	محمود عالم	پاس
۲	صغیر احمد	//
۳	محمد شفیق الرحمٰن	//
۴	محمد عبید یوسف	//
۵	مطیع الرحمٰن اریب	//
۶	محمد منیر الدین	//
۷	انیس الرحمٰن شمیم	//
۸	محمد تاج الدین	//

جامعہ تعلیم الدین مغربی بنگال

۱	رفیق الاسلام	فیل
۲	محمد فاروق	//
۳	حافظ محمد ضیاء الرحمٰن	//

۴	محمد انور حسین	پاس
۵	ضیاء الحق	//
۶	محمد انعام الحق	فیل

مدرسہ اسلامیہ مانک مئو سہارنپور

۱	محمد داؤد	مترقی
۲	محمد راشد	فیل
۳	محمد افروز	//
۴	عبد الرؤف	//
۵	محمد ارشد	//
۶	محمد فیضان	مترقی

عالیہ ثانیہ (الف)

۱	شکیل الدین	موقوف
۲	خالد سیف اللہ	پاس
۳	محمد عرفان خاں	//
۴	احتشام الحق	//
۵	غلام سرور	//
۶	اقبال حسین	مترقی
۷	محمد حسان	پاس
۸	احمد عبد اللہ	غیر حاضر
۹	وسیم اختر	پاس
۱۰	محمد آصف اقبال	//
۱۱	محمد محتشم عالم	//
۱۲	محمد اظہر ایاز	مترقی
۱۳	محمد بدر عالم	پاس
۱۴	طٰہٰ حسین	//
۱۵	شاہ امان اللہ	//
۱۶	محمد سجاد	//
۱۷	محمد عمر	//
۱۸	محمد شمس الدین	//
۱۹	شہروز عارف	//
۲۰	محمد انور	//
۲۱	سید احمد علی	//
۲۲	عبد الوحید	//
۲۳	ذاکر حسین	//
۲۴	محمد یوسف	//
۲۵	محمد احمد خاں	//
۲۶	اویس احمد صدیقی	//
۲۷	محمد انور	//
۲۸	محمد محشر	//
۲۹	محمد رضوان	//
۳۰	محمد اکرم افسر	//
۳۱	محمد فضل الرحمٰن	//
۳۲	ثاقب حسین	//
۳۳	جمشید ربانی	//
۳۴	محمد معین اختر	//
۳۵	امداد الاسلام	//
۳۶	محمد عمران خاں	//
۳۷	محمد مدثر بستوی	//
۳۸	افسر جمال	//
۳۹	شکیل احمد شاد	//
۴۰	پرویز عالم	//
۴۱	محمد ابدال حسین	//
۴۲	ریاض الدین	//
۴۳	اجمل فاروق	//
۴۴	عبد القیوم دانی	//
۴۵	ارشاد عالم	//
۴۶	ضیاء الرحمٰن	[illegible]
۴۷	امتیاز احمد	پاس
۴۸	محمد ارشد عالم	//
۴۹	اشتیاق احمد	//
۵۰	محمد ضیاء الحق	فیل
۵۱	رفیع احمد	فیل
۵۲	محمد ایوب	مترقی
۵۳	محمد برکت علی	پاس
۵۴	عبید احمد	مترقی
۵۵	شاداب اکرم خاں	[illegible]

عالیہ ثانیہ (ب)

۱	آفتاب عالم	پاس
۲	محمد غالب	//
۳	محمد علیم	مترقی
۴	محمد زبیر احمد	پاس
۵	محمد انتخاب عالم	//
۶	محمد مظہر حیات	//
۷	محمد کلیم اللہ	//
۸	محمد ابو القاسم	//
۹	محمد خورشید	//
۱۰	پیر محمد حسین	//
۱۱	ملک فیروز	//
۱۲	ضیاء الرحمٰن امتیاز	//
۱۳	شمس العالم	//
۱۴	محمد اعظم امتیاز	//
۱۵	عبد الستار	//
۱۶	محمد معراج	//
۱۷	محمد اخلاق الرحمٰن	//
۱۸	محمد ندیم	//
۱۹	شفیق الرحمٰن	//
۲۰	وسیم اعظم	//
۲۱	محمد یونس	//
۲۲	شیخ اختر	//
۲۳	محمد اکرم لئیق	//
۲۴	محمد تنویر عالم	//
۲۵	محمد فخر الدین	//
۲۶	محمد آفتاب عالم	//
۲۷	محمد قمر عالم	//
۲۸	محمد عارف انور	//
۲۹	محمد مقصود عالم	//
۳۰	نور افضل	//
۳۱	رئیس احمد	//
۳۲	امتیاز عالم	//
۳۳	محمد اسمٰعیل	مطالبہ مطبع
۳۴	عبد الملک	پاس
۳۵	مسعود عالم	//
۳۶	صاحب احسن	//
۳۷	عبد المومن	//
۳۸	محمد تحسین خاں	//
۳۹	محمد رضوان	//
۴۰	محمد ذکر اللہ	//
۴۱	فیروز احمد	//
۴۲	محمد اکمال	//
۴۳	ابو الہلال	//
۴۴	محمد ابو طلحہ	//
۴۵	تبریز بخاری	//
۴۶	محمد سمیع الرحمٰن	//
۴۷	عارف بشیر	//
۴۸	محمد شکیل	مطالبہ مطبع
۴۹	محمد مشاہد	مترقی
۵۰	محمد ارشد عالم	پاس
۵۱	مشتاق احمد	فیل
۵۲	محمد شمیم	مطالبہ مطبع
۵۳	شکیل احمد	فیل

عالیہ ثانیہ (ج)

۱	حبیب اصغر	پاس
۲	قطب الدین آزاد	مطالبہ مطبع
۳	محمد ناظم حسن	پاس
۴	محمد شکیل الرحمٰن	//
۵	فیروز احمد توفیق	//
۶	محمد ابو الحسن	//
۷	نجم الدین	//
۸	محمد فاروق	//
۹	عبد القیوم	غیر حاضر
۱۰	محمد صفوان اطہر	پاس
۱۱	جیلانی ارشاد	غیر حاضر
۱۲	محمد ثناء اللہ	پاس
۱۳	عظیم احمد	//
۱۴	عبد الجبار	//
۱۵	محمد سمیع اللہ	مطالبہ مطبع
۱۶	رضی الدین	پاس
۱۷	محمد جمل	//
۱۸	صباح الدین	//
۱۹	محمد ذاکر	//
۲۰	محمد علی اختر	//
۲۱	محمد ارشاد الحق	//
۲۲	سید بشیر	مترقی
۲۳	صفدر خاں	پاس
۲۴	محمد شہاب الدین	مترقی
۲۵	محمد سلیم	پاس
۲۶	محمد رحیم	//
۲۷	شمیم احمد	مترقی
۲۸	دانش ہارون	پاس
۲۹	آفتاب عالم حسنی	//
۳۰	حفظ الرحمٰن	//
۳۱	محمد شفیق	//
۳۲	محمد ہارون	مطالبہ مطبع
۳۳	سہیل رومی	پاس
۳۴	محمد اظہر	//
۳۵	محمد بلال حسین	//
۳۶	محمد شہادت حسین	//
۳۷	اسعد جمال نعیم	//
۳۸	محمد طلحہ	//
۳۹	عبد الرحیم	مطالبہ مطبع
۴۰	عبد الوہاب	مترقی
۴۱	عبد الحکیم	مطالبہ مطبع
۴۲	شیخ نثار	پاس
۴۳	محمد جمیل خاں	//
۴۴	عبد الغفار	//
۴۵	محمد قاسم	//

نمبر	نام	نتیجہ
۴۶	محمد وسیم اکرم	پاس
۴۷	افتخار احمد	〃
۴۸	محمد عمران	〃
۴۹	محمد مسعود عالم	〃
۵۰	ہادی محمد اعظم	〃

عالیہ ثانیہ (د)

نمبر	نام	نتیجہ
۱	متین احمد	پاس
۲	محمد طلحہ خاں	〃
۳	محمد بلال مدنی	〃
۴	محفوظ الرحمن	〃
۵	ریاض احمد	〃
۶	محمد افسر	〃
۷	صلاح الدین سعید	〃
۸	محمد توفیق	〃
۹	محمد عادل اکرامی	〃
۱۰	شمیم احمد	مترقی
۱۱	محمد شاہ جہاں	پاس
۱۲	محمد شمیم عالم	〃
۱۳	تجمل حسین	〃
۱۴	عبید اللہ	〃
۱۵	محمد مخلص الرحمن	مترقی
۱۶	افتخار عالم	〃
۱۷	محمد شاہد انور	پاس
۱۸	شاہنواز ظہور	مترقی
۱۹	محمد نسیم	پاس
۲۰	محمد خورشید عالم	مترقی
۲۱	محمد فضیل احمد	مطالبہ طبع
۲۲	محمد سیف الرحمن	مطالبہ طبع
۲۳	محمد عامر	پاس
۲۴	محمد اشتیاق	〃
۲۵	ظفر عالم ظریف	〃
۲۶	فیروز عالم	〃
۲۷	عبدالمتین	مطالبہ طبع
۲۸	عبدالماجد	پاس
۲۹	ریاض احمد	〃
۳۰	لیاقت حسین	〃
۳۱	محمد اسحاق	〃
۳۲	محمد اقبال حسین	〃
۳۳	محمد دانش	〃
۳۴	محمد اسلم	مترقی
۳۵	آصف حیدر	پاس
۳۶	محمد احمد	〃
۳۷	ظہیر احمد	فیل
۳۸	عبدالجلیل	مترقی
۳۹	قیس اعظم	〃
۴۰	راشد رفیق	فیل
۴۱	محمد منہاج اختر	پاس
۴۲	عقیل احمد	〃
۴۳	ابوبکر	〃
۴۴	صلاح الدین ایوب	محفوظ

عالیہ ثانیہ (ہ)

نمبر	نام	نتیجہ
۱	محمد عبید الرحمن	پاس
۲	نور احمد	〃
۳۳	محسن عتیق خاں	〃
۳۴	تفسیر احمد	〃
۵	محمد یحیٰ	〃
۶	شاکر علی	〃
۷	ایاز احمد	〃
۸	محمد ریحان خاں	〃
۹	عبدالہادی	مطالبہ کتب خانہ
۱۰	محمد تذکیر خاں	پاس
۱۱	مرغوب الرحمن	مترقی
۱۲	محمد افتخار احمد	پاس
۱۳	محمد وسیم الدین	〃
۱۴	حبیب الرحمن	〃
۱۵	محمد شفیع اللہ	〃
۱۶	محمد فیروز عالم	پاس
۱۷	محمد حفظ الرحمن	〃
۱۸	نور الہدیٰ	〃
۱۹	محمد جنید اکرم	〃
۲۰	عبدالماجد	〃
۲۱	محمد رضوان بلیاوی	〃
۲۲	محمد ایوب	〃
۲۳	شیخ نثار الحق	〃
۲۴	اصغر علی بیگ	〃
۲۵	محمد علی سمیع	〃
۲۶	محمد نظام الدین	〃
۲۷	عبدالخالق	مطالبہ طبع
۲۸	محمد افضل حسین	پاس
۲۹	منظور احمد	〃
۳۰	ابوسعید	〃
۳۱	عبدالسمیع	مطالبہ
۳۲	محمد سعید	پاس
۳۳	محمد ابوالحیات	مترقی
۳۴	محمد یعقوب	〃
۳۵	نعیم اختر	پاس
۳۶	محبوب عالم	مترقی
۳۷	محمد ارشاد	پاس
۳۸	جمال احمد	فیل
۳۹	عبدالباقی	〃
۴۰	محمد معروف	مطالبہ کتب خانہ
۴۱	نذیر احمد	مترقی
۴۲	محمد انیس	〃
۴۳	شمیم اختر	پاس
۴۴	انوار الاسلام	مطالبہ طبع
۴۵	عبدالرحمن	مترقی
۴۶	محمد عظمت اللہ	پاس
۴۷	محمد گلزار	فیل
۴۸	محمد آفاق خاں	مترقی
۴۹	محمد قربان	پاس
۵۰	محمد انعام اللہ	مترقی
۵۱	محمد اختر حسین	پاس

جامعۃ الامام ولی اللہ الاسلامیہ پھلت مظفر نگر

نمبر	نام	نتیجہ
۱	محمد عرفان	پاس
۲	مصباح الدین	〃
۳	محمد امجد	〃
۴	محمد یوسف	〃
۵	محمد مسعود عالم	〃
۶	محمد مجتبیٰ	〃
۷	محمد ارشد	〃
۸	محمد مظفر حسین	فیل
۹	ریاست علی	〃
۱۰	محمد مشتاق	پاس
۱۱	محمد توصیف	پاس
۱۲	نور محمد	〃
۱۳	محمد عرفان	〃
۱۴	محمد مستقیم	〃
۱۵	محمد زاہد	〃

مدرسہ تعلیم القرآن سلطانپور

نمبر	نام	نتیجہ
۱	شاہنواز	پاس
۲	محمود اسلم	فیل
۳	محمد آصف	مترقی
۴	اشرف علی	پاس
۵	جاوید اختر	〃
۶	محمد صلاح الدین ایوبی	〃
۷	عبدالمالک	〃
۸	تصور علی	مترقی
۹	عبدالحلیم	پاس
۱۰	محمد ظفیر	غیر حاضر

مدرسہ عربیہ انوار العلوم نواب پورہ اورنگ آباد

نمبر	نام	نتیجہ
۱	محمد ضمیر	مترقی
۲	عبدالحکیم	فیل
۳	وزیر خاں	〃
۴	محمد صغیر	〃

دار العلوم العربیۃ الاسلامیہ جودھپور

نمبر	نام	نتیجہ
۱	عبدالستار	پاس
۲	پرویز عالم	فیل
۳	محمد عطاء اللہ	پاس

مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی

نمبر	نام	نتیجہ
۱	امتیاز احمد	مترقی
۲	محمد ساجد احسن	پاس
۳	محمد مستقیم	〃
۴	عبدالرحمن	〃
۵	محمد ہاشم	〃
۶	محمد دانش	〃
۷	ریاض احمد شیخ	〃
۸	ملک اشرف	〃
۹	امداد اللہ ربانی	〃
۱۰	محمد ادریس	〃
۱۱	محمد معظم ملک	مترقی
۱۲	مبشر احمد	پاس
۱۳	محمد مقبول احمد	〃
۱۴	محمد مفضل مرتضیٰ	〃
۱۵	شمس تبریز	〃
۱۶	ولی الرحمن	〃
۱۷	عبدالحکیم	〃
۱۸	محمد بنت اللہ	〃
۱۹	محمد بشیر الدین	〃
۲۰	محمد ذوالقرنین	〃
۲۱	محمد اشرف کشمیری	مترقی
۲۲	محمد دل نواز	پاس
۲۳	محمود الحسن	مترقی
۲۴	محمد جاوید اکرم	پاس
۲۵	سید افتخار الدین	〃
۲۶	محمد رفیع اللہ	〃
۲۷	صفت اللہ	پاس
۲۸	محمد آفاق الیاس	〃
۲۹	محمد رضوان پھلکی	〃
۳۰	محمد حماد	〃
۳۱	ضیاء الرحمن	〃
۳۲	محمد جمیل اختر	〃
۳۳	خلیل احمد	〃
۳۴	قطب اللہ	〃
۳۵	محمد ابراہیم منور	〃
۳۶	سید الیاس ہاشمی	〃

مدرسہ دینیہ غازیپور

نمبر	نام	نتیجہ
۱	محمد بلال انور	پاس
۲	ذوالفقار علی	مترقی
۳	وحید الحسن	پاس
۴	عمر فاروق	〃
۵	محمد وکیل	〃
۶	عبداللہ لاری	〃

دار التعلیم والصنعت جاج مئو

نمبر	نام	نتیجہ
۱	محمد اظہار عالم	پاس
۲	مجیب الرحمن	مترقی
۳	عزیز الرحمن	پاس
۴	اقبال احمد	〃
۵	محمد مجاہد الاسلام	〃
۶	محمد حسین	〃
۷	فیروز عالم شمسی	〃
۸	محمد راشد خاں	〃
۹	محمد شاکر عالم	〃

مدرسہ فلاح المسلمین رائے بریلی

نمبر	نام	نتیجہ
۱	جنید احمد	فیل
۲	محمد کفایت اللہ	مترقی
۳	ولی اللہ	پاس
۴	محمد عارف	فیل
۵	عبدالرحمن	مترقی
۶	محمد ارشاد	〃
۷	عزیز الرحمن امتیاز	پاس
۸	یار محمد	فیل
۹	شیخ عبدالحکیم	مترقی
۱۰	محمد جاوید	فیل
۱۱	محمد آفاق	مترقی
۱۲	محمد عرفان	〃
۱۳	محمد مصطفیٰ	〃
۱۴	شیخ عنایت اللہ	〃
۱۵	محمد عارف جمیل	فیل
۱۶	محمد جاوید	پاس
۱۷	محمد تسلیم انور	فیل
۱۸	محمد اسحاق	پاس
۱۹	سلیمان احمد	مترقی
۲۰	محمد مبین	〃
۲۱	محمد عارف	فیل
۲۲	محمد یوسف خاں	مترقی

جامعہ سید احمد شہید کٹولی

نمبر	نام	نتیجہ
۱	محمد ہارون	پاس
۲	آفتاب عالم	〃
۳	محمد سرور عالم	فیل
۴	محمد رضوان	مترقی

مدرسہ عالیہ عرفانیہ لکھنؤ

نمبر	نام	نتیجہ
۱	محمد منور حسین	مترقی
۲	محمد قربان	فیل
۳	شرافت علی	〃
۴	عبدالسلام	فیل
۵	محمد اشتیاق	پاس
۶	محمد فیروز عالم	〃
۷	عبدالمبین	مترقی
۸	عبدالرؤف	فیل
۹	شاہد انور	پاس
۱۰	نفیس احمد	پاس
۱۱	محمد ممنون عالم	〃
۱۲	محمد مطیع اللہ	مترقی
۱۳	محمد مجیب اللہ	پاس
۱۴	زبیر احمد	فیل
۱۵	محمد معراج الحسن	〃
۱۶	محمد صابر علی	پاس
۱۷	محمد رئیس الدین	〃
۱۸	محمد آفتاب میاں	〃
۱۹	شمیم احمد	〃
۲۰	محمد ابوالکلام آزاد	〃
۲۱	محمد حزب اللہ	〃
۲۲	محمد واثق حسین	〃
۲۳	محمد نسیم اللہ	مترقی
۲۴	محمد محبوب العارفین	〃
۲۵	عقیل احمد	فیل
۲۶	محمد شمیم اختر	〃
۲۷	محمد ناظم الدین صدیقی	پاس
۲۸	خورشید احمد	فیل
۲۹	محمد نصیر الدین	پاس
۳۰	اظہار احمد	〃
۳۱	محمد غالب نشتر	〃
۳۲	محمد استیعاب	فیل
۳۳	محمد ابوریحان	〃
۳۴	محمد اعظم خاں	پاس
۳۵	محمد بدر عالم	مترقی
۳۶	محمد مظہر حسین	فیل
۳۷	محمد عابد حسین صدیقی	پاس
۳۸	محمد عمران خاں	فیل
۳۹	جمال اختر	مترقی
۴۰	رئیس احمد	فیل
۴۱	افتخار علی	〃
۴۲	محمد منصور عالم	پاس
۴۳	فخر الدین احمد	فیل
۴۴	سید اعجاز الحسن	فیل

عالیہ ثالثہ (الف)

نمبر	نام	نتیجہ
۱	محمود	پاس
۲	مصباح الدین خاں	مترقی
۳	عبدالمطلب حسین	پاس
۴	عبدالستار	〃
۵	محمد مبین	〃
۶	فخر عالم	〃
۷	محمد افضل حسین	〃
۸	محمد اکبر قریشی	فیل
۹	محمد خالد	پاس
۱۰	محمد راغب حسین	〃
۱۱	محمد اطہر حقانی	〃
۱۲	محمد جہانگیر حسین	〃
۱۳	سہیل احمد	〃
۱۴	محمد عرفان	[illegible]
۱۵	نوشاد خاں	پاس
۱۶	محمد دستگیر	〃
۱۷	محمد سراج	[illegible]
۱۸	شاہد اقبال	پاس
۱۹	محمد جاوید اختر	〃
۲۰	محمد روح اللہ	〃
۲۱	عتیق الرحمن	〃
۲۲	محمد ساجد حسن	〃
۲۳	منظر باری	〃
۲۴	مجاہد الاسلام	〃
۲۵	محمد عمران خان	〃
۲۶	محمد شاہد	〃
۲۷	محمد حسام الدین خاں	〃
۲۸	حبیب الرحمن	〃
۲۹	قمر الزماں	〃
۳۰	مسعود عالم	مطالبہ طبع
۳۱	محمد بشیر خاں	پاس
۳۲	محمد یوسف	پاس
۳۳	محمد امان اللہ	〃
۳۴	فیضان عارف	〃
۳۵	سرور حسین	〃
۳۶	مشیر احمد	〃
۳۷	محمد عابد	〃
۳۸	مجیب الحق	〃
۳۹	انظار احمد	〃
۴۰	انیس الرحمن	〃
۴۱	طارق انور	〃
۴۲	عبدالحکیم	〃
۴۳	محمد عیسیٰ قدوس	〃
۴۴	عامر الدین	مطالبہ
۴۵	ندیم یزداں	پاس
۴۶	الیاس محمد شفیق	〃
۴۷	شمشیر نظامی	〃
۴۸	محمد عارف	〃
۴۹	محمد علی جوہر	〃
۵۰	محمد منیر الاسلام	〃
۵۱	محمد کاشف	〃
۵۲	صفی اللہ	〃
۵۳	مشتاق احمد خاں	〃
۵۴	محمد مجاہد الاسلام	〃
۵۵	حسین احمد	〃
۵۶	محمد عرفان	〃
۵۷	مستفیض الحق	〃
۵۸	نفیس احمد	〃
۵۹	انوار احمد	〃
۶۰	محمد احمد خاں	〃
۶۱	محمد تنویر عالم	〃
۶۲	محمد سہیل	〃
۶۳	ضمیر عارف	〃
۶۴	عارف ذبیح اللہ	مترقی
۶۵	شمیم احمد	مطالبہ طبع

۶۶	ابوبکر	پاس
۶۷	محمد اکرام الحق	//
۶۸	محمد اسحاق	//
۶۹	غلام ربانی	//
۷۰	محمد کفایت اللہ	//
۷۱	سید ثناء اللہ	//
۷۲	عبدالمتین	//
۷۳	حبیب عالم	//
۷۴	محمد علی بجنگلی	مطالعہ مطبخ
۷۵	محمد سبحان	پاس
۷۶	رضوان احمد	//
۷۷	عبدالحمید	//
۷۸	محمد ارشد	مطالعہ مطبخ
۷۹	محمد عبدالرحیم	فیل
۸۰	سبزار احمد	مترقی
۸۱	عبدالمجیب	پاس
۸۲	محمد مقیم دانش	مترقی
۸۳	محمد اجمل	مطالعہ مطبخ
۸۴	محمد مستقیم خاں	فیل
۸۵	طفیل محمد ٹانک	مطالعہ مطبخ
۸۶	احمد حسین	فیل
۸۷	حفظ الرحمٰن اعظمی	مترقی
۸۸	محمد انیس الرحمٰن	پاس
۸۹	محمد الیاس	//
۹۰	احسن سجاد	[illegible]
۹۱	اختر حسین	پاس

عالیہ ثالثہ (ب)

۱	محمد واجد صدیقی	پاس
۲	محمد طلحہ خاں	//
۳	محمد نوشاد عالم	//
۴	ظہیر عباس	//
۵	محمد اسرائیل	محفوظ
۶	مہتاب عالم	پاس
۷	محمد ایوب	پاس
۸	عزیز اللہ	//
۹	سید محمد طاہر حسینی	موقوف
۱۰	محمد محفوظ عالم	پاس
۱۱	محمد شاکر عالم	//
۱۲	فرید احمد	مترقی
۱۳	ضیاء الحق	پاس
۱۴	اطہر علی	//
۱۵	نعمان احمد	//
۱۶	محمد علاء الدین	//
۱۷	محمد شمشاد	مترقی
۱۸	تاج محمد	//
۱۹	عبدالحق	//
۲۰	محمد امجد علی	پاس
۲۱	غیاث الاسلام	//
۲۲	محمد بدرالدین	//
۲۳	محمد ساجد حسین	//
۲۴	عبدالجبار	//
۲۵	اخلاق احمد	//
۲۶	عزیز الحسن	//
۲۷	محمد عابد	//
۲۸	محمد زاہد علی	//
۲۹	یاسر عرفات بیگ	//
۳۰	طیب احمد	//
۳۱	محمد اسعد اللہ	//
۳۲	عارف ربانی	محفوظ
۳۳	مبارک حسین	پاس
۳۴	محمد تائب راعین	پاس
۳۵	محمد معید الرحمٰن	//
۳۶	محمد افروز عالم	//
۳۷	محمد زکریا	//
۳۸	محمد اسرائیل میاں	مترقی
۳۹	سرفراز احمد	مطالعہ کتب خانہ
۴۰	عبدالماجد خاں	پاس
۴۱	محمد زین العابدین	پاس
۴۲	سید عبدالرؤف	//
۴۳	اخلاق احمد	//
۴۴	اکرام الحق خلیلی	//
۴۵	عبدالحکیم	//
۴۶	محمد عاصم	//
۴۷	محمد ظفیر الدین	//
۴۸	اسرار احمد	//
۴۹	خورشید عالم	//
۵۰	غلام محی الدین ملک	//
۵۱	محمد عمران	//
۵۲	فرقان احمد	//
۵۳	ایوب غوری	//
۵۴	محمد احسان حیدر	//
۵۵	محمد سراج الدین	//
۵۶	محمد ابصار محمد توحید	//
۵۷	محمد شعیب عالم	//
۵۸	محمد حفاظ الدین نیپالی	//
۵۹	شمیم اختر	//
۶۰	محمد منار الحق	//
۶۱	محمد کبیر الدین	//
۶۲	محمد روح القدس	//
۶۳	محمد یعقوب	//
۶۴	وقار علی	//
۶۵	ہدایت اللہ اعظمی	//
۶۶	احتشام یزدانی	//
۶۷	محمد انتصار الحق	//
۶۸	محمد ساجد حسین	//
۶۹	افتخار احسن	فیل
۷۰	امجد حسین	پاس
۷۱	شکیل احمد	//
۷۲	محمد مشتاق عالم	//
۷۳	محمد دلشاد احمد	مترقی
۷۴	محمد نثار احمد	پاس
۷۵	معین الدین	مترقی
۷۶	محمد اسلم	مطالعہ مطبخ
۷۷	امتیاز الحق	فیل
۷۸	ضیاء الحق	محفوظ
۷۹	محمد اطہر	پاس
۸۰	عبدالمعید	پاس
۸۱	حفظ الرحمٰن	//
۸۲	شعیب اختر	//
۸۳	محمد صہیب صدیقی	مترقی
۸۴	محمد رفیق	پاس
۸۵	محمد امداد علی	//
۸۶	خلیل احمد	//
۸۷	مجیب الرحمٰن	//
۸۸	محمد ضیف الرحمٰن	//
۸۹	محمد تفسیر احمد	مترقی
۹۰	محمد فخر الدین	پاس
۹۱	احمد کبیر رفاعی	فیل
۹۲	محمد شائق حسین	پاس
۹۳	محمد عمران خاں	//
۹۴	احسان احمد	//

عالیہ ثالثہ (ج)

۱	کفیل احمد بلگرامی	پاس
۲	محمد حمزہ	مترقی
۳	ناظم اختر	//
۴	محمد مصطفیٰ	پاس
۵	حفیظ الرحمٰن	مترقی
۶	احتشام آرزو	پاس
۷	عبدالعلیم عبدالسلام	//
۸	حفظ الرحمٰن	//
۹	محمد ثناء الرب	[illegible]
۱۰	محمد انس	پاس
۱۱	جاوید احسن	//
۱۲	محمد شاہد رفیق	//
۱۳	جاوید اختر	پاس
۱۴	ہمایوں اقبال	//
۱۵	محمد اخیار اسلم	//
۱۶	عطاء الرحمٰن	//
۱۷	محمد طیب	//
۱۸	شفیق الرحمٰن	//
۱۹	صفی الرحمٰن	//
۲۰	محمد آفتاب عالم	//
۲۱	جمیل احمد	//
۲۲	کاشف انور	//
۲۳	محمد سکندر ریاضی	//
۲۴	نعمان علی	//
۲۵	عبدالماجد	//
۲۶	احمد علی جوہر	//
۲۷	محمد ضیاء الحق	//
۲۸	مشیر احمد	مترقی
۲۹	محمد زبیر	پاس
۳۰	افضال الحق	//
۳۱	محمد ابصار مستقیم	//
۳۲	محمد اکرم خاں	//
۳۳	محمد فاروق اعظم	//
۳۴	محمد محبوب عالم	مترقی
۳۵	محمد رئیس	پاس
۳۶	محمد انور علی	//
۳۷	عبداللہ خاں	//
۳۸	دلشاد احمد	مترقی
۳۹	اشرف علی	پاس
۴۰	محمد شفیع	فیل
۴۱	عبدالخالق	پاس
۴۲	ریاض احمد انصاری	//
۴۳	محمد رحمت الٰہی	محفوظ
۴۴	سراج الاسلام	پاس
۴۵	بلال احمد	//
۴۶	حسام الدین	//

۴۷	حبیب الدین	پاس
۴۸	سید فرحان واجد	//
۴۹	عبید احمد	//
۵۰	رازی ظفر	//
۵۱	سید ازہر حسین	//
۵۲	محمد آصف اقبال نجمی	//
۵۳	محمد ذوق	//
۵۴	کونین اختر	//
۵۵	محمد محی الدین	//
۵۶	محمد اکرام الحق	//
۵۷	سہیل احمد	//
۵۸	محمد فرید نیپالی	مترقی
۵۹	جمیل احمد	مطالعہ کتب خانہ
۶۰	محبوب عالم	پاس
۶۱	آدم علی	محفوظ
۶۲	محمد مصور حسین	پاس
۶۳	محمد اسحاق	//
۶۴	رحمت عالم	مطالعہ مطبخ
۶۵	محمد مصور عالم	پاس
۶۶	رحمت علی	//
۶۷	محمد خالد	مطالعہ مطبخ
۶۸	محمد سیف اللہ	پاس
۶۹	حبیب اللہ	فیل
۷۰	محمد مشتاق	مترقی
۷۱	محمد بدرالدین	پاس
۷۲	محمد عطاء الرحمٰن	//
۷۳	عبداللہ مسعود	//
۷۴	شہنواز احمد بٹ	//
۷۵	محمد ربیع الرحمٰن	//
۷۶	انوار عالم	//
۷۷	محمد عبدالحق	مطالعہ
۷۸	ابوالکلام	فیل
۷۹	محمد نعیم الدین	پاس
۸۰	محمد عارف	مترقی
۸۱	نجیب اللہ	پاس
۸۲	نصیر الدین شیخ	فیل
۸۳	محمد نظر الاسلام	پاس
۸۴	مجاہد حسین	پاس
۸۵	صلاح الدین	//
۸۶	الطاف حسین شیخ	//
۸۷	معراج الدین	//
۸۸	نقیب الرحمٰن حفیظ	پاس
۸۹	معراج الدین	//

عالیہ ثالثہ (د)

۱	عبدالقدوس	مترقی
۲	محمود احمد خاں	پاس
۳	محمد اقبال	//
۴	عرفان احمد	//
۵	زین العابدین	//
۶	محمد ذاکر حسین	//
۷	نجم العابدین	//
۸	محمد ساجد حسین	//
۹	محمد مصطفیٰ	//
۱۰	شہاب الدین	//
۱۱	محمد امتیاز	مترقی
۱۲	سید محمد صادق اشرف	محفوظ
۱۳	محمد اجمل خاں	پاس
۱۴	محمد نوشاد خاں	//
۱۵	محمد فیاض عالم	//
۱۶	منہاج الدین	مطالعہ کتب خانہ
۱۷	مشتاق عالم	پاس
۱۸	اقبال احمد اختر	//
۱۹	محمد عیسیٰ	//
۲۰	محمد وصی اعظم	//
۲۱	محمد یونس	//
۲۲	نیر اعظم	//
۲۳	محمد اصحاب الحق	//
۲۴	عبدالعظیم	//
۲۵	عتیق الزماں	//
۲۶	محمد امان اللہ	//
۲۷	شکیل احمد	//
۲۸	واجد علی	//
۲۹	محمد یعقوب	محفوظ
۳۰	محمد انیس	پاس
۳۱	محمد بابر علی	مترقی
۳۲	محمد نور الدین	محفوظ
۳۳	محمد سلیم	پاس
۳۴	محمد جواد الحق	//
۳۵	ارشاد احمد	//
۳۶	محمد قیصر عالم	//
۳۷	عبدالباسط	//
۳۸	محمد انور عالم	//
۳۹	محمد اعجاز	//
۴۰	عبدالملک	//
۴۱	محمد سرور عالم	//
۴۲	عبدالعلیم	مطالعہ
۴۳	تنویر عالم	پاس
۴۴	محمد راشد العزیزی	مترقی
۴۵	ابوزید	پاس
۴۶	محمد اظہر الدین	//
۴۷	محمد میزن الرحمٰن	//
۴۸	کوثر ندیم	//
۴۹	محمد سالم ظفر	//
۵۰	شوکت احمد صوفی	//
۵۱	ابوالفضل	//
۵۲	سید معاذ حسینی	//
۵۳	قاضی محمد شارق	//
۵۴	نسیم الریاض	//
۵۵	عبدالرشید	//
۵۶	سید محمد مشتاق قادری	//
۵۷	محمد طارق انور	//
۵۸	محمد مبشر احسن	//
۵۹	محمد روشن ضمیر	مترقی
۶۰	محمد باقر	پاس
۶۱	سید احمد اللہ	//
۶۲	محمد صلاح الدین	//
۶۳	محمد فیروز عالم	//
۶۴	جمشید عادل	//
۶۵	محمد مناظر احسن	//
۶۶	محمد انور علی	//
۶۷	محمد شمیم	//
۶۸	سید اسامہ امین	مطالعہ مطبخ
۶۹	محمد منصور	پاس
۷۰	محمد سیف اللہ	//
۷۱	اعجاز احمد	//
۷۲	ذبیح الرحمٰن	//
۷۳	محمد کلیم الحق	//
۷۴	جلیل احمد	//
۷۵	محمد گلریز عالم	//
۷۶	معراج الحسن کاندھلوی	مطالعہ مطبخ
۷۷	محمد افتخار احسن	پاس
۷۸	سمیع الرحمٰن	//
۷۹	محمد اقبال بٹ	//
۸۰	محمد فیصل صدیقی	//
۸۱	عمران الحق	مطالعہ مطبخ
۸۲	سید زبیر حسینی	پاس
۸۳	سہیل احمد انصاری	//
۸۴	عبدالکریم	مطالعہ مطبخ
۸۵	محمد نثار	پاس
۸۶	محمد خلیق الزماں	//
۸۷	منیر الاسلام	فیل
۸۸	محمد اخلاق عالم	//
۸۹	سید محمد مکی حسنی	پاس
۹۰	سید احمد زکریا غوری	//
۹۱	سید اسرار	//
۹۲	محمد شمیم اختر	[illegible]

عالیہ ثالثہ (ہ)

۱	محمد داؤد	پاس
۲	محمد حسن ادریس	//
۳	محمد صدر عالم	//
۴	محمد رضوان عالم	//
۵	سید شبیر حسین	//
۶	مختار احمد	//
۷	محمد نظام الدین	//
۸	محمد گلزار	//
۹	محمد امیر الدین	//
۱۰	محمد ضیاء اللہ	//
۱۱	عبداللہ سلمان	//
۱۲	سید محمد شارق	//
۱۳	محمد حبیب	//
۱۴	اشتیاق محی الدین	//
۱۵	محمد غلام ربانی	//
۱۶	محمد عابد خاں	//
۱۷	محمد ابرار الحق	//
۱۸	ابوالکلام آزاد	//
۱۹	انس احمد	//
۲۰	محمد یاسر	//
۲۱	خیر الاسلام	//
۲۲	جنید احمد صدیقی	//
۲۳	محمد عرفان	//
۲۴	محمد یسین	//
۲۵	محمد راشد	//
۲۶	سہراب احمد	//
۲۷	محمد یعقوب	//
۲۸	مطیع الرحمٰن	//
۲۹	محمد اسامہ	//
۳۰	محمد صدیق	//
۳۱	عبدالرشید	//

۳۲	نصرت اللہ	پاس
۳۳	محمد حسان	"
۳۴	محمد افضل صدیقی	"
۳۵	محمد کلیم	"
۳۶	محمد رضوان	"
۳۷	محمد ارشد	"
۳۸	محمد ساجد حسین	"
۳۹	محمد عمر	"
۴۰	محمد ساجد	"
۴۱	محمد ناصر	"
۴۲	سید محمد فیصل	"
۴۳	ممتاز احمد	"
۴۴	منظر علی	"
۴۵	عبدالصبور	"
۴۶	مسرور احمد حیدری	"
۴۷	فیضان الہدیٰ	مطالبہ مطبخ
۴۸	صدر عالم	پاس
۴۹	شفیق عالم	"
۵۰	مطیع الرحمٰن	مترقی
۵۱	رسول احمد	پاس
۵۲	عتیق الرحمٰن	"
۵۳	صدر الانصاری	"
۵۴	سراج احمد	"
۵۵	محمد انور	"
۵۶	محمد پرویز عالم	"
۵۷	محمد ابصار	"
۵۸	محمد نصیر الدین	"
۵۹	محمد ضیاء	مطالبہ مطبخ
۶۰	محمد وصی اختر	مترقی
۶۱	سید محمد زاہد حسین	پاس
۶۲	تجمل حسین	"
۶۳	محمد شاہجہاں	"
۶۴	محمد عنایت اللہ	"
۶۵	عتیق احمد	"
۶۶	محمد ساجد حسین	"
۶۷	انظر حسین وانی	"
۶۸	وصی اللہ	"
۶۹	محمد عبدالنور	"
۷۰	محمد مزمل حق	"
۷۱	سعید احمد	"
۷۲	محمد ارشد	فیل
۷۳	محمد افضال	پاس
۷۴	محمد زیا	"
۷۵	محمد علی جان	"
۷۶	محمد ثناء اللہ	"
۷۷	محمد منظر عقیل	"
۷۸	محمد ابوالکلام	مترقی
۷۹	محمد کمال	پاس
۸۰	محمد شمیم اختر	"
۸۱	عبداللطیف میر	فیل
۸۲	محمد عارف	"
۸۳	لطیف احمد	"
۸۴	محمد اکرم	پاس
۸۵	محمد ندیم ملک	مترقی
۸۶	ابوذر اعظمی	"
۸۷	محمد اسلم علی	پاس

مدرسہ نورالاسلام سنسری نیپال

۱	محمد جاوید اختر	پاس
۲	عبداللہ سجان	"
۳	محمد شمشاد عالم	مترقی
۴	عرفان انصاری	"
۵	محمد سجاد عالم انصاری	"
۶	محمد کلام الدین	پاس
۷	رضوان میاں	مترقی
۸	عبدالوکیل	"
۹	محمد افضل	"
۱۰	فیروز عالم	پاس

۱۱	عبدالقیوم	فیل
۱۲	محی الدین	فیل
۱۳	عبداللہ خاں	پاس
۱۴	محمد اشفاق عالم	مترقی
۱۵	اختر میاں	"
۱۶	محمد اسماعیل	فیل
۱۷	نظام الدین منصوری	مترقی
۱۸	محمد شاکر عالم	فیل

عالیہ ثالثہ (ع)

۱	خالد کابیل خام	پاس
۲	محمد شبیر	مطالبہ مطبخ
۳	عمر بن محمد	پاس
۴	محمد رحیم	"
۵	عبدالبشیر	مطالبہ مطبخ
۶	خلیل الرحمٰن	"
۷	بشیر ایم	"
۸	سمیر الیس	"
۹	ابوبکر صدیق	"
۱۰	محمد مبشر	"
۱۱	سید علوی	"
۱۲	عبداللہ زید	پاس
۱۳	یونس عبدالسلام	مطالبہ مطبخ
۱۴	امین	فیل

عالیہ ثالثہ ادب

۱	حسن	فیل
۲	ظفیر الدین	مطالبہ مطبخ
۳	شیخ شجاعت علی	مترقی
۴	شیخ معین علی	فیل
۵	خورشید اختر	مترقی
۶	ضیاء الدین	غیر حاضر
۷	محمد انس	"
۸	محمد ریاس	مترقی

۹	محمد رمضان	غیر حاضر
۱۰	محمد احسان	"
۱۱	عبدالسمیع	فیل
۱۲	عبیدالرحمٰن	مطالبہ مطبخ
۱۳	حافظ عبدالمتین ملی	مترقی
۱۴	وصی احمد	فیل
۱۵	محمد عبداللہ	مترقی
۱۶	بلال احمد	فیل
۱۷	آزاد احمد	پاس
۱۸	محمد ساجد اعظمی	مترقی
۱۹	محمد اختر حسین	فیل
۲۰	محمد عمر فاروق	مطالبہ مطبخ
۲۱	ابوشاکر	فیل
۲۲	عبدالعلیم	"
۲۳	محمد فاروق	مترقی
۲۴	مشیت اللہ	"
۲۵	عزیز احمد جونپوری	فیل
۲۶	محمد عکرمہ رونق	پاس
۲۷	شکیل احمد	فیل
۲۸	بشیر احمد بابا	غیر حاضر
۲۹	محمد ارشد	پاس
۳۰	محمد عرفان	مطالبہ مطبخ
۳۱	محمد رضوان	مترقی
۳۲	عالم میاں	"
۳۳	محمد امجد علی	پاس
۳۴	سید توصیف احمد ملی	مترقی
۳۵	ابوبکر بن محمد	مطالبہ کتب خانہ مطبخ
۳۶	سعود بن عبود بادیان	"
۳۷	مرزا شمشیر بیگ	فیل
۳۸	عمیر بن جان محمد	پاس
۳۹	مسعود عالم	مطالبہ
۴۰	عبداللہ	فیل
۴۱	ابودرداء اعظمی	"
۴۲	محمد احمد	پاس

۴۳	کمال احمد مئوی	مترقی
۴۴	محمد اعظم انصاری	مطالبہ مطبخ
۴۵	وقار احمد	فیل
۴۶	محمد خالد جمال انصاری	مطالبہ کتب خانہ
۴۷	عبدالتواب	غیر حاضر
۴۸	عبدالسنان انصاری	مطالبہ مطبخ
۴۹	عبدالعزیز	فیل
۵۰	ابوطلحہ	"
۵۱	بلال احمد	غیر حاضر
۵۲	فیروز احمد	فیل
۵۳	سید زاہد الدین	مترقی
۵۴	محمد اظہر	پاس

عالیہ رابعہ شریعہ (الف)

۱	محمد حلیم صدیقی	پاس
۲	محمد ابوقمر صدیقی	"
۳	صفی الرحمٰن اسمٰعیل	"
۴	محمد سجاد	"
۵	سعید احمد	"
۶	محمد ارشاد	"
۷	عبدالخالق	"
۸	غیاث الدین	"
۹	محمد اظہر الحق	"
۱۰	محمد صالح	"
۱۱	عتیق احمد	"
۱۲	نصیر احمد کشمیری	فیل
۱۳	محمد سلمان	پاس
۱۴	اخلاق احمد	"
۱۵	ذکی الرحمٰن غازی	"
۱۶	محمد احمد	"
۱۷	محمد بشارت	"
۱۸	سید ابراہیم اطہر	مطالبہ مطبخ
۱۹	مشتاق احمد	پاس
۲۰	محمد ہارون رشید انصاری	"

۲۱	احمد حذیفہ الاری	پاس
۲۲	محمد گوہر علی	"
۲۳	ناظر حسین	"
۲۴	قمر الدین	"
۲۵	نظیر الہدیٰ	مطالبہ مطبخ
۲۶	محمد شمیم اختر	پاس
۲۷	رضوان اللہ	"
۲۸	مزمل حسین	"
۲۹	عبدالسمیع	"
۳۰	محمد آفتاب عالم	"
۳۱	محمد عمار انصاری	"
۳۲	انصار احمد	"
۳۳	عبدالمنان	"
۳۴	محمد سلیمان	"
۳۵	فیاض احمد	"
۳۶	ضیاء الحق	"
۳۷	محمد نعیم الدین	"
۳۸	محمد راشد	"
۳۹	محمد سعید عالم	فیل
۴۰	فضیل اشرف	پاس
۴۱	محمد صغیر	فیل
۴۲	محمد جمال الدین نیپالی	پاس
۴۳	محمد ضمیر الدین	"
۴۴	محمد انظر احمد	"
۴۵	محمد فخر ربانی	"
۴۶	ضیاء الدین	"
۴۷	جمیل احمد	"
۴۸	محمد صالح خاں	"
۴۹	عارف حسین	فیل
۵۰	قمر شعبان	پاس
۵۱	محمد صلاح الدین	"
۵۲	محمد الیاس	"
۵۳	محمد رضا نور	"
۵۴	محمد شعیب جھنگلی	مطالبہ مطبخ کتب خانہ

۵۵	محبوب عالم	فیل
۵۶	محمد شاہد فاروقی	پاس
۵۷	محمد اجمل	مطالبہ مطبخ
۵۸	محمد امام الحق	پاس
۵۹	محمد اعظم	"
۶۰	محمد صادق اختر	"
۶۱	محمد طاہر	"
۶۲	عبدالرحیم	"
۶۳	فرحان عقیل	"
۶۴	عبدالحفیظ	"
۶۵	محمد احسان	"
۶۶	محمد مسرور عالم	"
۶۷	سعید احمد	"
۶۸	محمد اخلاق الرحمٰن	"
۶۹	سید شہاب الدین	"
۷۰	عبدالقیوم خاں	"
۷۱	حضرت علی	"
۷۲	محمد ساجد	"
۷۳	مبارک علی	"
۷۴	عبداللہ سعید	"
۷۵	احمد ابصار جعفری	"
۷۶	محمد شہید اللہ	"
۷۷	محمد احمد	"
۷۸	خطیب الرحمٰن	"
۷۹	رفیع اللہ	"
۸۰	محمد بشیر	"
۸۱	وسیم احمد	"
۸۲	محمد سیف الدین	"
۸۳	ضیاء الحق	"
۸۴	محمد ساجد	مطالبہ مطبخ
۸۵	خلیق احمد	پاس
۸۶	محمد عطاء اللہ	"
۸۷	محمد عادل اقبال	"
۸۸	محمد وضاحت حسین	"

۸۹	محمد سعید	پاس
۹۰	محمد نوشاد اختر	"
۹۱	انتظار احمد	محنتی کمزور
۹۲	منظر نثار	پاس
۹۳	محمد نصیر الدین	"
۹۴	محمد نذر الاسلام	"
۹۵	عبدالرحیم خاں	"
۹۶	عبدالحکیم عاشق	محنتی کمزور
۹۷	عبدالکریم دین محمد	پاس
۹۸	وثیق الزماں	[illegible]
۹۹	عبدالقیوم	پاس
۱۰۰	ذکاء اللہ	محنتی کمزور
۱۰۱	ذکی تنویر	محنتی کمزور
۱۰۲	محمد ایمان	پاس
۱۰۳	ذبیح اللہ	مطالبہ مطبخ
۱۰۴	محمد رشید صدیقی	پاس
۱۰۵	محمد ریاض الحق	"
۱۰۶	محمد محمود الحق	محنتی کمزور
۱۰۷	محمد سجاد عالم	پاس
۱۰۸	محی الدین	"
۱۰۹	مناظر حسین	"
۱۱۰	محمد شعیب	مطالبہ مطبخ
۱۱۱	محمد راشد	پاس
۱۱۲	اقبال احمد	"

عالیہ رابعہ شریعہ (ب)

۱	سید محمد اسلم	پاس
۲	ابوثاقب	"
۳	فیروز احمد مشہور عالم	"
۴	محمد طاہر خاں	"
۵	شیخ عبدالواحد	"
۶	محمد انیس الرحمٰن	"
۷	محمد ابوذر	"
۸	فیصل نظام	"

۹	عبدالرؤف	پاس
۱۰	عرفان احمد	"
۱۱	محمد اسحاق عالم	"
۱۲	وسیم الحق	"
۱۳	مقصود عالم	"
۱۴	ملک عزیر احمد	"
۱۵	سرفراز عالم	"
۱۶	عبداللہ جے پوری	"
۱۷	ابوذر غفاری	"
۱۸	نور عالم	"
۱۹	غیور سلطان	"
۲۰	محمد زاہد انصاری	"
۲۱	افضل حسین	"
۲۲	محمد عظمت علی	"
۲۳	عبدالعزیز	"
۲۴	محمد ضیاء اللہ	"
۲۵	اسد الاسلام	"
۲۶	محمد شعیب	مطالبہ مطبخ
۲۷	غفران احمد	پاس
۲۸	عبدالسلام حسین	"
۲۹	جاوید عالم	"
۳۰	عبداللہ بن محمد مسلم	"
۳۱	محمد نسیم اختر	"
۳۲	ابوبکر	"
۳۳	عبدالوکیل	"
۳۴	محمد اظہار بیگ	"
۳۵	محمد شاکر جلال	"
۳۶	محمد خورشید عالم	"
۳۷	محمد آصف ہاشم	"
۳۸	محمد شبیر	"
۳۹	امتیاز عالم	"
۴۰	محمد نور الہدیٰ	"
۴۱	محمد رضوان	"
۴۲	نسیم احمد	"

۴۳	محمد عرفات عسکری	پاس
۴۴	محمد انیس الرحمٰن یونس	"
۴۵	محمد عبداللہ محمود احمد	"
۴۶	محمد تاج علی	"
۴۷	عمر راشد ضیاء	"
۴۸	عارف رزاق	"
۴۹	امتیاز احمد انصاری	"
۵۰	محمد طیب	محنتی کمزور
۵۱	توحید احمد	فیل
۵۲	محمد آفتاب عالم	پاس
۵۳	محمد عمران نجیب اللہ	"
۵۴	محمد آصف الرحمٰن	"
۵۵	منظور عالم عبدالمنان خاں	"
۵۶	محمد عمران عثمان	"
۵۷	شفیع کریم	"
۵۸	عبدالرحمٰن ہارون	"
۵۹	عبدالماجد نظامی	"
۶۰	معراج الدین	"
۶۱	حبیب الرحمٰن	"
۶۲	اعجاز اختر	"
۶۳	احمد عالم	"
۶۴	محمد شاہد حسین	"
۶۵	ریاض احمد بیگ	"
۶۶	محمد یوسف	"
۶۷	محمد عیس	"
۶۸	سعادت احمد	"
۶۹	محمد معین الحق	"
۷۰	ذبیح اللہ	مطالبہ مطبخ و کتب خانہ
۷۱	علی احمد	پاس
۷۲	نثار احمد خاں	"
۷۳	محمد محسن	"
۷۴	صغیر احمد	[illegible]
۷۵	اقبال احمد	پاس
۷۶	محمد منظر حسین	"

۷۷	طلحہ احمد	پاس
۷۸	پرویز احمد صدیقی	״
۷۹	عبدالکریم	״
۸۰	شفیق احمد	״
۸۱	سید عفان	״
۸۲	ولی احمد	״
۸۳	ریاض الحسن	״
۸۴	تقی احمد	״
۸۵	محمد منت اللہ	״
۸۶	کفیل احمد	״
۸۷	محمد ارشد اللہ	״
۸۸	محمد پرویز خاں	״
۸۹	شمس الہدیٰ تیمی	״
۹۰	عبداللہ ہارون	״
۹۱	محمد علی	״
۹۲	فیض اللہ	״
۹۳	محمد مرسلین	مطالعہ مطلع
۹۴	محمد اظہر	پاس
۹۵	محمد ارشد	״
۹۶	سید زید احمد	״
۹۷	محمد خورشید عالم	״
۹۸	محمد زبین	مطالعہ مطلع
۹۹	سمیع اللہ	پاس
۱۰۰	محمد عرفان	״
۱۰۱	شرف عالم شمسی	״
۱۰۲	کبیر احمد	״
۱۰۳	فیروز احمد خلیل احمد	مطالعہ مطلع
۱۰۴	محمد قیس	پاس
۱۰۵	صغیر احمد	״
۱۰۶	محمد جمال الدین	״
۱۰۷	محمد طٰس	״
۱۰۸	محمد غالب	״
۱۰۹	محمد اشفاق عالم	״
۱۱۰	نسیم اختر	״
۱۱۱	سراج احمد	پاس
۱۱۲	نسیم اختر لاری	״
۱۱۳	محمد نثار	״
۱۱۴	ابواللیث	کمی بخاری و معاشرہ
۱۱۵	یونس حسن خاں	پاس
۱۱۶	محمد ارشد	״
۱۱۷	محمد علی	״

عالیہ رابعہ شریعہ (ج)

۱	محمد انعام الرحمٰن	پاس
۲	محمد اعظم حسین	״
۳	سعود عبدالصبور	״
۴	مقصود رشید	״
۵	امتیاز احمد	״
۶	ظہیر احمد	״
۷	سرفراز احمد	کمی بخاری و معاشرہ
۸	محمد غلام قادر	پاس
۹	محمد سعید الحق	״
۱۰	محمد ابوسفیان شعبان	״
۱۱	جہانگیر عالم	״
۱۲	برکت علی	״
۱۳	محمد قمرالدین	״
۱۴	ابصار احمد	״
۱۵	عبداللہ	״
۱۶	عبدالرحمٰن	״
۱۷	تنویر احمد خاں	غیر حاضر
۱۸	احمد اللہ	پاس
۱۹	صفات احمد	مطالعہ کتب خانہ
۲۰	محمد شاہد رضا	پاس
۲۱	یوسف حسن خاں	״
۲۲	عزیز احمد	״
۲۳	اسلم جاوید	״
۲۴	عقیل احمد	״
۲۵	غفران احمد	فیل

۲۶	توصیف احمد	پاس
۲۷	محمد حسنین	״
۲۸	مسرور عالم	״
۲۹	شہزاد عالم	״
۳۰	کبیر احمد	״
۳۱	غلام حسین	״
۳۲	سہیل احمد	״
۳۳	عبدالرافع	״
۳۴	عابد حسین	״
۳۵	محمد مختار عالم	״
۳۶	محمد شاہد ربانی	״
۳۷	محمد ریاض الدین	״
۳۸	محمد اویس	״
۳۹	محمد اشفاق احمد	״
۴۰	محمد سمیع اللہ	״
۴۱	عبدالجلیل	״
۴۲	محمد اسعد	״
۴۳	محمد مبین	״
۴۴	نسیم اختر	״
۴۵	فیض الدین عثمانی	״
۴۶	عتیق الرحمٰن	״
۴۷	اشفاق احمد	״
۴۸	محمد شاکر	״
۴۹	عبدالحی	״
۵۰	محمد عارف	״
۵۱	ہاشم معظم	״
۵۲	پرویز عالم	״
۵۳	عاقل اختر	کمی بخاری و معاشرہ
۵۴	محمد اعجاز احمد	پاس
۵۵	شمس الحق	״
۵۶	محمد صابر حسین	״
۵۷	محمد ارشد	״
۵۸	محمد ضیاء الحق	״
۵۹	محمد اویس خاں	״

۶۰	عبدالرحیم	پاس
۶۱	محمد علیم	״
۶۲	محمد اسمٰعیل	مطالعہ مطلع
۶۳	عبدالحنان	پاس
۶۴	محمد شاہد	״
۶۵	محمد مشتاق عالم	״
۶۶	سید اقبال احمد رحمانی	״
۶۷	محمد صابر علی	״
۶۸	محمد معراج الحق	״
۶۹	محمد تبریز عالم	״
۷۰	محمود الحسن	״
۷۱	محمد قمرالدین	״
۷۲	تبریز احمد	״
۷۳	سید محمد مرسلین	״
۷۴	ساجد خاں	״
۷۵	محمد جمیل اختر	״
۷۶	محمد نعیم	״
۷۷	محمد انصار	״
۷۸	شمس الضحیٰ	״
۷۹	محمد عظمت اللہ	״
۸۰	نصیر احمد	״
۸۱	محمد رضوان دانش	״
۸۲	ندیم احمد	״
۸۳	محمد عارف	״
۸۴	محمد شمشاد عالم	״
۸۵	افضل حسین غزالی	محفوظ
۸۶	احسن رضا	״
۸۷	اظہار احمد	״
۸۸	شعیب اللہ	״
۸۹	بشیر بٹ	״
۹۰	مجیب الرحمٰن	״
۹۱	ابوحذیفہ	״
۹۲	آفتاب عالم	״
۹۳	فخر عالم	״

۹۴	محمد مقصود عالم	محفوظ
۹۵	محمود الحسن	״
۹۶	رشدان احمد	کمی معاشرہ
۹۷	حسنین اختر	پاس
۹۸	عبدالرحمٰن	״
۹۹	محمد شبیر شیروری	״
۱۰۰	شعیب اختر	״
۱۰۱	محمد نوشاد عالم	״
۱۰۲	محمد شمیم انصاری	״
۱۰۳	محمد نظام الدین	״
۱۰۴	عبدالرشید	״
۱۰۵	عبدالوحید	״
۱۰۶	تبریز احمد	״
۱۰۷	مختار احمد	״
۱۰۸	محمد نثار	״
۱۰۹	محمد احمد	فیل
۱۱۰	محمد ابوالحیات	پاس
۱۱۱	محمد ریاض الدین	مطالعہ مطلع
۱۱۲	محمد عارف نثار	پاس
۱۱۳	مغفور احمد ۲۲ھ	پاس

عالیہ رابعہ شریعہ (د)

۱	محمد قربان	پاس
۲	عبدالمجیب	״
۳	عبدالحسیب	״
۴	محمد مقصود انور	״
۵	یعقوب عزیز الحق	״
۶	محمد وہاج الدین مصلح	״
۷	حفیظ اللہ	״
۸	محمد نعمت اللہ	کمی بیضاوی و اصول
۹	عبدالقیوم	پاس
۱۰	محمد اسلم	״
۱۱	محمد امیرالدین	״
۱۲	محمد سعید	״

۱۳	مرغوب علیم	پاس
۱۴	جعفری الطاف	کمی بیضاوی و اصول
۱۵	محمد یوسف منکوی	پاس
۱۶	محمد افروز عالم	״
۱۷	محمد فاروق	״
۱۸	محمد شمیم اختر	״
۱۹	محفوظ الرحمٰن	״
۲۰	محمد ارشد	״
۲۱	محمد ہاشم	״
۲۲	محمد نسیم	کمی ادب عربی
۲۳	محمد احترام الحق	پاس
۲۴	مشرف حسین	״
۲۵	محمد ذاکر حسین	״
۲۶	عبدالشکور خاں	״
۲۷	افتخار احمد	״
۲۸	محمد شفاء الامین خاں	״
۲۹	راحت علی	״
۳۰	شیخ عبداللہ	״
۳۱	محمد شاہد کمال	״
۳۲	شبیر احمد	״
۳۳	محمد پاشا	״
۳۴	امجد علی	״
۳۵	محمد حمید	״
۳۶	محمد تفضل الحق	״
۳۷	تنویر احمد خاں	״
۳۸	صدیق احمد خاں	״
۳۹	محمد حسین	״
۴۰	محمد اسلام	کمی ادب عربی
۴۱	قمر الہدیٰ	پاس
۴۲	مختار احمد	״
۴۳	محمد عبداللہ	״
۴۴	محمد توحید عالم	״
۴۵	احمد ضیاء	״
۴۶	شہباز اختر انصاری	״

۴۷	محمد سالم	پاس
۴۸	فیض الحسن	״
۴۹	الطاف الرحمٰن	״
۵۰	محمد اجمل حسین	״
۵۱	محمد شمشاد	״
۵۲	محمد عمار الاسلام	״
۵۳	محمد خورشید عالم	کمی معاشرہ
۵۴	عبدالکریم	پاس
۵۵	محمد فیاض	״
۵۶	سعید الرحمٰن سہراب	״
۵۷	ولی الحق انصاری	״
۵۸	وحید الدین اعظمی	״
۵۹	محمد فیض الرحمٰن	״
۶۰	احمد اللہ	״
۶۱	جنید احمد	״
۶۲	محمد حسنین اختر	״
۶۳	محمد جمشید عالم	״
۶۴	اطہر رشید	״
۶۵	منیف احمد	״
۶۶	شفیع الرحمٰن	״
۶۷	شمیم اختر	״
۶۸	امیر خسرو	״
۶۹	محمد سیف الدین	״
۷۰	محمد مبین آصف	״
۷۱	محمد ہاشم بانڈے	کمی [illegible]
۷۲	محمد یعقوب	پاس
۷۳	جرجیس اکرم	״
۷۴	محمد طارق انور	״
۷۵	محمد اشتیاق عالم	״
۷۶	محمد اسرائیل	״
۷۹	عنایت اللہ مکتوم	״
۸۰	مجیب الرحمٰن	ضمنی
۸۱	سید محمد حسن	
۸۲	سجاد کریم	پاس

۸۳	سعد رشید خاں	پاس
۸۴	اسعد مرتضیٰ	״
۸۵	اعجاز احمد	کمی ادب عربی
۸۶	محمد شاہد اختر	پاس
۸۷	محمد ارشد	״
۸۸	محمد شفیق خاں	״
۸۹	محمد شمس الضحیٰ	فیل
۹۰	اصغر محمود	پاس
۹۱	سید محمد عبداللہ حیدر	״
۹۲	محمد لقمان خاں	״
۹۳	محمد ظہیر	״
۹۴	محمد شعیب عالم	״
۹۵	مظفر حسین	״
۹۶	محمد علی حسن	״
۹۷	عبدالرحمٰن	״
۹۸	محمد سرفراز	״
۹۹	محمود	״
۱۰۰	محمد زبیر عالم	״
۱۰۱	محبوب الرحمٰن	فیل
۱۰۲	قیصر اکبر	پاس
۱۰۳	محمد اخلاق الرحمٰن	״
۱۰۴	سید قطب الدین	״
۱۰۵	محمد انوار الحق	״
۱۰۶	عبداللہ نصیر الدین	״
۱۰۷	مشتاق احمد بٹ	״
۱۰۸	محمد معتصم عالم	״
۱۰۹	نورالدین خاں	״
۱۱۰	شبیر الحق زرگر	محفوظ
۱۱۱	صلاح الدین	کمی انگریزی
۱۱۲	سعید الرحمٰن	پاس
۱۱۳	محمد آصف خاں	پاس
۱۱۴	محمد زبیر	ضمنی
۱۱۵	محمد یامین	پاس
۱۱۶	محمد عادل	کمی بیضاوی و ادب عربی

عالیہ رابعہ (ع)

۱	پیرمان شاہ	پاس
۲	علی حسین	کمی انگریزی
۳	محمد شفیق الرحمٰن	پاس
۴	رشید سمی	״
۵	عبدالعزیز	״
۶	حارث	״
۷	امداد اللہ	״
۸	عبدالسلام	״
۹	محمد شافعی	״
۱۰	اشرف حسین	״
۱۱	محمد سالم	״
۱۲	محمد جنید	״
۱۳	محمد ساجد	کمی انگریزی
۱۴	محمد اشرف	پاس
۱۵	محمد امین	״
۱۶	محمد انعام الدین	״
۱۷	احمد حسین	کمی انگریزی
۱۸	جابر بابو اینی کودن	پاس
۱۹	کے ایس نصیر	״
۲۰	کبیر حسین	مطالعہ مطلع

عالیہ رابعہ ادب

۱	محمد افروز عالم	پاس
۲	محمد انعام الحسن	کمی معاشیات
۳	محمد انیس	پاس
۴	شاداب عالم	״
۵	محمد رضوان	״
۶	انوار احمد	کمی انگریزی
۷	محمد معین	پاس
۸	حافظ بلال احمد	״
۹	محمد خورشید	کمی انگریزی
۱۰	ذبیح اللہ	کمی معاشیات
۱۱	عبدالحنان	پاس

۱۲	محمد داؤد	محفوظ
۱۳	عطاء الرحمٰن	پاس
۱۴	محمد عمران	״
۱۵	خالد احمد	کمی معاشیات
۱۶	معین الدین شوکت	پاس
۱۷	محمد علاء الدین	״
۱۸	محمد حمزہ سعید	فیل
۱۹	محمد ہارون	پاس
۲۰	وسیم احمد	کمی تاریخ و معاشرہ
۲۱	نسیم احمد	کمی معاشیات
۲۲	مسعود ظہیر	کمی معاشرہ
۲۳	محمد امام الدین	فیل
۲۴	محمد معظم ابنی	کمی تاریخ و معاشیات
۲۵	محمد عمران	״
۲۶	عبدالصمد	״
۲۷	سعید الرحمٰن انصاری	فیل
۲۸	آصف سلیم	پاس
۲۹	شکیل احمد	״
۳۰	حشمت اللہ	فیل
۳۱	نفیس احمد	کمی تاریخ و معاشیات
۳۲	محمد عرفان	״
۳۳	محمد ضیاء الحق	پاس
۳۴	محمد فاروق اعظم	فیل
۳۵	ابرار احمد	کمی تاریخ و معاشیات
۳۶	محمد نورالابصار	فیل
۳۷	شمس الدین	״

خصوصی اول

۱	محمد منہاج عالم	پاس
۲	ظہیر احمد	مطالعہ مطلع
۳	محمد انس	پاس
۴	وسیم احمد	״
۵	شعیب احمد	״
۶	محمد عبیداللہ	״

۷	ریز ایوت (قاضی)	پاس
۸	ناروشا (فہد)	//
۹	تاناف اسمٰعیل (عباس)	//
۱۰	محمد ضیاء الرحمٰن	//
۱۱	عبدالصمد	//
۱۲	حافظ محمد یونس	غیر حاضر
۱۳	محمد حبیب اللہ	پاس
۱۴	عبدالمجید گنائی	//
۱۵	محمد ممتاز عالم	//
۱۶	ارشاد احمد	//
۱۷	افتخار حسین بیگ	//
۱۸	محمد حبیب الرحمٰن	//
۱۹	عبداللہ انصاری	//
۲۰	محمد یحیٰی خاں	//
۲۱	بلال احمد زرگر	//
۲۲	محمد فرید خاں	//
۲۳	راامین ستلا (جبرئیل)	//
۲۴	لاک بن (آقادی)	//
۲۵	قریش نسرین	غیر حاضر
۲۶	خالد احمد	پاس
۲۷	محمد انوار علی	غیر حاضر
۲۸	محمد ساہر حسین	پاس
۲۹	خیتی مدین (خیر الدین)	//
۳۰	روناسیٹ (سلیمان)	//
۳۱	محمد حسین افریقی	//
۳۲	ایکالک موخانم	//
۳۳	غفران خاں (محمد امین)	مطالعہ
	ظہیر عالم	مترقی
۳۴	احتول (یحیٰی)	پاس
۳۵	سوساک (شاکرین)	غیر حاضر
۳۶	لقمان سما (نقمان)	پاس
۳۷	کاروناہذ رعبدالرزاق	//
۳۸	ورادت محمودی (عبداللہ دو)	//
۳۹	اتراوت (نورالدین)	//
۴۰	ظہیر الدین	مطالعہ مطبخ
۴۱	شیخ حامد محمود احمد	پاس

علیا ثانیہ شریعہ

۱	محمد امجد خاں	حسنی مطالعہ
۲	محمد اکرام الدین	[illegible]
۳	محمد یامین حسین	حسنی بخاری دوم
۴	محمد عوف	حسنی مطالعہ
۵	نسیم اختر	//
۶	محمد خالد	حسنی ادارہ اختصاص
۷	شکیل احمد	فیل
۸	بلال مدثر حسن	مطالعہ مطبخ
۹	محمد اعجاز	فیل
۱۰	عبدالقدوس	[illegible]
۱۱	شیخ طاہر	فیل
۱۲	محمد سراج	حسنی مطالعہ
۱۳	محمد صغیر خاں	//
۱۴	محمد نفیس خاں	//
۱۵	مشتاق احمد	[illegible]
۱۶	سراج الدین	حسنی ادارہ اختصاص
۱۷	محمد خالد فراہی	//
۱۸	حبیب اللہ	فیل
۱۹	غلام ربانی	//
۲۰	محمد نعیم الدین خاں	حسنی مطالعہ
۲۱	محمد شاہد	مطالعہ مطبخ
۲۲	محمد علی	مطالعہ کتب خانہ
۲۳	جمیل احمد	محفوظ
۲۴	منیر	//
۲۵	نبیل انجم	[illegible]

خصوصی ثانی

۱	عرفان نصر	پاس
۲	محمد حسن	محفوظ
۳	محمد نور سلیم	پاس

۴	سجاد احمد راتھر	غیر حاضر
۵	سلمان یلیمی	پاس
۶	محمد طاہر احسان	محفوظ
۷	ارشد حسین ڈار	پاس
۸	محمد سید سجاد	//
۹	فیاض احمد ملک	مطالعہ مطبخ
۱۰	صدیق اکبر	پاس
۱۱	مسعود رسول میر	//
۱۲	عابد حسین	//
۱۳	افتخار حسن	//
۱۴	محمد الیاس حسن	//
۱۵	محمد امتیاز حسین	مترقی
۱۶	محمد وحید الرحمٰن	پاس
۱۷	بوم کمائی یان مجیب الرحمٰن	مطالعہ کتب خانہ
۱۸	محمد شبیر احمد	مطالعہ مطبخ
۱۹	محمد اسمٰعیل لائق	مترقی
۲۰	خالد کمال	پاس
۲۱	سید منیر احمد	مترقی
۲۲	ریاض احمد پنڈت	//
۲۳	محمد اصلاح الدین	مطالعہ مطبخ
۲۴	محمد شفیع شاہ	پاس
۲۵	محمد عمران احمد انصاری	//
۲۶	محمد محفوظ	//
۲۷	آصف سعید	غیر حاضر
۲۸	محمد عمران صدیقی	پاس
۲۹	محمد طارق	فیل
۳۰	ویران خاناسیب مصالح	محفوظ
۳۱	فیراموٹ باشنی سعید	پاس
۳۲	عاشق حسین	//
۳۳	سنتی محمد	//

خصوصی ثالث

۱	مومن جلیس	پاس
۲	محمد مذکر	//

۳	محمد ساجد خاں	پاس
۴	احتشام الحسن	//
۵	شاہد حسین	//
۶	محمد انصار بی اے	//
۷	مبین	//
۸	محمد تعریف قاسم	//
۹	محمد فضل کریم	//
۱۰	محمد اسلم لداخی	//
۱۱	عثمان عرفان	غیر حاضر
۱۲	محمد حسین	پاس
۱۳	الیس مزمل	//
۱۴	نجیب الرحمٰن خاں	//
۱۵	داؤد احمد خلیفہ	//
۱۶	اویس اقبال غازی	//
۱۷	فیاض احمد	//
۱۸	فیریشا فطائی عبدالقادر	//
۱۹	بن خذ تھائی لینڈی	//
۲۰	محمد عظمت خاں	//

علیا ثانیہ ادب

۱	رحمت اللہ عارفی	مطالعہ کتب خانہ
۲	جمال الدین	حسنی بخاری
۳	محمد محبوب رحمانی	حسنی بخاری

علیا اولیٰ شریعہ

۱	محمد شہید الاسلام	پاس
۲	محمد سلیم	//
۳	محمد امداد اللہ	//
۴	سید محمد شارق حسینی	//
۵	محمد ہشام عبدالحکیم	//
۶	محمد نفیس عبدالرب	//
۷	عبدالغفار	//
۸	محمد قمر الدین	//
۹	شیخ مخدوم	فیل
۱۰	شیخ عبدالعلیم	حسنی ادارہ اختصاص

۱۱	محمد شکیل	پاس
۱۲	محمد آصف الحسنین	//
۱۳	سید محمد مبشر	//
۱۴	عبدالقادر سلطان	//
۱۵	شیخ منصور	//
۱۶	غفران عبدالغفور	//
۱۷	فاروق احمد ریشی	//
۱۸	سید عطاء اللہ	//
۱۹	محمد ثناء اللہ	//
۲۰	مجاہد الاسلام	//
۲۱	محمد اسرار	فیل
۲۲	محمد ابراہیم	پاس
۲۳	محمد نسیم اختر	//
۲۴	ابوبکر محمد جعفر	//
۲۵	ابوالکلام عبدالواحد	//
۲۶	محمد مدثر بھٹکلی	//
۲۷	محمد منت اللہ	//
۲۸	ناگطے محمد میراں	//
۲۹	وصی الرحمٰن	//
۳۰	حسین شبیر	//
۳۱	محمد فیضان احمد	//
۳۲	محمد کامران عزیز	//
۳۳	ہدایت اللہ	//
۳۴	سید ریان	//
۳۵	عرفان احمد	//
۳۶	محمد صابر علی اکبر	//
۳۷	محمد سعید اللہ	//
۳۸	محمد ارشاد	//
۳۹	ابوبکر عبدالمتین	//
۴۰	الطاف حسین	//
۴۱	محمد عرفان	//
۴۲	عارف علی	//
۴۳	ذوالفقار جمشید	//
۴۴	عبدالرحمٰن	//

۴۵	محمد شاہنواز	پاس
۴۶	طفیل احمد	//
۴۷	آفتاب عالم	//
۴۸	محمد فاروق	//
۴۹	محمد سرور عالم	//
۵۰	محمد میراں	//
۵۱	محمد وسیم	//
۵۲	محمد صالح ظفر	//
۵۳	محمد ارقم	//
۵۴	فیروز عبداللہ	مطالعہ مطبخ
۵۵	محمد سراج الدین	پاس
۵۶	محمد فصیح الدین	//
۵۷	محمد اکبر میر	//
۵۸	محمد انیس الرحمٰن	//
۵۹	محمد سمیع الدین	//
۶۰	عبدالشکور کریم	//
۶۱	محمد ابرار الحق ناخدا	//
۶۲	نظار الاسلام	//
۶۳	محمد معراج خاں	//
۶۴	گلزار احمد صوفی	//
۶۵	محمد وسیم	//
۶۶	محمد ابرار الحق	//
۶۷	ریاض احمد	//
۶۸	مجاہد حسین	//
۶۹	محمد انظر	//
۷۰	محمد مشتاق احمد	//
۷۱	محمد مبشر عالم	//
۷۲	محمد دلشاد	//
۷۳	محمد برہان	//
۷۴	محمد یوسف عزیز	//
۷۵	عبدالشافی	//
۷۶	محمد قمر عالم	//
۷۷	عبدالماجد بھٹکلی	//
۷۸	محمد مسعود عارف	//
۷۹	فضیل احمد	غیر حاضر
۸۰	سید عامر انور	پاس
۸۱	محمد رمضان گنائی	مترقی

معہد الدعوۃ

۱	سلمان نسیم	پاس
۲	احمد الیاس	//
۳	توحید عالم	//
۴	ندیم اختر	//
۵	سید مجاہد الدین	//
۶	مسرور جمال	//
۷	محمد صادق	//
۸	محمد الیاس بھٹکلی	//

تدریب افتاء

۱	مجیب الرحمٰن عتیق	پاس
۲	آصف نور اللہ	//
۳	محمد عاشق صدیقی	//
۴	عبدالحمید شاہ	//
۵	عبدالحکیم	//
۶	عبدالرحمٰن اناوی	//

علیا اولیٰ ادب

۱	محمد امیر حمزہ	پاس
۲	احمد اللہ	//
۳	ظہیر احمد	//
۴	جنید	//
۵	حسنین احمد	//
۶	یار محمد	غیر حاضر
۷	محمد علی	مترقی
۸	محمد پرویز عالم	//
۹	محبوب اسمٰعیل	غیر حاضر
۱۰	محمد عمر ناصحی	پاس
۱۱	شعبہ حسنین	//
۱۲	محمد شہر الحق	//
۱۳	صداقت حسین	//

۱۴	مہتاب عالم	فیل
۱۵	محمد ریحان عالم	//
۱۶	جمال احمد	//
۱۷	شوکت احمد	پاس
۱۸	سلمان اختر	مترقی
۱۹	ابوالمناظر خاں	//
۲۰	محمد نور الزماں محبوب	پاس
۲۱	ابرار احمد	مترقی
۲۲	اظہر حسین	مترقی
۲۳	محمد مجاہد حسین	پاس
۲۴	محمد ثاقب	فیل
۲۵	محمد سعید	مترقی
۲۶	محمد وقار	//
۲۷	محمد شاہ نظر	//
۲۸	محمد شاہد	فیل
۲۹	معین الدین خاں	پاس
۳۰	عبدالسلام	فیل
۳۱	محمد مامون اختر	مترقی
۳۲	احمد بن غلام رسول	فیل
۳۳	محمد فیصل	غیر حاضر
۳۴	محمد نور الزماں	پاس

جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم، اورنگ آباد

۱	محمد مصباح الدین	پاس
۲	سید احسان عالم	حسنی انگریزی
۳	محمد سبحان	حسنی انگریزی
۴	محمد ساجد	[illegible]
۵	سید لطیف اختر	پاس
۶	محمد شاہد فاروقی	پاس
۷	حامد اظہر الدین	حسنی بیضاوی
۸	زاہد خاں	پاس
۹	افسر خاں	[illegible]
۱۰	محمد یحیٰی	پاس
۱۱	محمد رمضان	//

۱۲	محمد سلیمان	پاس
۱۳	محمد جاوید صدیقی	//
۱۴	خاں محمد انصار خاں	//

جامعہ اسلامیہ بھٹکل

۱	محمد منیر	پاس
۲	محمد صفت	//
۳	محمد فہد قاضی	//
۴	عمر شیخ عسکری	//
۵	فہیم	//
۶	محمد غزالی سکری	حسنی بیضاوی
۷	محمد باشا	[illegible]
۸	محمد صابر منکوی	پاس
۹	نعمان	//
۱۰	محمد عاطف معلم	//
۱۱	محمد وصی اللہ	//
۱۲	عبداللہ شاہ بندری	//
۱۳	قمر الزماں قاضی	//
۱۴	رضوان احمد	//
۱۵	عبدالمغنی اکرمی	حسنی انگریزی
۱۶	عبدالحئی داما	پاس
۱۷	فیاض احمد	//
۱۸	عبدالباسط معلم	//
۱۹	شاہنواز	//
۲۰	شہباز حسن	حسنی بیضاوی
۲۱	محمد شافع	پاس
۲۲	جاوید حسین	//
۲۳	عنایت اللہ	//
۲۴	عبدالعلام	//
۲۵	ابراہیم	حسنی انگریزی
۲۶	محمد فیصل	پاس
۲۷	مدثر احمد	//
۲۸	محمد اکرم جشید	حسنی انگریزی
۲۹	محمد جواد	حسنی بیضاوی

۳۰	اسماعیل	پاس
۳۱	محمد جواد	[illegible]
۳۲	انصار عزیز	پاس
۳۳	محمد اشرف	حسنی بیضاوی

دار العلوم تاج المساجد بھوپال

۱	تاج الدین	فیل
۲	محمد شمیم	حسنی بیضاوی
۳	محمد نفیس	//
۴	محمد شاکر	پاس
۵	محمد اسرار	//
۶	محمد شاہد	//
۷	محمد مشکور	//
۸	عبدالشکور	//
۹	محمد مبارک	حسنی بیضاوی

جامعہ اسلامیہ اعظم گڑھ

۱	محمد نوشاد عالم	پاس
۲	ریان احمد	//
۳	حسین احمد	//
۴	ضیاء الدین	//
۵	محمد نور عالم	حسنی بیضاوی
۶	عبدالرحمٰن	[illegible]
۷	محمد رافع	پاس
۸	تاج الدین	[illegible]
۹	اسحٰق عبداللہ	فیل

مستقر (پرنسپل)
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۱۸/۹/۱۴۲۳ھ

معاصر اخبارات سے

حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا دورۂ سلطانپور

مسلمان اور میڈیا

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے تین اہم مسائل کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول کرانے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ مسلمان ذرائع ابلاغ میں دلچسپی لیں کیونکہ صحافت ہو یا الکٹرانک میڈیا، لوگوں کا ذہن اور تصورات بناتے ہیں، غیر قوموں کے پاس میڈیا کی بہت بڑی طاقت ہے، پچانوے فیصد میڈیا یہودیوں کے ہاتھ میں ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کے بارے میں جو گمراہ کن باتیں میڈیا کرتا ہے اس کے جواب میں صحیح حقائق اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ انھیں کی زبان میں پیش کئے جائیں، اس لئے جن وسائل اور ضرورتوں کا مہیا کرنا ضروری ہو، وہ ہم کریں اور میڈیا کے اندر داخل ہوں۔ دوسری ضرورت کے بارے میں مولانا نے بتاتے ہوئے کہا کہ خیر امت ہونے کی بنا پر مسلمانوں پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جو احکامات امت کو دیئے گئے ہیں ان کے مطابق عمل کریں اور غیر مسلموں سے حسن سلوک کے بارے میں اسلام نے جو تعلیم دی ہے اس کے مطابق اپنا کردار بنائیں اور اسلام کے اعلیٰ اخلاق لوگوں کے سامنے اپنے کردار اور عمل سے پیش کرے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط فہمیاں دور ہوں ہم اپنے پڑوسیوں کو اسلام اور اذان کے معنی بتائیں ورنہ کوئی بھی انھیں گمراہ کر سکتا ہے مسلمانوں کو ہر طرح کے علم حاصل کرنا چاہئے خواہ دینی ہو یا عصری یا تکنیکی۔ میڈیا کا میڈیا سے ہی مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

مولانا نے جس دُور اندیشی کا اظہار کیا ہے، وہ قابل ستائش ہے کیونکہ حالیہ ایام میں میڈیا کا رخ کچھ یک طرفہ رہا ہے اور میڈیا نے مسلمانوں کو ایک امن پسند قوم کے بجائے دہشت پسند قوم کی شکل میں پیش کیا ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے، اس کا جواب مسلمان اپنا ذاتی میڈیا نیٹ ورک قائم کر کے ہی دے سکتے ہیں جس کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی جاتی رہی ہے مولانا کی اس تجویز نے مسلمانوں کو میڈیا نیٹ ورک کی ضرورت پر غور کرنے کی دعوت دے کر ایک تعمیری انداز فکر کا اظہار کیا ہے جو ملک اور مسلمان دونوں کے لئے ایک مثبت انداز فکر ہے۔

(اداریہ۔ روزنامہ سیاست جدید)

گجرات کی مسمار مساجد تعمیر کا معاملہ وزیر اعظم سے جلد ملاقات کا پرسنل لاء بورڈ کا فیصلہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے پرسنل لاء بورڈ کی سرگرمیوں اور آئندہ پروگرام کے بارے میں سہارا کو دیئے جانے والے ایک خصوصی انٹرویو میں بتایا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا ایک وفد عنقریب وزیر اعظم سے ملاقات کرے گا اور گجرات میں مسمار کی گئی مساجد کو دوبارہ تعمیر کئے جانے کے بارے میں گفتگو کرے گا۔

انھوں نے کہا کہ اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں بھی پرسنل لاء بورڈ سنجیدہ ہے اور کوشش کر رہا ہے کہ دار القضاء کا قیام عمل میں آئے اور جن کے بارے میں شریعت کا واضح قانون موجود ہے انھیں مسلمان دار القضاء میں طے کرائیں۔ مثال کے طور پر شادی، نکاح، جہیز، وراثت، کفالت، مہر وغیرہ کے بارے میں قانون کا اطلاق مسلم پرسنل لاء کے مطابق شریعت کی روشنی میں ہونا چاہئے، اس سلسلے میں دار القضاء زیادہ مؤثر ثابت ہوگا اور عدالتوں کے ذریعے قرآن وسنت کی غلط تاویلات سے بچا جاسکے گا۔

انھوں نے کہا کہ شریعت کی رُو سے مہر کی ادائیگی کفالت اور رہائش کی پوری ذمہ داری شوہر کی ہے اور اس سلسلے میں بیوی کے گھر والوں پر بوجھ ڈالنا یا لڑکی کو وراثت سے محروم کرنا بھی غیر اخلاقی فعل ہیں اور شریعت کے منافی ہے۔ انھوں نے کہا کہ کچھ اضلاع میں تو شریعت سے تجاوز کر کے شادی بیاہ کے موقع پر بیجا اسراف اور جہیز کی لعنت کے خلاف سوشل بائیکاٹ بھی شروع ہوگیا ہے، مسلم پرسنل لا بورڈ اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں ایک جامع پروگرام مرتب کرے گا اور ہر ضلع میں اس کے نفاذ کا انتظام کرے گا۔ (راشٹریہ سہارا)

ایمان کی دولت اللہ کا احسان ہے

(مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی)

دار العلوم ندوۃ العلماء کے استاذ حدیث مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی نے ایک دینی اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایمان کی دولت اللہ تعالیٰ کا احسان ہے مختلف علاقوں میں اللہ کے بندوں نے ایمان کی دولت اور اسلام کی نعمت کا تعارف کرایا اور اس ملک میں مسلمانوں کی بڑی آبادی انھیں کا فیض ہے، جن کو نعمت عطا کی گئی تھی انھوں نے اس کی ناقدری شروع کردی، ایسا کرنے والا پہلے دماغ سے اس احسان کو ترک کرتا ہے، پھر نمازیں چھوڑ دیتا ہے، ناخلف فرزندوں کا تو یہ حال ہے کہ جن کے آباء واجداد علماء ومشائخین تھے اور نادر کتابوں کا ذخیرہ چھوڑ گئے تھے ان کتابوں سے استفادہ تو دُور کی بات ہے وہ کتابیں بھی ضائع ہو رہی ہیں کوئی پڑھنے والا نہیں ہے مولانا نے کہا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے قرآن کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا تھا جو یہاں ایک محسن کے پاس رکھا ہوا تھا جن کا انتقال ہو چکا ہے اگر ایسی اہم کتابیں ندوہ جیسے اداروں میں منتقل کردی جائیں تو آج بھی لوگ ان سے اکتسابِ فیض کر سکتے ہیں، مولانا نے کہا کہ اس دور میں بے حیائی، مال ودولت کی محنت وہوس اس قدر بڑھ گئی ہے کہ احساسِ گناہ باقی نہیں رہا، بدنگاہی عام طور پر پائی جاتی ہے جس کے عوض انسان ہزاروں کلفتیں اور اضطراب مول لے لیتا ہے، بدنگاہی اچھے کاموں کی حلاوت اور عبادت کی لذت ختم کردیتی ہے اور مایوس انسان عبادات میں اسوۂ رسولؐ اور صحابۂ کرامؓ کا طریقہ چھوڑ کر اور مالک حقیقی سے مانگنے کے بجائے محض تعویذ گنڈے اور بتائے ہوئے وظیفوں کا سہارا لینے لگتا ہے لیکن کوئی مسئلہ حل نہیں ہوسکتا اگر شریعت کے بتائے ہوئے طریقے پر عبادت نہ کرے اور حضور اکرمؐ کو ماں، باپ، اولاد اور دنیا کی ساری دولت و مال سے بڑھ کر نہ مانے، مولانا سید عبداللہ حسنی نے افسوس کا اظہار کیا کہ ایمان جس کے لئے بزرگوں نے محنتیں کی تھیں اس کو فراموش کر کے لوگ جہالت کے گڈھے میں گر گئے نہ دین کی خبر ہے نہ ایمان کی خبر ہے۔ لیکن ایک صاحب ایمان کا معاملہ ہی الگ ہے اس کے اندر ایمان کی چاشنی ہوتی ہے وہ خوشحالی میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور پریشانیوں میں صبر کرتا ہے انھوں نے کہا کہ مسلمان اسلامی تعلیمات سے دور ہوگیا ہے اس لئے برادران وطن انھیں دیکھ کر دور ہوتے جا رہے ہیں ورنہ ماضی میں تنہا خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ہاتھوں نوے لاکھ افراد ایمان لائے تھے اور کشمیر میں شیخ ہمدانی شہیدؒ کی وجہ سے نوے فیصد کشمیری مسلمان ہوئے، مولانا کرامت علی نے ۵۴ سال دین کی خدمت کی اور انھیں کی کوششوں سے اس خطے میں دین پھیلا لیکن آج بدعات کا یہ عالم ہے کہ لوگ قرآن پڑھتے نہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں صرف اس کو سر پر رکھنے، ریشمی جزدان میں لپیٹنے اور چومنے اور آنکھوں سے لگانے کو ہی قرآن کا حق ادا کرنا سمجھ لیا ہے لوگ رواج کو مانتے ہیں شریعت کو نہیں مانتے مولانا نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی پر زور دیا اور اپنی عورتوں اور بچوں کو تعلیم یافتہ بنانے کی اپیل کی۔

(سیاست جدید)

جامعہ اُم کلثوم للبنات میں مولانا سید عبداللہ حسنی کی آمد

یہاں واقع جامعہ ام کلثوم للبنات فیروز پور کلاں میں صدر جامعہ مولانا فضل الرحمن ندوی کے ہمراہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی تشریف لائے، اس موقع پر مولانا نیاز احمد ندوی مہتمم جامعہ نے مدرسہ کی کارکردگی سے انھیں روشناس کرایا جس پر انھوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ مدرسہ مولانا شبیر احمد ندوی کے باغ میں قائم کیا گیا ہے۔ اس موقع پر مولانا شبیر احمد ندوی کے بھتیجے محمد اطہر خاں نے دار العلوم ندوۃ العلماء اور حضرت مولانا علی میاں ندویؒ سے اپنی دیرینہ وابستگی کا اظہار کیا۔ مولانا سید عبداللہ حسنی نے اس موقع پر دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تقاضوں سے بھی عوام کو روشناس کرایا اور اس پر کاربند ہونے کی تلقین کی۔ (راشٹریہ سہارا)

مولانا شہباز صاحب مرحوم
صفحہ ۴۳ کا بقیہ

طالبانِ علوم نبوت کے اس ساقیٔ کوثر ﷺ سے جامِ کوثر پینا نصیب ہو۔

۳ ر رمضان المبارک ۲۳ھ کو بعد ظہر نماز جنازہ ادا کی گئی، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی نے نماز پڑھائی اور ڈالی گنج قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ جس وقت جنازہ قبر میں اتارا جارہا تھا تو آنکھیں بھر آئیں، مولانا کی زبان سے بارہا یہ مصرعہ سنا تھا۔ ع

اک روز زمیں اوڑھ کے سو جائیں گے ہم بھی

آج مولانا کے زمیں اوڑھ کر سوتے رہنے کا جگر خراش منظر ہم اپنی پُرنم آنکھوں دیکھ رہے تھے۔ اور ڈالی گنج قبرستان کی زمین کے نصیبہ پر رشک آرہا تھا کہ اسے کئی علماء کرام اور اساتذہ کرام کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ع

خاک میں کیا کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

اس "گنج گراں مایہ" کو سپرد خاک کر کے بوجھل قدموں سے ہم ندوہ لوٹ آئے۔ وہ جو کسی نے کہا کہ "ہماری وفات کے بعد ہمیں زمین کے اندر قبروں میں مت تلاش کرو، ہم اہل معرفت کے دلوں میں رہتے ہیں" ---- تو مولانا کی یادیں بھی اپنے طلباء اور شاگرد علماء کے دلوں میں باقی رہیں گی اور مدتوں ان کی باتیں بھلائی نہ جاسکیں گی!!!

☆☆☆☆☆

Resi: 268177
Mobile: 9415002535
Shop: 213736 500667

حاجی صفی اللہ جیولرس
ہمارا نیا شوروم
پروپرائٹر محمد اسلم
HAJI SAFIULLAH
JEWELLERS
Opp. Gadbad Jhala,Aminabad Lucknow-226018

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے وابستہ نام
سلیمان عثمان
چند خاص مصنوعات: افلاطون، ڈرائی فروٹ برفی، ڈرائی ڈیٹ برفی، انجیر پاک، اخروٹ پاک، انڈا پاک، بادام کا زعفرانی حلوہ، بادامی حلوہ، سوہن حلوہ، بادامی سوہن حلوہ، کاجو تلی، کاجو رول، ملک کیک....
ان کے علاوہ کاجو بسکٹ اور دیگر کئی قسم کے بسکٹ خستہ نان خطائیاں۔
شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
۱۶۷، ابراہیم مرچنٹ روڈ، بمبئی-۳ فون: ۳۷۵۰۰۵۹، ۳۷۵۷۹۲۲
سلیمان عثمان بیکری: ۲۳ محمد علی روڈ نزد چونا بٹی مسجد، بمبئی-۳ فون: ۳۷۱۷۸۳۲
Fax: 0091-22-8341635 Telex: 011-79341 BARI IN

مئو کا بنا تیز اثر دار افضلس نورانی تیل
AFZALS لیبل وکیپ پر
اور MAU CITY دیکھ کر خریدیں
INDIAN CHEMICAL CO. NEW CHEMICAL CO.
Mau Nath Bhanjan- Mau-275101 (U.P.)

بمبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے
ممبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گذارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

Shop: 260890
Resi: 269562
MOHD. IRFAN
PROPRIETOR
NEW KAREEM JEWELLERS
نیو کریم جویلرس

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building, S.V. Patel Road,
Null Bazar, Mumbai 400 003
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 3460220, 3468708
Tel. (R) 3095852

آخری صفحہ

جب عقل پہ پردہ پڑ جائے

امین شجاع

نقاب اور حجاب سے متعلق مدتوں سے ایک طبقہ کی عقل پہ پردہ پڑا ہوا ہے۔ اب تک تو پردہ کو عورت کی ترقی میں حائل اور دقیانوسیت کی علامت قرار دیا جاتا رہا لیکن گزشتہ دنوں آسٹریلیا کے ایک سیاست داں فریڈ نائل بڑی دُور کی کوڑی لائے اور چادر یا نقاب پر پابندی کا مطالبہ اس بنیاد پر پیش کر دیا کہ اس میں ہتھیار چھپا کر لائے جا سکتے ہیں، کہاں تو یہ الزام کہ پردہ صنف نازک کو ان کے حقوق سے محروم رکھنے کا موجب اور اسے چہار دیواری میں قید رکھنے کی ایک کوشش ہے اور کہاں یہ اندیشے کہ نقاب یا پردہ ہتھیار چھپا کر رکھنے میں بڑا ممد و معاون ہو رہا ہے ---ایک طرف تو صنف نازک کے ساتھ دقیانوسیت برتے جانے اور بیچاری کو بے کس و مجبور بنانے کا واویلا کرنے کی روش اور اظہارِ ہمدردی، حقوق نسواں کی دُہائی اور آزادیٔ نسواں کی نام نہاد روشن خیالی کی باتیں لیکن اب دوسری طرف دہشت گردی سے چادر و نقاب کے ڈانڈے ملانے کی خرافاتیں بھی---"چت بھی اپنی اور پٹ بھی اپنی"---اسی کو کہتے ہیں ---اگرچہ نائل کی اس تجویز کو آسٹریلیا کے وزیر اعظم جان ہورڈ نے مسترد کر دیا ہے اور وزیر خارجہ الکزنڈر ڈاؤنر نے بھی۔ لیکن مسئلہ آسٹریلیا کا نہیں بلکہ ایک مخصوص ذہنیت کا ہے۔ آزادیٔ نسواں اور حقوقِ نسواں کے نام پر اظہارِ ہمدردی کا قصہ ہو یا نقاب و چادر میں ہتھیار چھپانے کی الزام تراشی کا فسانہ---دونوں کے پسِ پشت نیت فسادہی کی ہے۔ ع

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے

نشانہ نہ تو پردہ ہے اور نہ اسکارف بلکہ اس کے پسِ پشت جو فلسفہ اور نظام ہے وہ نشانہ پر ہے، مسئلہ اسلام کے نظام حیات کا ہے۔ اس کو ہدف بنانا مقصود ہے چاہے اس کے لئے آڑ پردہ کی لینا پڑے یا اسکارف کی۔

ایک سیاسی شخص کے ذریعہ آسٹریلیا میں پیش کیا گیا یہ مطالبہ یا یہ تجویز ان دنوں موضوع بحث بنی ہوئی ہے وہاں کے سیاست داں، کالم نگار اور دانشور اس مسئلہ پر اظہارِ خیال کر رہے ہیں، اس تجویز کی مخالفت بھی ہو رہی ہے اور حمایت بھی، لیکن مخالفت کرنے والوں کا پلڑا بھاری معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ ان کی بات میں وزن ہے۔ تصویر کا یہ پہلو خوش آئند ہے ان میں سے ایک صاف گو کالم نگار جان رمسے نے تو نقاب و چادر سے متعلق رکھی گئی اس تجویز پر سارے حجابات کو بالائے طاق رکھ کر آخری بات کہہ دی کہ یہ بے عقلی تو انسانوں کو 'بے لباسی' تک پہنچا دے گی۔

رہی بات چادر یا نقاب میں دہشت گردوں کے ہتھیار چھپانے کی، تو یہ حرکت پردہ کی حد تک ہی کیوں کر محدود ہو سکتی ہے؟ آسٹریلیا کے قومی اخبارات نے لکھا ہے اور سچ لکھا ہے کہ اس قسم کے خطرہ کے پیشِ نظر تو پھر نن اور پادریوں کے چوغے بھی زیر غور آنے چاہئیں۔ اور وزیر خارجہ ڈاؤنر نے تو ایک قدم آگے بڑھ کر یہ بات کہی کہ اگر چادر اور نقاب سے یہ خطرہ لاحق ہو سکتا ہے تو اوور کوٹ اور برساتی کوٹ سے کیوں نہیں ہو سکتا۔ بڑی معقول بات کہی وزیر خارجہ نے اُس لئے کہ کسی مخصوص لباس کے پہننے والے کی کسی ذاتی غلطی کو بنیاد بنا کر اس لباس کو ہی ممنوع قرار دے دینا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ آج دنیا کچھ ایسی ہی غلطی کرنے پر اتر آئی ہے کہ کسی مذہب کے ماننے والے کے ذاتی فعل کو اس کا مذہبی فعل قرار دے دیا جائے اور ایک شخصی غلطی کا رشتہ اس کے مذہب سے جوڑ دیا جائے۔ نقاب اور پردہ میں چھپے ہتھیار کی بات کرنا بھی اسی نوعیت کی بات اور اسی ذہنیت کی غماز ہے اور چادر میں چھپے ایسے ہتھیار کو ان آنکھوں ہی کے لئے دیکھ پانا ممکن ہے جن پر تعصب کی عینک لگی ہو اور جو کسی کی دشمنی میں انہیں اس حد تک جانے پر آمادہ کر دے کہ ایک طرف تو انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے اور دوسری طرف دنیا ان کی ذہنی مفلسی پر قہقہے بھی لگائے!!

رہی بات اُن مسلمانوں کی جنھیں اِس 'مخصوص ذہنیت' کا سامنا ہے تو یہ گھڑی اُن کی حکمت و فراست کے امتحان کی گھڑی ہے۔ ان حالات میں اُمت دعوت کو قدرت نے دین فطرت کی صداقت و نافعیت کو اچھے اُسلوب میں پیش کرنے اور عملی سطح پر اس کی حقانیت کو ثابت کرنے کا موقع دیا ہے، اب یہ ان پر منحصر ہے کہ یا تو حکمت و فراست سے کام لے کر وہ ان امکانات کو ہاتھ سے جانے نہ دیں اور دنیا کو تنگیوں سے وسعت کی طرف بلائیں ورنہ خدانخواستہ احتجاج و اشتعال پسندی کی روش کو اپنا کر خود اپنے لئے بھی تنگیاں پیدا کرلیں اور مسلمانوں کے اِمیج کو منفی بنانے کی مذموم کوششوں کو کامیاب ہو جانے دیں!! فهل من مدکر

❀❀❀❀❀